



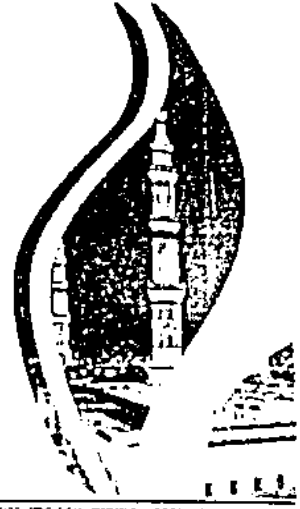
امام اعظم ابوحنیفہؒ کا علمی و تاریخی مقام



امام ابوحنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کا اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، اسیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقہیت کا بیان تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دیکھنے والے واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

مَوْلَانَا مُحَمَّدٌ مَدَنِيٌّ

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف پوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی



امام اعظم ابوحنیفہ کا مختصر نام

جلد دوم

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوثر کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جرات شان سوا کا برابر اہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فہم حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الاشارة کا تفصیلی تعارف، انیس مسانید اور ان کے منفقین کا تعارف، صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقہیت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دلچسپ واقعات، ۴۰۰۰ سے زیادہ حوالہ جات سے مزین کتاب

تالیف

مولانا محمد نعتان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

دارالناشر

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 0333-8335011

222096

جملہ حقوق بحق ناشر و مصنف محفوظ ہیں

★ نام کتاب امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مختار مقام
 ۲۹۷۶ ۹۹۲
 ★ قالیف مولانا محمد نذیر خان
 0332-2557675
 ★ جلد دوئم
 ۱۵۵
 ۱۲۸۱۶
 ★ ناشر دارالناشر صدر سرائے
 ★ اہتمام مولانا طارق محمود صاحب
 ★ سن اشاعت منگل 15 اپریل بمطابق 14 جمادی الثانی 1435ھ

ملنے کے پتے

مولانا ظہور صاحب جامعہ سراج الاسلام

محلہ نیو اسلام آباد پارہوتی، مردان، 0334-8414660

0313-1991422, 0300-5886491



- | | |
|--|------------------------------------|
| ☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نوشہرہ | ☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی | ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور |
| ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور | ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور |
| ☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی | ☆ مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار اوپنڈی | ☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کونٹہ |
| ☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی | ☆ مکتبہ رشیدیہ اکوڑہ خٹک |
| ☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور | ☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک | ☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی |

صفحہ نمبر	عنوان
-----------	-------

- ۱۸..... مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ
- ۱۸..... جامع المسانید
- ۱۹..... مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق علامہ شعرانی رضی اللہ عنہ کی رائے
- مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تذکرہ دس (۱۰) اکابر اہل علم کی تحریرات میں
- ۲۰..... ۱۔ امام ابو بکر محمد بن عبدالغنی المعروف ابن نقطہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۹ھ) کی تحریر میں
- ۲۱..... ۲۔ امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۱..... ۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۴۔ امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳۲ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۵۔ حافظ شمس الدین محمد بن طولون رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۵۳ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۶۔ امام ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تحریر میں
- ۲۴..... ۷۔ امام ابو الصبر ایوب الخلوئی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۷۱ھ) کی تحریر میں
- ۲۴..... ۸۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۴..... ۹۔ علامہ محمد بن جعفر الکتانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۲۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۴..... ۱۰۔ علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحریر میں
- انتیس (۲۹) مسانید امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے مصنفین کا تعارف
- ۲۶..... ۱۔ مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲۸..... ۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳۱..... ۳۔ مسند امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۹ھ)

- ۴..... مسند امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۲ھ)..... ۳۴
- ۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ)..... ۳۵
- ۶..... امام ابو العباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقده رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ)..... ۳۹
- ۷..... مسند امام عبداللہ بن محمد ابی العوام رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)..... ۴۲
- ۸..... مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۹ھ)..... ۴۴
- ۹..... مسند امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)..... ۴۶
- ۱۰..... مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)..... ۵۱
- ۱۱..... مسند امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)..... ۵۷
- ۱۲..... مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)..... ۶۱
- ۱۳..... مسند امام محمد بن ابراہیم مقرئ رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۱ھ)..... ۶۳
- ۱۴..... مسند امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)..... ۶۷
- ۱۵..... مسند امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)..... ۶۹
- ۱۶..... مسند امام ابن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)..... ۷۲
- ۱۷..... مسند امام ابو نعیم اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)..... ۷۵
- ۱۸..... مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)..... ۷۸
- ۱۹..... مسند امام ابو الحسن ماوردی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ)..... ۷۹
- ۲۰..... مسند امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)..... ۸۱
- ۲۱..... مسند امام عبداللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ)..... ۸۴
- ۲۲..... مسند امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)..... ۸۶
- ۲۳..... مسند امام محمد بن عبدالباقی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)..... ۸۹

- ۲۴..... مسند امام ابن عساکر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ)..... ۹۱
- ۲۵..... مسند امام علی بن احمد رازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹۸ھ)..... ۹۵
- ۲۶..... مسند امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بنی بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۳ھ)..... ۷۹
- ۲۷..... مسند امام ابوعلی البکری رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۶ھ)..... ۸۹
- ۲۸..... مسند امام شمس الدین سخاوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۰۲ھ)..... ۹۹
- ۲۹..... مسند امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۸۰ھ)..... ۱۰۳
- ۱۰۵..... خلاصہ بحث.....
- ۱۰۶..... صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) کا تعارف.....
- ۱۰۹..... مسانید امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات.....
- ۱۱۲..... مسند امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متداول نسخے کا تعارف.....
- ۱۱۴..... فقہی ابواب کے اعتبار سے مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث.....
- ۱۱۶..... مسند امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد.....
- ۱۱۸..... مسند امام اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات.....
- امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سند ”أصح الأسانید“ اور ”سلسلة الذهب“ ہے
- ۱۱۹..... ”أصح الأسانید“ کے متعلق محدثین کی آراء.....
- ۱۲۰..... أصح الأسانید ”أبو حنيفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس“.....
- ۱۲۰..... امام اعظم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۱..... امام عطاء بن ابی رباح (متوفی ۱۱۴ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۳..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ۶۸ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۶..... سلسلہ سند کے راوی حدیث وفقہ دونوں سے متصف ہیں.....
- ۱۲۷..... أطراف أحاديث أبي حنيفة.....

الأربعين من حديث الإمام أبي حنيفة..... ۱۲۸

عوالي الإمام أبي حنيفة..... ۱۳۰

امام بخاری رضی اللہ عنہ کے حنفی شیوخ..... ۱۳۱

صحیح بخاری میں کوئی روایت..... ۱۳۲

صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں

۱..... امام مکی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ)..... ۱۳۳

۲..... امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۲ھ)..... ۱۳۴

۳..... امام محمد بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ)..... ۱۳۵

۴..... امام خلاد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ)..... ۱۳۵

صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات

امام مکی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات..... ۱۳۶

امام ابو عاصم النبیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ ثلاثی روایات..... ۱۳۳

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی تین ثلاثی روایات..... ۱۳۵

امام خلاد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت..... ۱۳۷

امام عصام بن خالد رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت..... ۱۳۸

بارہ (۱۲) طرق جس میں امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

۱..... الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم عن عبد الله بن

المبارك عن الإمام الأعظم..... ۱۳۸

۲..... الإمام البخاري عن مكّي بن إبراهيم عن الإمام الأعظم..... ۱۵۰

۳..... الإمام البخاري عن الضحاک بن مخلد عن الإمام الأعظم..... ۱۵۱

- ۳... الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم ۱۵۲.
- ۵... الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم ۱۵۳.
- ۲..... الإمام البخاري عن عبيد الله بن موسى عن الإمام الأعظم ۱۵۴.
- ۷..... الإمام البخاري عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم ۱۵۴.
- ۸..... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم ۱۵۵.
- ۹..... الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسى عن يزيد بن زريع عن الإمام الأعظم ۱۵۶.
- ۱۰..... الإمام البخاري عن عمرو بن زرارة عن هشيم بن بشير عن الإمام الأعظم ۱۵۷.
- ۱۱..... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن وكيع بن الجراح عن الإمام الأعظم ۱۵۸.
- ۱۲..... الإمام البخاري عن محمود بن غيلان عن عبدالرزاق بن همام عن الإمام الأعظم ۱۵۹.
- ۱۶۰..... خلاصہ بحث
- ۱۶۱..... امام اعظم رضي الله عنه کی صحابہ سے روایت اور روایت
- ۱۶۳..... امام اعظم رضي الله عنه کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتداء کیسے ہوئی
- ۱۷۰..... بلا تحقیق نقل در نقل
- امام اعظم رضي الله عنه کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس (۲۵) اکابر اہل علم کی تصریحات
- ۱..... امام بخاری رضي الله عنه کے استاذ امام فضل بن دكين رضي الله عنه (متوفی ۲۱۸ھ) کی تصریح ۱۷۸.
- ۲..... مشہور مؤرخ امام ابن سعد رضي الله عنه (متوفی ۲۳۰) کی تصریح ۱۷۹.

- ۳..... امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۴۳ھ) کی تصریح..... ۱۸۱
- ۴..... امام ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح..... ۱۸۳
- ۵..... امام ابو القاسم علی بن کاس رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۲ھ) کی تصریح..... ۱۸۵
- ۶..... امام ابو نعیم اصبہانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح..... ۱۸۶
- ۷..... امام حسین بن علی بن محمد المعروف الصیرفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۶ھ) کی تصریح..... ۱۸۹
- ۸..... امام عبدالرحمن بن محمد سرحسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۹ھ) کی تصریح..... ۱۹۰
- ۹..... علامہ ابن عبدالبر مالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح..... ۱۹۱
- ۱۰..... امام ابو معشر عبدالکریم مقرئ شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصریح..... ۱۹۲
- ۱۱..... امام ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی تصریح..... ۱۹۶
- ۱۲..... امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۵۰ھ) کی تصریح..... ۱۹۶
- ۱۳..... امام موفق بن احمد مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۸ھ) کی تصریح..... ۱۹۷
- ۱۴..... امام عبدالکریم بن محمد رافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۳ھ) کی تصریح..... ۱۹۷
- ۱۵..... ابو المظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۴ھ) کی تصریح..... ۱۹۹
- ۱۶..... علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تصریح..... ۱۹۹
- ۱۷..... حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۳ھ) کی تصریح..... ۲۰۰
- ۱۸..... علامہ عبدالقادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح..... ۲۰۱
- ۱۹..... علامہ بدرالدین عینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح..... ۲۰۲
- ۲۰..... علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح..... ۲۰۸
- ۲۱..... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۲۲ھ) کی تصریح..... ۲۰۹
- ۲۲..... امام ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تصریح..... ۲۱۲

- ۲۱۳..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) کی تصریح
- ۲۱۴..... امام محمد بن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی تصریح
- ۲۱۵..... امام ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح
- ۲۱۵..... علامہ شیخ محمد حسن السننلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تحقیق
- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات
- ۲۱۷.....
- ۲۲۳..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء
- ۲۲۵..... فقہ کی لغوی تعریف
- ۲۲۶..... فقہ کی اصطلاحی تعریف
- ۲۲۷..... علم فقہ کا موضوع
- ۲۲۷..... فقہ کی غرض و غایت
- ۲۲۷..... علم فقہ اور اس کی عظمت
- ۲۲۹..... قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت
- ۲۳۰..... احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہ الحدیث کے فضائل
- ۲۳۲..... علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق
- ۲۳۳..... محدث اور فقیہ میں فرق
- ۲۳۵..... فقیہ اور محدث کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے
- ۲۳۷..... محدث اور فقیہ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات
- ۲۳۱..... محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب فقہت
- ۲۳۳..... اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر اعتماد کرنا

- ۲۴۴..... اکثر صحابہ کرام رُؤات حدیث تھے.....
- ۲۴۵..... جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف دس مجتہد تھے.....
- بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان
- ۱..... امام مغیرہ بن مقسم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں..... ۲۴۹
- ۲..... امام سلیمان بن مهران اعمش رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں..... ۲۴۹
- ۳..... امام ابن جریج رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں..... ۲۵۱
- ۴..... امام مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں..... ۲۵۱
- ۵..... امام سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں..... ۲۵۲
- ۶..... امام اوزاعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں..... ۲۵۳
- ۷..... امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں..... ۲۵۴
- ۸..... امام خارجہ بن مصعب رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں..... ۲۵۴
- ۹..... قاسم بن معن بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں..... ۲۵۵
- ۱۰..... امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں..... ۲۵۵
- ۱۱..... امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی نظر میں..... ۲۵۶
- ۱۲..... امام ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۳ھ) کی نظر میں..... ۲۵۷
- ۱۳..... امام وکیع بن جراح رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۷ھ) کی نظر میں..... ۲۵۸
- ۱۴..... امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں..... ۲۵۹
- ۱۵..... امام یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں..... ۲۶۰
- ۱۶..... امام شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں..... ۲۶۱
- ۱۷..... امام یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی نظر میں..... ۲۶۱

- ۱۸..... امام ابو عاصم نبیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں..... ۲۶۳
- ۱۹..... امام عبد اللہ بن داود الخریبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں..... ۲۶۳
- ۲۰..... امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں..... ۲۶۳
- ۲۱..... امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی نظر میں..... ۲۶۵
- ۲۲..... علامہ ابن عبد البر رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۶۳ھ) کی نظر میں..... ۲۶۵
- اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے میں دو امور میں نمایاں فرق..... ۲۶۷
- حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے علوم کا نفع..... ۲۷۰
- فرعی مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان اسباب اختلاف..... ۲۷۰
- فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلاف ذوق..... ۲۷۵
- علم شریعت کے مدوّن اول امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ..... ۲۷۶
- مجلس فقہ میں مدون کیے گئے مسائل کی تعداد..... ۲۷۷
- مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنین وفات..... ۲۷۸
- استنباط مسائل میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا طریقہ کار..... ۲۷۹
- فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات
- ۱..... نصوص سے غایت اعتناء..... ۲۸۱
- ۲..... مصادر شرعیہ کے مدارج کی رعایت..... ۲۸۷
- ۳..... نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ..... ۲۹۰
- ۴..... حقوق اللہ میں احتیاط..... ۲۹۳
- ۵..... سیر و سہولت کا لحاظ..... ۲۹۵
- ۶..... مذہبی رواداری..... ۲۹۸
- ۷..... نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ..... ۳۰۰

- ۸..... قانون تجارت میں دقیقہ سنجی..... ۳۰۱
- ۹..... فقہ تقدیری..... ۳۰۳
- ۱۰..... مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز..... ۳۰۵
- ۱۱..... حیلہ شرعی..... ۳۰۷
- حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے..... ۳۰۹
- حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ کی تنقیدات پر ایک نظر..... ۳۱۵
- تالیفات امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ..... ۳۱۷

تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہل علم کی تصریحات

- ۱..... امام اعظم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۱
- ۲..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی تصریح..... ۳۲۱
- ۳..... امام عبداللہ بن غانم افریقی مالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۰ھ) کی تصریح..... ۳۲۳
- ۴..... امام شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصریح..... ۳۲۳
- ۵..... حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی تصریح..... ۳۲۴
- ۶..... امام المغازی امام واقدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۷ھ) کی تصریح..... ۳۲۴
- ۷..... امام عبداللہ بن داود رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی تصریح..... ۳۲۴
- ۸..... امام اسد بن فرات رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی تصریح..... ۳۲۵
- ۹..... مشہور محدث امام ابو نعیم فضل بن دین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۹ھ) کی تصریح..... ۳۲۵
- ۱۰..... امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی تصریح..... ۳۲۵
- ۱۱..... سید الحفاظ امام ابو زرعہ رازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۶۴ھ) کی تصریح..... ۳۲۶
- ۱۲..... امام طحاوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح..... ۳۲۶

- ۱۳..... قاضی امام ابو عاصم محمد بن احمد عامری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۱۵ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۴..... امام امیر ابن ماکولا رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۵ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۵..... امام ابو الحسن یحییٰ بن سالم یمنی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۵۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۶..... امام احمد بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۸۴ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۷..... امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- ۱۸..... امام محمد بن عبدالرحمن ابن الغزالی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے
- ۱..... مشہور مورخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- ۲..... علامہ ابوالمظفر اسفرائینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۱ھ) کی تصریح..... ۳۲۹
- ۳..... شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۹
- ۴..... امام ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۳۳ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۵..... علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۶..... علامہ عبدالقادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۷..... علامہ ابن ابی العزیز دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۹۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۸..... امام کردری رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۲۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۱
- ۹..... حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۴۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۲
- ۱۰..... حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۱..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۲..... محدث کبیر ملا علی قاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۳..... علامہ مرعی بن یوسف بن ابی بکر المقدسی جنبلی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) کی تصریح..... ۳۳۳

- ۱۴..... علامہ نجم الدین الغزوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۵..... علامہ شمس الدین ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمن الغزوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۶..... علامہ شمس الدین سفار بنی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۷..... امام ابو الفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۸..... علامہ نعمان بن محمود بن عبداللہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۵
- ۱۹..... امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) کی تصریح..... ۳۳۵
- ۲۰..... عمر رضا کمالہ دمشقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۰۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۶
- مشہور غیر مقلدین علماء نے فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا..... ۳۳۶
- بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں جرح کا

کوئی جملہ نقل نہیں کیا

- ۱..... امام ابو الحسن احمد بن عبداللہ عجمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ)..... ۳۳۸
- ۲..... علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ)..... ۳۳۸
- ۳..... علامہ ابواسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۶ھ)..... ۳۴۱
- ۴..... امام ابوسعید عبدالکریم سمعانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۲ھ)..... ۳۴۱
- ۵..... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ)..... ۳۴۱
- ۶..... علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ)..... ۳۴۱
- ۷..... امام محمد بن یوسف جندی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۳۲ھ)..... ۳۴۲
- ۸..... امام محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ)..... ۳۴۲
- ۹..... امام محمد بن احمد بن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۴ھ)..... ۳۴۲
- ۱۰..... علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۴ھ)..... ۳۴۳

- ۱۱..... مشہور مؤرخ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ)..... ۳۴۳
- ۱۲..... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۴ھ)..... ۳۴۳
- ۱۳..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ)..... ۳۴۴
- ۱۴..... علامہ ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۳ھ)..... ۳۴۴
- ۱۵..... علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)..... ۳۴۴
- ۱۶..... علامہ جمال الدین یوسف بن تغری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۳ھ)..... ۳۴۵
- ۱۷..... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ)..... ۳۴۵
- ۱۸..... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ)..... ۳۴۵
- ۱۹..... علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ)..... ۳۴۶
- ۲۰..... علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ)..... ۳۴۹

صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں

- امام جمال الدین مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی ”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۰
- امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ”تہذیب تہذیب الکمال“ اور ”الکاشف“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۲
- امام ابوالحسن حسینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی ”التذکرۃ بمعرفة رجال الکتب العشرة“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۵
- امام برہان الدین طرابلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۱ھ) کی ”نہایۃ السؤل فی رجال الستة الأصول“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۵
- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی ”تہذیب التہذیب“ اور ”تقریب

- ۳۵۶.....التہذیب “میں کوئی جرح نہیں
- امام احمد بن عبداللہ خزرجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۳ھ) کی ”خلاصۃ تہذیب تہذیب
- ۳۵۷.....الکمال “میں کوئی جرح نہیں
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات
- ۳۵۷.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ
- ۳۵۹.....امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں
- ۳۶۰.....نعیم بن حماد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی تنقید
- ۳۶۴.....چھ اکابر اہل علم کی آراء کہ نعیم بن حماد امام اعظم کے متعلق جھوٹی باتیں گھڑا کرتا تھا
- ۳۶۶.....امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح
- ۳۶۶.....امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح کے دس (۱۰) جوابات
- ۳۷۲.....امام ابن عدی کی رحمۃ اللہ علیہ جرح اور اس کے جوابات
- ۳۷۶.....امام ابن عدی کی رحمۃ اللہ علیہ کا ”مسند ابی حنیفہ“ تالیف کرنا
- ۳۷۸.....امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی جرح اور اس کا جواب
- ۳۸۴.....حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب
- ۳۸۸.....امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت
- ۳۹۵.....امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر خلق قرآن کا الزام لگایا گیا
- ۳۹۶.....ارجاء ابوحنیفہ اور غنیۃ الطالبین کی عبارت
- ۳۹۸.....مرجہ فرق ضالہ کا عقیدہ
- ۴۰۷.....تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم ماخذ
- ۴۰۸.....تاریخ بغداد میں مطاعن کے متعلق روایات کی فنی حیثیت

- ۴۱۱..... امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک من گھڑت خواب کی حقیقت
- ۴۱۷..... اس روایت کی حقیقت کہ حضرت رضی اللہ عنہ ابو بکر کا ایمان ابلیس کے برابر ہے
- ۴۱۹..... سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کس نے کہا
- ۴۲۰..... خطیب کا افسوس ناک طرز عمل مناقب اور مثالب کی روایات کے متعلق
- ۴۲۳..... محض مسلک کی تائید کے لئے من گھڑت روایات کا جمع کرنا
- ۴۲۸..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جتنی جرحیں ہیں وہ عموماً چار باتوں سے خالی نہیں
- ۴۳۲..... خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب
- ۴۳۳..... ”میزان الاعتدال“ کے نسخے میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر جرح اور اس کا جواب
- ۴۳۴..... اکابر اہل علم کی تصریحات کہ ”میزان الاعتدال“ میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر
- ۴۳۵..... نہیں
- ۴۳۶..... امام ذہبی رضی اللہ عنہ کی شہرہ آفاق کتابوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر
- ۴۳۹..... ”میزان الاعتدال“ کے نسخے میں یہ جرح کیسے داخل کی گئی
- ۴۴۰..... اہل علم کی تصریحات کہ یہ جرح متعصبین نے داخل کی ہے
- ۴۴۲..... کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں
- ۴۴۳..... علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ کی مکمل اصل عبارت
- ۴۴۹..... اس قول کے عقلاً و نقلاً غلط ہونے کے شواہد
- ۴۵۵..... امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات
- ۴۹۰..... امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو پینتیس (۳۵) عمدہ نصائح

مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم کو علم حدیث میں جو رتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئیں ہیں کسی اور کی نہیں لکھی گئیں، مسلمانوں میں روایت حدیث کو جو ترقی ہوئی دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں، صحاح، سنن، مستخرجات، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، طرق وغیرہ مختلف عنوانات قائم ہوئے اور ہر عنوان کے تحت اس کثرت سے کتابیں لکھی گئیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے، لیکن خاص کسی ایک ہی شخص کی روایات کو ایک مستقل مجموعہ میں علیحدہ قلمبند کرنے کا رواج زیادہ نہیں ہو سکا، محدثین اور حفاظ میں بہت کم ایسے خوش قسمت ہیں کہ جن کی حدیثیں مستقل تصنیفات میں جداگانہ مدون کی گئیں، جہاں تک ہم کو معلوم ہے صرف امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے شخص ہیں جن کی احادیث و روایات کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتناء کیا گیا، نہایت کثرت کے ساتھ ان کی مسندیں لکھی گئیں، اور ائمہ وقت اور حفاظ حدیث نے ان کی مسندیں لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مسندیں لکھی جائیں۔ ①

جامع المسانید

امام ابوالمؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے تمام مسانید کو دو ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ جامع المسانید کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ: میں نے شام میں بعض جاہلوں سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حدیثوں کی تعداد کے بارے میں ایسی حقیر مقدار کا ذکر سنا جس سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیر و تنقیص ہوتی تھی، اور اس بناء پر وہ امام صاحب کی طرف قلت حدیث کو منسوب کرتے تھے، اور اس قلت حدیث کی

دلیل میں وہ مسند شافعی اور موطا مالک کو پیش کرتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی ایسی مسند یا حدیث کی کتاب نہیں ہے، وہ تو صرف چند حدیثیں ہی روایت کرتے تھے، اس پر دینی غیرت و حمیت دامن گیر ہوئی تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ بڑے بڑے علمائے حدیث نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے لکھی ہوئی حدیثیں جو پندرہ مسندوں میں جمع ہیں ان کو یکجا کر دوں:

وقد سمعت بالشام عن بعض الجاهلین مقدارہ أنه ینقصہ ویستصغره ویستعظم غیرہ ویستحققرہ وینسبہ إلی قلة رواية الحدیث ویستدل باشتہار المسند الذی جمعه أبو العباس محمد بن یعقوب الأصب للشافعی وموطا مالک ومسند الإمام أحمد وزعم أنه لیس لأبی حنیفة مسند وکان لا یروی إلا عدة أحادیث فلحقتنی حمیة دینیة ربانیة وعصبیة حنفیة نعمانیة فأردت أن أجمع بین خمس عشر من مسانیدہ التي جمعتها له فحول علماء الحدیث. ①

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں پندرہ حضرات کی مسانید کو جمع کیا ہے، اور مسانید کی ان احادیث کو چالیس فقہی ابواب پر ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، اب یہ کتاب شیخ نجم الدین محمد الدرکانی کی تحقیق، تخریج، اور عمدہ تعلیقات کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔

مسانید امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی زائے

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید ثلاثہ کا مطالعہ کیا، پس میں نے دیکھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں

کرتے، یہ وہ ہیں جن کے حق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی جیسے اسود، علقمہ، عطاء، مجاہد، عکرمہ، مکحول، حسن بصری رضي الله عنه وغیر ہم، پس امام اعظم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان راوی عادل، ثقہ اور مشہور اختیار میں سے ہیں، جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں:

وقد منَّ الله عليَّ بمطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة فرأيتُه لا يروى حديثًا إلا عن أخبار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم كالأسود وعلقمة وعطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصري وأضرابهم، فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول الله عدول ثقات أعلام أخبار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب. ❶

مسانید امام اعظم رضي الله عنه کا تذکرہ دس اکابر اہل علم کی تحریرات میں اکابر اہل علم نے امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه سے مروی مسانید کا تذکرہ کیا ہے، اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق ان کی تعداد بھی بتلائی ہے۔

۱..... امام ابو بکر محمد بن عبدالغنی المعروف ابن نقطہ رضي الله عنه (متوفی ۶۲۹ھ) معرفتہ اکثر السنن والمسانيد التي يشتمل هذا الكتاب على معرفة رواتها. اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

وأما المسانيد فمسند أحمد بن حنبل ومسند الشافعي ومسند أبي حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ. ❷

❶ الميزان الكبرى: فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالباً، ج ۱ ص ۶۸ ❷ التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ج ۱ ص ۲۶

مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی، مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

حافظ ابن نقطہ رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسانید کو کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے، نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب کی ایک نہیں بلکہ کئی مسانید ہیں، نیز انہیں عام حضرات نے نہیں بلکہ وقت کے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۲..... امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں امام صاحب سے مروی پندرہ (۱۵) مسانید کو جمع کیا ہے، اس کتاب کے مقدمے میں آپ فرماتے ہیں:

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيدہ التي جمعها له فحول علماء الحديث.

میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی ان پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا ہے۔ ①

۳..... شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب ”المعجم المفہرس“ میں اپنی متعدد اسناد سے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ ”نسخة حماد بن أبي حنيفة عن أبيه“ کے عنوان کے تحت ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شرطی رضی اللہ عنہ کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ پوری اسناد تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ②

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ ”مسند أبي حنيفة لأبي محمد الحارثي“ کے عنوان کے

① جامع المسانید: مقدمة، ج ۱ ص ۷

② المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۶۹، رقم: ۱۱۲۱

تحت شیخ ابوطاہر محمد بن ابی الیمن محمد بن عبداللطیف بن الکوکی رضی اللہ عنہ کے متصل طریق سے امام حارثی رضی اللہ عنہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔

پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ①

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ”مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقرئ“ کے عنوان کے تحت ابوالکمال احمد بن علی بن عبدالحق کے متصل طریق سے امام ابوبکر ابن المقرئ رضی اللہ عنہ کی مسند کو تخریج کیا۔ پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ②

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ”مسند أبي حنيفة جمع الحفاظ أبي علي الحسن بن علي المطرز“ کے متصل طریق سے ابوعلی البکری رضی اللہ عنہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: ③

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ”جزء فيه حديث أبي حنيفة عمن لقي من الصحابة“ کے عنوان کے تحت امام ابوالحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے، اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صراحتاً سماع حدیث ثابت ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

اس روایت میں امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کو صراحتاً بیان کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: ④

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ”رواية أبي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر“

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹ ② المعجم المفهرس:

حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰ ③ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲،

رقم: ۱۱۳۱ ④ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

الطبراني کے عنوان کے تحت امام ابو معشر طبرانی رضي الله عنه کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ مکمل سند کے ساتھ دیکھیں: ①

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رضي الله عنه نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا تذکرہ کیا ہے۔

۴..... امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۲۲ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجمان“ کے باب نمبر ۲۳ میں امام اعظم رضي الله عنه سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرجها الحفاظ من حديثه والذي اتصل

بنا منها سبعة عشر مسندا. ②

امام اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظ حدیث نے تخریج کی ہے، اور ان میں سے جو مسانید ہم تک متصل ہیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

۵..... حافظ شمس الدین محمد بن طولون رضي الله عنه (متوفی ۹۵۳ھ) ”الفهرست الأوسط“ میں امام اعظم رضي الله عنه کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔ ③

۶..... امام ابن حجر مکی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من أحاديثه مسانيد كثيرة، اتصل بنا كثير منها كما

هو مذکور في مسندات مشائخنا. ④

حفاظ حدیث نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی احادیث کی بڑی کثرت سے مسانید تخریج کی ہیں، اور

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳ ② عقود الجمان في

مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۲۲

③ تانيب الخطيب على مآساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب، ص ۱۵۶

④ الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۱

ان میں سے اکثر کی مسانید ہم تک متصل ہیں، جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے۔

۷..... امام ابو الصبر ایوب الخلوئی رضي الله عنه (متوفی ۱۰۷۱ھ) نے امام اعظم رضي الله عنه کی سترہ

۱ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مولفین تک ذکر کر دی ہیں۔

۸..... علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رضي الله عنه (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”عقود

الجواهر المنيفة“ کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخارج

الأئمة. ۷

میں نے اس کتاب کو امام ابوحنیفہ سے منسوب ان چودہ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۹..... علامہ محمد بن جعفر الکتانی رضي الله عنه (متوفی ۱۳۲۵ھ) نے علامہ خوارزمی رضي الله عنه کے

حوالے سے آپ کی پندرہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ ۸

۱۰..... دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رضي الله عنه (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے امام اعظم

کی اکیس مسانید کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ۹

تلك عشرة كاملة

انتیس (۲۹) مسانید امام اعظم رضي الله عنه اور ان کے مصنفین کا تعارف

۱..... مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رضي الله عنه (۱۷۶ھ)

۲..... مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رضي الله عنه (متوفی ۱۸۲ھ)

۱ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

۲ عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: مقدمة، ص ۵

۳ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

۴ تانيب الخطيب على مساقه في ترجمة أبي حنيفة من الاكاذيب، ص ۱۵۶

- ۳..... مسند امام محمد بن حسن شيباني رضي الله عنه (متوفى ۱۸۹ھ)
- ۴..... مسند امام حسن بن زياد اللؤلؤي رضي الله عنه (متوفى ۲۰۴ھ)
- ۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوري رضي الله عنه (متوفى ۳۳۱ھ)
- ۶..... مسند امام حافظ احمد بن محمد بن سعيد المعروف ابن عقده رضي الله عنه (متوفى ۳۳۲ھ)
- ۷..... مسند امام ابو القاسم عبد الله بن محمد بن ابى العوام سعدى رضي الله عنه (متوفى ۳۳۵ھ)
- ۸..... مسند امام عمر بن حسن اشثاني رضي الله عنه (متوفى ۳۳۹ھ)
- ۹..... مسند امام محمد عبد الله بن محمد يعقوب حارثى بخارى رضي الله عنه (متوفى ۳۴۰ھ)
- ۱۰..... مسند امام حافظ ابو احمد عبد الله بن عدى جرجاني رضي الله عنه (متوفى ۳۶۵ھ)
- ۱۱..... مسند امام ابو الحسين محمد بن مظفر بن موسى رضي الله عنه (متوفى ۳۷۹ھ)
- ۱۲..... مسند امام طلحه بن محمد بن جعفر رضي الله عنه (متوفى ۳۸۰ھ)
- ۱۳..... مسند امام محمد بن ابراهيم بن على بن زاذان اصبهاني مقرئ رضي الله عنه (متوفى ۳۸۱ھ)
- ۱۴..... مسند امام ابو الحسن على بن عمر بن احمد بغدادى المعروف دارقطنى رضي الله عنه (متوفى ۳۸۵ھ)
- ۱۵..... مسند امام ابو الحفص عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاهين رضي الله عنه (متوفى ۳۸۵ھ)
- ۱۶..... مسند امام ابو عبد الله محمد بن اسحاق بن محمد بن يحيى بن منده رضي الله عنه (متوفى ۳۹۵ھ)
- ۱۷..... مسند امام حافظ ابو نعيم احمد بن عبد الله اصبهاني رضي الله عنه (متوفى ۴۳۰ھ)
- ۱۸..... مسند امام حافظ ابو بكر احمد بن محمد بن خالد كلاعى رضي الله عنه (متوفى ۴۳۲ھ)
- ۱۹..... مسند امام ابو الحسن على بن محمد بن حبيب بصرى ماوردى شافعى رضي الله عنه (متوفى ۴۵۰ھ)
- ۲۰..... مسند امام ابو بكر احمد بن على خطيب بغدادى رضي الله عنه (متوفى ۴۶۳ھ)
- ۲۱..... مسند امام ابو اسامعيل عبد الله بن محمد انصارى هروى رضي الله عنه (متوفى ۴۸۱ھ)
- ۲۲..... مسند امام حافظ ابو عبد الله محمد بن حسين بن محمد بن خسرو بلخى رضي الله عنه (متوفى ۵۲۲ھ)

- ۲۳..... مسند امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۳۵ھ)
- ۲۴..... مسند امام ابو القاسم علی بن حسن بن ہبیب اللہ ابن عسا کر دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ)
- ۲۵..... مسند امام علی بن احمد بن مکی رازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹۸ھ)
- ۲۶..... مسند امام محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۳ھ)
- ۲۷..... مسند امام ابو علی حسن بن محمد بن محمد بکری رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۶ھ)
- ۲۸..... مسند امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۰۲ھ)
- ۲۹..... مسند امام ابوالمہدی عیسیٰ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۱..... مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۶ھ)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر اور آپ کے اکلوتے صاحبزادے امام حماد رضی اللہ عنہ کو اپنے والد گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے، امام حماد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسماعیل ہے، امام حماد رضی اللہ عنہ فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کے پیکر بھی تھے، علامہ صیمری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حماد کے متعلق فرماتے ہیں:

وَ كَانَ الْغَالِبَ عَلَيْهِ الدِّينَ وَالْوَرَعَ وَالزَّهْدَ مَعَ عِلْمٍ بِالْفِقْهِ وَ كِتَابَةِ

لِلْحَدِيثِ. ❶

علم فقہ اور کتابت حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد رضی اللہ عنہ پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۸۰ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ ذَا عِلْمٍ وَ دِينٍ وَ صِلَاحٍ وَ زُرْعٍ تَامًا. ❷

آپ صاحبِ علم، دین دار، صالح اور پیکرِ ورع تھے۔

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ومن أصحاب أبي حنيفة، ص ۱۵۸

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۵۳

علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

وکان من الصلاح والخیر علی قدم عظیم. ❶

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ اپنی کتاب ”الجرح والتعديل“ میں کیا لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی، یہ ان کے عادل ہونے کی واضح دلیل ہے، اگر ان میں معمولی ضعف کا بھی شبہ ہوتا تو امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ اپنے تعنت اور حنفیہ کے خلاف فرط تحامل کی وجہ سے کبھی خاموش نہ رہتے۔ ❷

امام محمد بن محمود خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حماد تک سند بیان کی ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں۔

۱..... تقی الدین یوسف بن احمد اسکاف رحمۃ اللہ علیہ

۲..... موفق الدین ابو عبد اللہ محمد بن ہارون ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ

۳..... جمال الدین ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری رحمۃ اللہ علیہ

۴..... نجم الدین ابو غالب مظفر بن محمد بن الیاس رحمۃ اللہ علیہ ❸

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❹

صاحب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر کی شافعی سند کی متصل

❶ وفیات الأعیان: ترجمة: حماد بن أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۰۵ ❷ الجرح

والتعديل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۴۹ ❸ جامع المسانيد: الباب الثاني،

امال المسند الثالث عشر، ج ۱ ص ۸۳ ❹ المعجم المفهرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۲۱

سند سے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

۲..... مسند امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۲ھ)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قابل فخر اور ہونہار شاگرد امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے استاذ کی مسند کو جمع کیا، علم حدیث میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی جلالتِ شان اجلہ محدثین کے ہاں مسلم ہے جیسا کہ ما قبل میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دس محدثین تلامذہ کے عنوان کے تحت یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے، امام علی بن صالح رحمۃ اللہ علیہ جب بھی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے:

حَدَّثَنِي فَقِيهِ الْفُقَهَاءِ وَقَاضِي الْقَضَاةِ وَسَيِّدِ الْعُلَمَاءِ أَبُو يُوسُفَ . ❷

مجھے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاة اور علماء کے سردار امام ابو یوسف نے حدیث بیان کی ہے۔

محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علم حدیث کی ابتداء

کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أول ما طلبت الحديث ذهبت إلى أبي يوسف القاضي، ثم طلبت بعد

فكبتنا عن الناس . ❸

میں سب سے پہلے علم حدیث کی طلب میں قاضی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا، پھر

اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث

والعشرون، المسند الثالث عشر، ص ۳۳۰

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم، ص ۱۰۰

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۳ ص ۲۵۷

ابو یوسفؒ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱..... امام ابو یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزیؒ

۲..... شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالمؒ

۳..... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقاءؒ ①

علامہ محمد بن یوسف بن صالحی شافعیؒ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل

عبدالرحیم بن محمد اوجاتیؒ کے طریق سے ”مسند ابی یوسف“ کا ذکر کیا ہے۔ ②

امام ابو یوسفؒ سے مروی کتاب الآثار کے نسخے کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشیؒ

(متوفی ۷۷۵ھ) نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وروی کتاب الآثار عن ابيه عن أبي حنيفة وهو مُجلد ضخمة. ③

امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے ”کتاب

الآثار“ کو روایت کیا ہے جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانیؒ صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن کی تصحیح

و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسفؒ سے مروی ”کتاب الآثار“ کا

نسخہ الگ ہے اور ”مسند ابی یوسف“ کا نسخہ الگ ہے، جس کا علامہ خوارزمی اور علامہ

صالحیؒ نے تذکرہ کیا ہے۔

دور حاضر کے دو محققین علماء کی رائے بھی یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ ہیں۔

① جامع المسانید: الباب الثانی، أما المسند الحادی عشر، ج ۱ ص ۸۳

② عقود الجمال فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث

والعشرون، المسند الحادی عشر، ص ۳۲۹

③ الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: یوسف بن یعقوب، ج ۲ ص ۲۳۴

۱..... دیار مصر کے محقق علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی جو تصانیف ہم تک پہنچی ہیں ان میں ایک ”کتاب الآثار“ ہے جو فقہی دلائل پر مشتمل ہے، ”کتاب الآثار“ کا یہ نسخہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کے اجلہ تلامذہ نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی ایک مسند بھی ہے جو ان سے روایت کی گئی ہے لیکن ہم اس پر مطلع نہ ہو سکے، چونکہ یہ مسند مطبوعہ نہیں ہے اس لئے فی الحال دستیاب نہیں ورنہ یہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فمما وصل إلینا کتاب الآثار فی أدلة الفقه روی جملها عن أبي حنيفة،

وله مسند آخر یروی عنه فی الکتب ولم نطلع علیه. ①

۲..... عظیم محقق علامہ محمد امین اور کزئی رضی اللہ عنہ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ”کتاب الآثار“ اور ”مسند ابي يوسف“ دونوں الگ الگ ہیں، آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ”کتاب الآثار“ کا جو نسخہ روایت کیا ہے اس میں کچھ تصرفات جو از قبیل اضافات اور کمی کی صورت میں اپنی طرف سے کئے ہیں اس وجہ سے اس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے، امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے یہ نسخہ ان کے صاحبزادے یوسف نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ ایک ”مسند ابي يوسف“ ہے جس میں امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات نقل کی ہیں، اور اس کو ”نسخہ ابي يوسف“ بھی کہا جاتا ہے، یہ مسند امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگرد عمرو بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ ”جامع المسانید“ میں علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ نے اس کو ”مسند ابي يوسف“ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں سے جو روایات ذکر کی ہیں اس میں کوئی بھی موقوف روایت نہیں ہے سب مرفوع ہیں (ورنہ تو کتاب الآثار میں

① حسن التقاضی فی سیرة الإمام ابي يوسف القاضي: مؤلفاته فی غاية الکثرة، ص ۹۲

موقوف روایات بھی ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں الگ ہیں) ❶

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب

”البنایۃ شرح الہدایۃ“ میں ”مسند ابي يوسف“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں، ایک نے ”کتاب الآثار“ اور

دوسرے نے ”مسند ابي يوسف“ کے نام سے ذکر کیا ہو، علامہ ابوالوفاء افغانی رضی اللہ عنہ نے

بھی ”کتاب الآثار“ کے مقدمے میں اس احتمال کا ذکر کیا ہے:

ويحتمل والله أعلم أن يكون كتابا واحدا رواه عنه عمرو ويوسف

كلاهما، ويسمى باسمين كروايات الموطأ.

اور اس بات کا احتمال ہے، (اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے) کہ ایک ہی کتاب کو عمرو

بن عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو، اور اسے دو نام دے دیئے گئے ہوں جس

طرح کہ موطا مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔

۳..... مسند امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۹ھ)

امام ذہبی رضی اللہ عنہ ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے

ساتھ کرتے ہیں:

العلامة، فقيه العراق، صاحب أبي حنيفة، وكان مع تبحره في الفقه،

يضرب بذكائه المثل.

آپ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، آپ سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی

احادیث سے متعلق دو کتابیں مروی ہیں:

❶ مسانيد الإمام أبي حنيفة: مسند الإمام أبي يوسف، ص ۸۷

❷ البنایۃ شرح الہدایۃ: فصل في الاستنحاء، ج ۱ ص ۷۴۵

۱..... کتاب الآثار ۲..... مسند ابی حنیفہ

۱..... امام محمد رضی اللہ عنہ کی ”کتاب الآثار“ کا نسخہ تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُودُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ مُفْرَدًا إِنَّمَا هُوَ كِتَابُ الْأَثَارِ الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْهُ. ①

امام ابوحنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ”کتاب الآثار“ ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ چلبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے جو امام محمد رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اس کا اور اس پر لکھی گئی شروحات کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ کتابی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے ان الفاظ میں ”کتاب الآثار“ کا تذکرہ کیا ہے:

کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشیبانی صاحب ابی حنیفہ واحد رواة الموطأ المتوفى سنة تسع وثمانين ومائة وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة. ④

① تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹ ② تاج التراجم: ترجمة: محمد بن

الحسن، ص ۲۸ ③ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، كتاب الآثار، ج ۲

ص ۱۳۸۴ ④ الرسالة المستطرفة: كتب مرتبة على الأبواب الفقهية، ص ۲۲

کتاب الآثار کا یہ نسخہ اب علامہ ابو الوفاء افغانی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو ”نسخة محمد“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱.... ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲.... محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمۃ اللہ علیہ

۳.... ابو عبداللہ محمد بن علی بن بقا رحمۃ اللہ علیہ

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ الگ ذکر کیا ہے۔ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۲ھ) نے بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

۱.... امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبدالعزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

۲.... امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب الآثار“ کا ذکر دو طرق کے ساتھ کیا ہے، دیکھئے: ②

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ اور امام صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الآثار“ اور ”مسند امام محمد“ دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے، اور ان تک اپنی متصل اسناد بھی ذکر کی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مجموعے الگ الگ ہیں۔

① جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الثانی عشر، ج ۱ ص ۸۳، ۸۴

② عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الباب الثالث

والعشرون، المسند الثانی عشر، المسند الرابع عشر، ص ۳۳۵، ۳۳۳

علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق کے مطابق بھی یہ دو الگ الگ مجموعے ہیں، اس لئے آپ نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے:

منہا کتاب الآثار یروی فیہ عن ابي حنیفة أحادیث مرفوعة وموقوفة ومرسلة... وكذلك لمحمد مسند ابي حنیفة المعروف بنسخة محمد. ①
امام محمد کی تصانیف میں سے ایک کتاب الآثار ہے جو امام ابو حنیفہ کی مرویات پر مشتمل ہے اس میں مرفوع، موقوف، اور مرسل ہر قسم کی روایات موجود ہیں، اسی طرح امام محمد کی ”مسند ابی حنیفہ“ ہے جو نسخہ محمد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رضی اللہ عنہ کے تلمیذ خاص علامہ محمد امین اور کزنی رضی اللہ عنہ کی تحقیق بھی یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ امام محمد رضی اللہ عنہ نے امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات کا انتخاب کیا اور اسے الگ سے ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع کیا اور اسے ”نسخة محمد“ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ②

۴..... مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ)

یہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، علم حدیث کے ساتھ ان کے شغف کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ صرف ایک محدث امام ابن جریج رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے انہوں نے بارہ ہزار احادیث لکھیں:

کتبت عن ابن جریج اثنی عشر ألف حدیث کلها یحتاج إليها الفقهاء. ③
علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن

① بلوغ الأمانی فی سیرة الإمام محمد بن الحسن الشیبانی: کتب محمد بن الحسن

ومصنفاته، ص ۲۰۰ ② مسانید الإمام ابي حنیفة: مسند الإمام محمد، ص ۹۴

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة الحسن بن زیاد، ج ۹ ص ۵۴۴

زیاد رضی اللہ عنہ کی جمع کردہ ”مسند أبي حنيفة“ کو نقل کیا ہے، امام خوارزمی رضی اللہ عنہ کے ان چار شیوخ کے نام یہ ہیں۔

- ۱..... ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی الجوزی رضی اللہ عنہ
- ۲..... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رضی اللہ عنہ
- ۳..... ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل رضی اللہ عنہ
- ۴..... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رضی اللہ عنہ ①

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد رضی اللہ عنہ تک کی جمع کردہ مسند تک متصل سند کو ذکر کیا ہے، امام صالحی رضی اللہ عنہ کے چار شیوخ یہ ہیں۔

- ۱..... ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد انصاری رضی اللہ عنہ
- ۲..... جمال الدین ابراہیم قلقشندی رضی اللہ عنہ
- ۳..... ابو محمد عبد الرحیم بن محمد حنفی رضی اللہ عنہ
- ۴..... ابو حفص عمر بن علاء الدین صیرفی رضی اللہ عنہ ②

حاجی خلیفہ چلبی رضی اللہ عنہ نے بھی ”کشف الظنون“ میں امام لؤلؤی کی مسند امام اعظم کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوری رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۱ھ)

ان کا نام محمد، والد کا نام مخلد، کنیت ابو عبد اللہ، عطاء کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کی پیدائش ۲۳۳ھ میں ہوئی، ان کے مشہور اساتذہ حدیث: ابو السائب سلم بن جنادہ، یعقوب

① جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱ ② عقود الجمان
 في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند
 السابع، ص ۳۲۵، ۳۲۶ ③ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

بن ابراہیم دورقی، فضل بن یعقوب، ابو حذافہ سہمی، زبیر بن بکار، حسن بن عرفہ، صاحب الصحیح
امام مسلم بن حجاج رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بلند پایہ محدثین تلامذہ: حافظ ابو العباس بن عقدہ، محمد بن
حسین آجری، محمد بن المنظر، ابو عمر بن حیویہ، صاحب السنن امام ابو الحسن دارقطنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا
تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

محمد بن مخلد بن حفص الإمام، المفید، الثقة، مسند بغداد أبو
عبد اللہ الدوري.

نیز اس کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

وكان معروفًا بالثقة والصلاح والاجتهاد في الطلب. ①

آپ علم حدیث میں ثقاہت، صالحیت اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات کے
ساتھ متصف تھے۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں ان
القباب کے ساتھ کیا:

الإمام، الحافظ، الثقة، القدوة أبو عبد اللہ الدوري.

نیز اس کتاب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

وَكُتِبَ مَا لَا يُوصَفُ كَثْرَةَ مَعَ الْفَهْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَحَسَنَ التَّصَانِيفِ.

انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے کہ جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں

نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔

آپ کے علمی و عملی مقام و مرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَ كَانَ مَوْصُوفًا بِالْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ وَالصَّدْقِ وَالْاجْتِهَادِ فِي الطَّلَبِ، طَالَ

عُمُرُهُ وَاشْتَهَرَ اسْمُهُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مَعَ الْقَاضِي الْمَحَامِلِيِّ بِبَغْدَادَ. ❶

آپ علم حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجے محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو (علمی اعتبار سے) خوب شہرت حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجود علم و مرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔

یہ شہادتیں کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ حدیث و رجال حدیث کے بلند پایہ نقاد محدث کی ہیں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن مخلص رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے

ہیں کہ یہ ثقہ اور قابل اعتماد محدث ہیں:

ثقة مامون.

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وَ كَانَ أَحَدَ أَهْلِ الْفَهْمِ. مَوْثُوقًا بِهِ فِي الْعِلْمِ، مَتَسَعِ الرِّوَايَةِ، مَشْهُورًا

بِالذِّيَانَةِ، مَوْصُوفًا بِالْأَمَانَةِ، مَذْكُورًا بِالْعِبَادَةِ.

یہ اہل فہم (سمجھ دار لوگوں) میں سے تھے، جو علم حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے

میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاروں میں

نمایاں تھے۔ ❷

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں، بلکہ انہوں نے سب

سے پہلے آپ کی احادیث کو ایک مسند کی صورت میں جمع کیا، جس کا نام ”جمع حدیث

أبي حنيفة“ ہے۔

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۱۵ ص ۲۵۶، ۲۵۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۴ ص ۸۰

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ”تاریخ بغداد“ میں کئی ائمہ کے حالات کے ذیل میں امام ابن مخلد رحمہ اللہ کی ”مسند ابي حنيفة“ کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے محمد بن احمد بن الجہم بن صالح رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدُّورِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابي حنيفة میں روایت کیا ہے۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کے تذکرہ میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدُّورِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ②

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن جہم رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدُّورِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ③

محمد بن مخلد الدوری نے ان سے مسند ابي حنيفة میں روایت کیا ہے۔

علامہ عبر الکریم ابو سعد سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے محمد بن الحسن بن الوزاع رحمہ اللہ کے ترجمے میں امام ابن مخلد الدوری رحمہ اللہ کی ”مسند ابي حنيفة“ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مَخْلَدٍ الدُّورِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ. ④

① تاریخ بغداد ۵: ترجمہ: محمد بن احمد بن الجہم، ج ۱ ص ۳۰۲

② تاریخ بغداد ۵: ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن، ج ۳ ص ۲۸

③ تاریخ بغداد ۵: ترجمہ: احمد بن جہم، ج ۵ ص ۱۶۹

④ الأنساب: باب الراو والألف، الوزاعی، ج ۱۳ ص ۲۵۸

۶. امام ابو العباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقده رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۲ھ) آپ کا اسم گرامی احمد، والد کا نام محمد، ابن عقده کے نام سے معروف ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، عقده آپ کے والد گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ۲۳۹ھ میں ہوئی، آپ ایک بلند پایہ حافظ حدیث، علوم حدیث کے ماہر اور صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: ابو جعفر محمد بن عبید اللہ، احمد بن عبد الحمید حارثی، حسن بن علی بن عفان، احمد بن ابی خیشمہ، ابو بکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن عبد اللہ القصار رضی اللہ عنہم ہیں۔

آپ کے بلند پایہ محدثانہ حیثیت کی وجہ سے اکابر محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، جن میں چند یہ ہیں: حافظ ابو بکر بن جعالی، حافظ عبد اللہ بن عدی جرجانی، صاحب المعاجم علامہ طبرانی، محمد بن المظفر، صاحب السنن علامہ دارقطنی، حافظ ابو حفص بن شاہین، عبد اللہ بن موسی ہاشمی، محمد بن ابراہیم المقرئ رضی اللہ عنہم۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْحَافِظُ الْعَلَامَةُ، أَحَدُ أَعْلَامِ الْحَدِيثِ، وَنَادِرَةُ الزَّمَانِ، وَصَاحِبُ التَّصَانِيفِ.

آپ سے کوفہ، بغداد مکہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ محدثین اور خلق کثیر نے استفادہ کیا ہے کہ جن کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ چنانچہ امام ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَكَتَبَ مِنْهُ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ عَنْ خَلْقٍ كَثِيرٍ بِالْكُوفَةِ وَبِعُدَادِ وَمَكَّة. ①

امام ابوالحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس المعروف ابن عقده رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابو العباس! لوگ

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۱ ص ۳۳۰

مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں، مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟

امام ابو العباس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتانے سے خیل و حجت سے کام لیا اور اسے ناپسند سمجھا (عاجزی، تواضع اور بے مثال تقویٰ کی وجہ سے اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنی حدیث دانی کا اظہار کسی کے سامنے کریں) انہوں نے جب بار بار اپنا سوال دہرایا، اور اسی پر مصر رہے اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابنِ عقدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيثٍ بِالْإِسْنَادِ وَالْمَتْنِ، وَأُذَاكَرُ بِثَلَاثِ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ. ①

مجھے اسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَنَّهُ لَمْ يَرِ مِنْ زَمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى زَمَنِ أَبِي الْعَبَّاسِ بْنِ عَقْدَةَ أَحْفَظُ مِنْهُ. ②

اہل کوفہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابو العباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔

اندازہ کیجئے کہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ اور تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرنے والے اور اپنے زمانے کے حافظ الحدیث جو خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۱۵ ص ۳۲۶

② سیر أعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۲۵

جاتیں لیکن اس کے باوجود وہ امام صاحب کی مسانید لکھ رہے ہیں، یہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم حدیث میں عظیم المرتبت اور بلند پایہ محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

امام موصوف نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جو مسند لکھی ہے اس کا نام ”أخبار أبي حنيفة ومسندہ“ ہے جیسا کہ امام علی بن انجب المعروف ابن الساعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۴ھ) نے

امام ابن عقده رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ ❶

اس کتاب میں امام ابن عقده رضی اللہ عنہ نے امام صاحب کے مناقب بھی لکھے اور آپ کی روایت کردہ احادیث کو بھی مسند کے نام سے جمع کیا ہے۔ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ابو جعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے، اس میں انہوں نے حافظ ابن عقده رضی اللہ عنہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ”أخبار أبي حنيفة“ کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❷

ابن عقده رضی اللہ عنہ کی اسی مسند میں ایک ہزار سے زائد احادیث موجود تھیں، چنانچہ شارح صحیح بخاری و ہدایہ، بلند پایہ محدث و فقیہ علامہ بدرالدین عینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”التاریخ الكبير“ میں مسند ابن عقده پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن مسند أبي حنيفة لابن عقده يحتوي وحده على ما يزيد على ألف

حدیث. ❸

امام ابن عقده کی اکیلی ”مسند أبي حنيفة“ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔ علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان مسانید کے اندر اکثر احادیث کا دارومدار ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید الہمدانی کوئی المعروف ابن عقده رضی اللہ عنہ پر ہے:

إن مدار أكثر أحاديث هذه المسانيد على أبي العباس أحمد بن محمد

❶ الدر الثمین فی أسماء المصنفین : ص ۲۸۵ ❷ سیر أعلام النبلاء : ج ۱۵ ص ۳۵۲

❸ تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمة أبي حنيفة من الأكاذیب : ص ۱۵۶

ابن سعید الہمدانی الکوفی ابن عقدہ. ①

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک راوی کی تحقیق میں حافظ ابن عقدہ رضی اللہ عنہ کی ”مسند أبي حنيفة“ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالأول أولی فقد صرح به أبو العباس بن عقدة فساقه من طریق الصلت عن أبي حنيفة. ②

پہلی بات بہتر ہے جیسا کہ ابو العباس ابن عقدہ نے تصریح کی ہے، اور انہوں نے صلت کے طریق سے امام ابوحنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔

..... مسند امام عبد اللہ بن محمد ابی العوام رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۵ھ)

نام عبد اللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو القاسم ہے، امام ابن ابی العوام رضی اللہ عنہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا: صاحب السنن امام نسائی، امام ابو جعفر طحاوی، ابو بشر دولابی، محمد بن جعفر بن اعین، محمد بن احمد بن حماد، ابراہیم بن محمد ترمذی رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ سے۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے صاحب السنن امام نسائی کے ترجمے میں امام عبد اللہ بن ابی العوام رضی اللہ عنہ کے ذکر کرتے ہوئے انہیں قاضی مصر کا لقب دیا۔ ③

علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابو القاسم عبد اللہ، امام ابو جعفر طحاوی، امام ابو عبد اللہ صمیری رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا:

كلهم حنفيون، ثقات، أثبات، نقاد، لهم اطلاع كبير. ④

① جامع المسانيد : ج ۲ ص ۳۹۹ بحوالہ مسانيد الإمام أبي حنيفة : ص ۱۳۵

② تعجيل المنفعة : ترجمة: يونس بن عبد الله بن أبي فروة، ج ۲ ص ۳۹۴،

رقم: ۱۲۱۳ ③ تذكرة الحفاظ : أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، ج ۲ ص ۱۹۴

④ عقود الجمان : الباب الثاني، ص ۴۹

یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیرا حدیث کا علم ہے۔
موصوف نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ایک کتاب ”فضائل ابي حنيفة“ کے
نام سے لکھی ہے، ان کی ”مسند ابي حنيفة“ اسی کتاب کا ایک بڑا باب ہے جیسا کہ امام
صالحی رضی اللہ عنہ نے تصریح کی ہے۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ ”جامع المسانيد“ میں پندرہویں مسند، مسند امام ابی العوام کی
ذکر کی ہے، امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے نقل
کیا ہے، آپ کے پانچ شیوخ یہ ہیں، ۱..... نجم الدین ابو الجنا ب احمد بن عمر بن محمد
الخوارزمی رضی اللہ عنہ۔ ۲..... نجم الدین ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی رضی اللہ عنہ۔ ۳..... رشید الدین
ابوالفضل اسماعیل بن احمد عراقی رضی اللہ عنہ۔ ۴..... ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رضی اللہ عنہ۔ ۵..... ابو
نصر الاغرابی ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر رضی اللہ عنہ۔ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے دو شیوخ ابوالفارس بن عمر علوی اور
ابوالفضل بن اوجاتی رضی اللہ عنہ کے طرق سے مسند ابن ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔ ②
امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے بھی ابن ابی العوام رضی اللہ عنہ کی ”فضائل ابي حنيفة“ کا تذکرہ
کیا ہے۔ ③

علامہ جمال الدین زیلیعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۷ھ) نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت
کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ④

اس حدیث کو امام ابن ابی العوام نے ”فضائل ابي حنيفة“ میں روایت کیا ہے۔

① جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الخامس عشر، ج ۱ ص ۸۵ ② عقود
الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس عشر، ص ۳۳۳ ③ مناقب ابي
حنيفة وصاحبيه: ص ۲۲ ④ نصب الراية: كتاب الحج، باب الجنائيات، ج ۳ ص ۱۴۰

علامہ ابن الملقن رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۰۴ھ) نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

اس حدیث کو امام ابی العوام نے ”فضائل ابی حنیفہ“ میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

وَوَصَلَهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ وَابْنُ خَسْرٍ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ②

امام ابن ابی العوام اور امام ابن خسرو نے اپنی اپنی مسند ابی حنیفہ میں اس حدیث کو موصولاً

روایت کیا ہے۔

۸..... مسند امام عمر بن حسن اشثانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۹ھ)

نام عمر، والد کا نام حسن، کنیت ابو الحسن، المعروف حافظ اشثانی، یہ بڑے پائے کے جلیل

القدر محدث اور حافظ حدیث تھے، ان کی پیدائش ۲۵۹ھ کو ہوئی، امام اشثانی رضی اللہ عنہ کے چند جلیل القدر اساتذہ حدیث یہ ہیں:

حافظ ابراہیم حربی، محمد بن عینی مدائنی، محمد بن مسلمہ واسطی، ابو اسماعیل ترمذی، ابو بکر بن

ابی الدنیا، محمد بن شداد رضی اللہ عنہ۔ آپ کے چند جلیل القدر تلامذہ: امام ابن عقدہ، محمد بن

المظفر، ابو عمرو بن سماک، صاحب السنن امام دارقطنی، حافظ ابن شاہین، ابو قاسم بن حبابہ

رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام اشثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس، ومن أصحاب الحديث المجودين، وأحد

① البدر المنير: باب سنن الإحرام، الحديث السابع عشر، ج ۶ ص ۱۵۹ ② الدراية في

تخريج أحاديث البداية: كتاب الحج، باب الجنایات في الإحرام، ج ۲ ص ۴۵

الحفاظ له، وحسن المذاكرة بالأخبار. ①

امام اشعری اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں، حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں اور احادیث کا بہت اچھا مذاکرہ کرنے والے ہیں۔

نیز خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ ان کے مقام حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

وقد حدث حديثا كثيرا، وحمل الناس عنه قديما وحديثا. ②

انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہردو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔

امام موصوف نے بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی احادیث کی مسند لکھی ہے، چنانچہ علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اشعری رضی اللہ عنہ کی ”مسند أبي حنيفة“ کو نقل کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱..... تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف رضی اللہ عنہ

۲..... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رضی اللہ عنہ

۳..... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رضی اللہ عنہ ③

علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفضل عبد الرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری رضی اللہ عنہ کے طرق سے متصل

اسناد کے ساتھ امام عمر اشعری رضی اللہ عنہ کی مسند کی تخریج کی ہے۔ ④

① تاریخ بغداد: ترجمہ: عمر بن حسن بن علی، ج ۱، ص ۳۷ ② تاریخ بغداد: ترجمہ:

عمر بن حسن بن علی، ج ۱، ص ۳۷ ③ جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الثامن،

ج ۱، ص ۸۱ ④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثامن، ص ۳۷

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”کشف الظنون“ میں امام اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمہ میں امام عمر اشعری رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

۹..... مسند امام عبداللہ بن محمد حارثی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو محمد، آپ کا تعلق ماوراء النہر سے ہے، آپ کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی، آپ استاذ کے لقب کے ساتھ معروف تھے، امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کے چند محدثین اساتذہ: عبداللہ بن واصل، عبدالصمد بن فضل، محمد بن لیث سرخسی، عمران بن فرینام، فضل بن محمد شعرانی، محمد بن علی الصائغ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ آپ کے مشہور تلامذہ حدیث: ابوطیب عبداللہ بن محمد، محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری، احمد بن محمد بن یعقوب فارسی، ابو عبداللہ بن مندہ، ابوالعباس بن عقدہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:
الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الْفَقِيْه، الْعَلَمَةُ، الْمُحَدِّث، عَالِمُ مَا وَرَاءَ النَّهْرِ.
نیز آگے نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ مَنْدَةَ يَحْسِنُ الْقَوْلَ فِيْهِ. ❸

حافظ ابن مندہ ان کا تذکرہ اچھے الفاظ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

❶ كَشْفُ الظُّنُونِ، مَسْنَدُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ، ج ۲ ص ۱۶۸۰

❷ عَقُودُ الْجَوَاهِرِ الْمَنِيْفَةِ فِيْ أَدْلَةِ مَذْهَبِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ: مَقْدَمَةٌ، ص ۶

❸ سِيرُ أَعْلَامِ النَّبَلَاءِ: تَرْجُمَةٌ: الْأَسْتَاذِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ، ج ۱۵ ص ۴۲۴

و كان محدثاً جوالاً، رأساً في الفقه، صنّف التصانيف. ❶
آپ محدث تھے، طلب علم میں بہت سفر کرنے والے تھے، اور آپ فقہ میں سرخیل تھے،
آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔

علامہ معانی رضي الله عنه (متوفی ۵۶۲ھ) امام حارثی رضي الله عنه کے متعلق فرماتے ہیں:

كان شيخاً مكثراً من الحديث. ❷

آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔

علامہ خوارزمی رضي الله عنه (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانيد“ میں

امام حارثی رضي الله عنه کے علمی مقام کے متعلق فرمایا:

من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة، علم تبصرة في علم

الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والامتون. ❸

جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر

اور حدیث کے متون و طرق میں بلند پایہ معرفت جان لے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رضي الله عنه (متوفی ۸۵۲ھ) ان کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، چنانچہ

ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

أبو محمد الحارثي هو عبد الله بن محمد بن يعقوب الحافظ الحنفي

وهو الأستاذ وهو البخاري. ❹

علامہ خوارزمی رضي الله عنه نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو نقل کیا

❶ العبر في خبر من غير: سنة أربعين وثلاثمائة، ج ۲ ص ۶۰

❷ الأنساب: باب السين والباء، السبذموني، ج ۷ ص ۵۸

❸ جامع المسانيد: ج ۲ ص ۵۲۵ بحوالہ مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۱۳

❹ لسان الميزان: حرف الميم، من كنيته أبو محمد، ج ۷ ص ۱۰۴

ہے، امام خوارزمی رضي الله عنه کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... ابو الفضا کل جمال الدین عبدالکریم بن عبدالصمد انصاری رضي الله عنه

۲..... صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم قرشی مقدسی رضي الله عنه

۳..... شمس الدین یوسف بن عبداللہ فرغلی رضي الله عنه

۴..... ابوبکر بن محمد فرغانی رضي الله عنه ①

امام ذہبی رضي الله عنه (متوفی ۴۳۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام قاسم بن اصبح

اموی قرطبی رضي الله عنه کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا:

وفيهامات عالم ما وراء النهر ومحدثه الإمام العلامة أبو محمد عبد

اللہ بن محمد بن يعقوب بن الحارث الحارثي البخاري الملقب بالأستاذ

جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله اثنتان وثمانون سنة. ②

اسی سال ماوراء النھر کے مشہور عالم اور محدث امام علامہ محمد بن عبداللہ بن محمد یعقوب

بن الحارث حارثی بخاری کا وصال ہوا، جو الاستاذ کے لقب سے معروف تھے، انہوں نے

مسند امام ابوحنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رضي الله عنه (متوفی ۸۵۲ھ) امام حارثی رضي الله عنه کی مسند کا تذکرہ کرتے

ہوئے فرماتے ہیں:

وَقَدْ اعْتَنَى الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ وَكَانَ بَعْدَ الثَّلَاثِمِائَةِ بِحَدِيثِ

أَبِي حَنِيفَةَ فَجَمَعَهُ فِي مَجْلَدَةٍ وَرَتَبَهُ عَلَى شُيُوخِ أَبِي حَنِيفَةَ. ③

تین سو سال بعد حافظ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابوحنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ

① جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الأول: ج ۱ ص ۷۸ ② تذكرة الحفاظ:

ترجمة: قاسم بن أصبغ بن محمد، ج ۳ ص ۴۹ ③ تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا، اور اسے شیوخ ابوحنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔
حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے ابو غسان رضی اللہ عنہ کے حالات کے ذیل میں اس مسند کا تذکرہ
کیا ہے:

وَقَدْ أَخْرَجَ الْحَارِثِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①
علامہ عبدالقادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام حارثی رضی اللہ عنہ کے حالات میں اس
مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وصنف مسند أبي حنيفة. ②
حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے رافع مولی سعد رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے ہوئے امام حارثی رضی اللہ عنہ کی مسند
ابی حنیفہ کا حوالہ دیا ہے:

أخرجه أبو محمد الحارثي في مسند أبي حنيفة. ③
علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام
اعظم رضی اللہ عنہ کی سترہ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی رضی اللہ عنہ ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا
بن محمد انصاری، ابو الفضل عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے متصل سند کے
ساتھ درج کیا ہے۔ ④

امام عجلونی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ”کشف الخفاء“ میں ”ادرؤا الحدود
بالشبهات“ والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا:

رواه الحارثي في مسند أبي حنيفة عن ابن عباس مرفوعا.

① تعجيل المنفعة: حرف الغين، ج ۲ ص ۵۲۳ ② الجواهر المضية في طبقات

الحنفية: ترجمة: عبدالله بن محمد بن يعقوب، ج ۱ ص ۲۸۹

③ الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: رافع مولى سعد، ج ۲ ص ۳۷۳

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الأول، ص ۳۲۲، ۳۲۳

اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً ”مسند ابی حنیفہ“ میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”المعجم الفہرس“ میں دو طرق سے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ تک اپنی سند ذکر کی ہے، اور مسند کا تذکرہ بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے:

مسند ابی حنیفہ لأبی محمد الحارثی عبداللہ بن محمد. ①

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حارث رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کے متعلق فرماتے ہیں:

اور جو شخص بھی ان کی اس مسند کا مطالعہ کرے گا جس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کی مرویات کو جمع کیا ہے وہ علم حدیث میں ان کے بقیہ اور طرق اسانید و متون پر ان کی نظر کی ہمہ گیری کا قائل ہو جائے گا:

ومن طالع مسنده الذی جمعه للإمام ابی حنیفہ علم تبصرہ فی علم

الحدیث وإحاطتہ بمعرفة الطرق والمتون.

حافظ عبداللہ حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا اختصار علامہ رحمۃ اللہ علیہ حصکفی (متوفی ۶۵۰ھ)

نے کیا، ان کا اختصار مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی

۱۰۱۳ھ) نے اس کی شرح لکھی ”مسند الأبنام فی شرح مسند الإمام“ کے نام سے،

پھر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل مسند کو ابواب

پر مرتب کیا، بعد کے دور میں ملا عبدالسندھی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے مسند رحمۃ اللہ علیہ کو جو مسند

حارثی کی تلخیص ہے ابواب فقہیہ پر مرتب کیا، یہی کتاب آج کل مسند امام اعظم کے نام سے

مشہور و متداول اور درس نظامی میں شامل ہے۔

امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال (۳۳۰ھ) میں ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

۱۰.... مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۶۵ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام عدی، کنیت ابو احمد، آپ کی پیدائش ۲۷۷ھ میں ہوئی، جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث ہیں، علم حدیث کے لئے آپ نے پانچ بڑے اسفار کئے، انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: بہلول بن اسحاق تنوخی، محمد بن یحییٰ مروزی، عبدالرحمن بن قاسم دمشقی، جعفر بن محمد فریابی، ابو عبدالرحمن نسائی، صاحب المسند ابو یعلیٰ موصلی، صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ، ابو عروبہ، عمران بن موسیٰ بن مجاشع رضی اللہ عنہ وغیرہ، آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعید مالینی، حسن بن راہین، محمد بن عبداللہ بن عبدکویہ، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالحسین احمد بن العالی رضی اللہ عنہ۔ ①

امام ذہبی رضی اللہ عنہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، الحافظ، الناقد، الجوال، أبو أحمد عبد الله بن عدي. ②

امام ابن عدی رضی اللہ عنہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظًا مُتَقِنًا، لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ أَحَدًا مِثْلَهُ. ③

امام ابن عدی رضی اللہ عنہ حافظ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانے میں کوئی بھی ان

جیسا نہ تھا۔

امام حمزہ سہمی رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدی عبداللہ بن عدی، ج ۱۶ ص ۱۵۴

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدی عبداللہ بن عدی، ج ۱۶ ص ۱۵۴

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدی عبداللہ بن عدی، ج ۱۶ ص ۱۵۴

۳۸۵ھ) سے کہا کہ ضعیف روایات کے حالات پر کوئی تصنیف ہونی چاہئے انہوں نے مجھ سے کہا:

أَلَيْسَ عِنْدَكَ كِتَابُ ابْنِ عَدِيٍّ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فِيهِ كَفَايَةٌ، لَا يُزَادُ

عَلَيْهِ. ❶

کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب ”الکامل في ضعفاء الرجال“ نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۲ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابنُ عَدِيٍّ حَافِظٌ لَا بَأْسَ بِهِ. ❷

ابن عدی کے حافظ حدیث ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ ”الکامل في ضعفاء الرجال“ میں تمام ضعیف راویوں کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سے ثقہ راویوں کا بھی ذکر آ گیا، یہاں تک کہ صحیحین کے رجال کا بھی اس میں ذکر ہے، اس لئے صرف اس کتاب کو دیکھ کر کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس پر کسی نے کلام کیا ہو اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ علامہ ابن عدی رضی اللہ عنہ خود امام احمد بن صالح المصری اور عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رضی اللہ عنہما ان دونوں حضرات کے ترجمے میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کرونگا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا، ان کی جلالت شان اور ثقاہت کی وجہ سے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

ولولا اني شرطت في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرتہ وإلا

كنت لا أذكره. ❶

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے اس اعتراف سے بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، امام ابن عدی نے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ مشہور تابعی کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے، حالانکہ ان کے مناقب صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا۔

صحیح بخاری کے راوی ابو سلیمان البصری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ ان تینوں اسماء الرجال کے ماہرین نے باوجود یہ کہ متشدد بھی ہیں، انکی توثیق کی ہے لیکن امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ ضعفاء میں کیا ہے:

أَبُو سُلَيْمَانَ الْبَصْرِيِّ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثِقَّةٌ ثِقَّةٌ وَوَثَّقَهُ بْنُ مَعِينٍ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو حَاتِمٍ وَبْنُ سَعْدٍ وَغَيْرِهِمْ وَأَمَّا بِنِ عَدِي فَذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ. ❷

صحیح مسلم کے راوی امام حمید بن ہلال کا ذکر بھی اس کتاب میں ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۷ھ) فرماتے ہیں امام حمید بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اور بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں، میں (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں کہ ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے الکامل میں ان کا ذکر کیا ہے تو اس لئے میں

❶ الکامل: ترجمة: عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، ج ۵ ص ۴۳۸، رقم: ۱۱۰۲ /

الکامل: ترجمة: أحمد بن صالح المصري، ج ۱ ص ۲۹۵، رقم: ۲۱ ❷ فتح الباری:

الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال هذا الكتاب، ج ۱ ص ۴۴۳

نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ روای قابل حجت ہیں:

حمید بن ہلال من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في

مسلم، وهو في كامل ابن عدی مذکور، فلهذا ذكرته وإلا فالرجل حجة. ❶

امام ابن عدی رضی اللہ عنہ نے اپنی اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل، آپ

کے صاحبزادے حماد اور خود آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ تینوں ضعیف ہیں۔ ❷

بڑے حیرت کی بات ہے کہ فن رجال میں نمایاں مقام رکھنے کے باوجود اس قدر غفلت

اور لاپرواہی کہ ایک ہی جملے میں بغیر کسی سبب ضعف کے تینوں ائمہ پر حکم لگا دیا گیا، یہ رویہ

اہل علم کی شایان شان نہیں ہے۔ آخر یہ ضعیف ہیں تو کوئی وجہ ضعف بھی ہوگی، اسے ذکر کیا

جائے یہ کیوں ضعیف ہیں؟ جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے، اکابر اہل

علم نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ کی امامت و عدالت و ثقاہت تو متفق علیہ ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یمانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

انه ثبت بالتواتر فضله و عدالته و تقواه و أمانته. ❸

امام ابوحنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تو اتر کے ساتھ ثابت ہے۔

علامہ ابن البرمالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت،

دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف

التفات نہیں کیا جائے گا:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَتَبَّتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

❶ میزان الاعتدال: ترجمة: حميد بن هلال، ج ۱ ص ۶۱۶، رقم: ۲۳۴۵

❷ الكامل: ترجمة: إسماعيل بن حماد، ج ۱ ص ۵۰۹

❸ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم، ج ۱ ص ۳۰۸

وَبَانَتْ ثِقَّتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ. ❶

امام ابن عدی رضي الله عنه کی یہ جرح مبہم ہے، اور جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، علامہ ابن امیر الحاج رضي الله عنه (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمْ الْحَنْفِيَّةُ وَ أَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ وَمِنْهُمْ الْبُخَارِيُّ
وَمُسْلِمٌ لَا يَقْبَلُ الْجَرْحَ إِلَّا مُبَيَّنًا سَبَبُهُ كَانَ يَقُولُ الْجَارِحُ فَلَانَ شَارِبُ
خَمْرٍ أَوْ آكِلُ رَبَا. ❷

اکثر فقہاء کرام جن میں ائمہ احناف، اکثر محدثین کرام جن میں امام بخاری و مسلم رضي الله عنهما بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے، جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سو دکھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی۔
امام ابن عدی رضي الله عنه کی اس جرح کے متعلق محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رضي الله عنه (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن یہ جرح امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے بارے میں یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت: قول ابن عدی إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب

الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة. ❸

بہر حال اگر یہ جرح بالفرض والمحال تسلیم کر بھی لی جائے تو یہ انکے ابتدائی دور کی بات ہے جب انہوں نے اکامل لکھی تھی، لیکن جب وہ مصر گئے اور وہاں سرخیل احناف امام

❶ جامع بیان العلم وفضلہ: باب حکم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲

ص ۱۰۹۳ ❷ التقریر والتجیر: الباب الثالث: السنة، فصل في شرائط الراوي،

مسألة لا يقبل الجرح إلا مبيناً سببه، ج ۲ ص ۲۵۸

❸ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد، ص ۸۱

ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۱ھ) سے ملاقات اور ان کی صحبت کے نتیجے میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور فقہ حنفی کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی تو پھر انہوں نے اپنے سابقہ تمام نظریات سے رجوع کیا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اس کے کفارے میں انہوں نے ”مسند ابی حنیفہ“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا۔

محدث ناقد علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي علي بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل بأبي جعفر الطحاوي وأخذ عنه تحسنت حالته يسيراً حتى ألف مسنداً في أحاديث أبي حنيفة.

امام ابن عدی فقہ، نظر (استخراج و استنباط میں غور و فکر) اور علوم عربیہ سے دور رہنے کی وجہ سے امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں زبان دراز تھے، پھر جب امام ابو جعفر طحاوی سے ملے اور ان سے اخذ علم کیا تو ان کی حالت قدرے اچھی ہو گئی، یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ کی مسند تالیف کی۔ ❶

نیز بلند پایہ محقق، رجال اور اصول حدیث پر گہری نظر رکھنے والے شیخ عبدالفتاح ابوعدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے بھی اپنے استاذ کے حوالے سے یہ بات ”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل“ کے حاشیے میں نقل کی ہے، دیکھئے: ❷

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کا تذکرہ کئی اہل علم نے کیا ہے، سلطان الملک المعظم علامہ یحییٰ بن ابوبکر ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنی کتاب ”السهم المصیب فی

❶ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۶۹

❷ الرفع والتکمیل: ص ۳۳۰، ۳۳۱

کبد الخطيب “میں امام ابن عدی رضي الله عنه کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^①
مورخ اسلام امام ابن العدیم رضي الله عنه (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن عدی رضي الله عنه کی
مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضي الله عنه وهي مسنده الذي

جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي.^②

علامہ خوارزمی رضي الله عنه (متوفی ۶۵۵ھ) نے جامع المسانيد میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد
بن ہبہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابن عدی رضي الله عنه کی مسند کی تخریج کی ہے
اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔^③

امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۳۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام
اعظم کی مسانيد کو بیان کرتے ہوئے ”المسند السادس“ کے تحت امام ابن عدی رضي الله عنه کی
مسند کا تذکرہ کیا، امام صالحی رضي الله عنه نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی رضي الله عنه کے
طریق سے متصل اسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔^④

..... مسند امام محمد بن مظفر رضي الله عنه (متوفی ۳۷۹ھ)

نام محمد، والد کا نام مظفر، کنیت ابو الحسن، آپ کی ولادت بغداد ۲۸۶ھ میں ہوئی،
۳۵۵ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کیا جب کہ ان کی عمر ۱۴ سال تھی، طلب
حدیث میں مصر، شام، جزیرہ و عراق کا سفر کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت

① السهم المصيب في كبد الخطيب، ص ۱۱۲ ② بغية الطلب في تاريخ حلب:

ترجمة: الحسين بن علي بن يزيد بن داود، ج ۶ ص ۲۷۱۰

③ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند السادس، ج ۱ ص ۸۱

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس، ص ۳۲۵

کی: حامد بن شعیب بلخی، ابو بکر بن باغندی، ابو القاسم بغوی، بیثم بن خلف دوری، قاسم بن زکریا المرز، احمد بن حسن الصوفی، محمد بن جریر طبری، عبد اللہ بن صالح رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابو حفص بن شاہین، ابو حسن علی بن عمر دارقطنی، ابو بکر البرقانی، محمد بن ابوالفوارس، ابو عبد الرحمن سلمی، ابو نعیم اصبہانی، حسن بن محمد خللال، ابو قاسم تنوخی رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ ❶

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

السَّيِّخُ، الحَافِظُ، المُجَوِّدُ، مُحَدِّثُ العِرَاقِ، أَبُو الحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بنُ

المُظَفَّرِ. ❷

صاحب السنن امام دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفر رضی اللہ عنہ کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے، قاضی محمد بن عمر بن اسماعیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيت أبا الحسن الدارقطني يعظم أبا الحسين بن المظفر ويجله ولا

يستند بحضرته. ❸

میں نے دیکھا کہ ابو الحسن دارقطنی امام ابو الحسین بن المظفر کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے، اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وكان حافظا فهما، صادقا مكثرا. ❹

آپ حافظ حدیث ذہین، صادق اور کثیر احادیث بیان کرنے والے تھے۔

موصوف کے کثیر الحدیث اور بے مثال حافظے کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ ایک

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۱۶ ص ۴۱۸، ۴۱۹

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۱۶ ص ۴۱۸، ۴۱۹

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۴ ص ۲۷، ۲۸

❹ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۴ ص ۲۸

دفعہ امام ابن ابی الفوارس رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے ان سے ایک روایت کے متعلق پوچھا جو ”باغندی عن ابن زید المذاری عن عمرو بن وعاصم“ کی سند سے مروی ہے، تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے، امام ابن ابی الفوارس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ دیکھ لیجئے! شاید آپ کے پاس ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

لو كان عندي لكنت أحفظه، عندي عن الباغندي مائة ألف حديث ما فيها هذا.

اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔^①

حافظ ابو بکر احمد بن محمد البرقانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفر رضی اللہ عنہ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتب الدارقطني عن ابن المظفر ألف حديث وألف حديث وألف حديث فعدد ذلك مرات. ^②

میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوا یا۔

اس قدر بلند پایہ محدث، حافظ حدیث، علم حدیث و رجال حدیث میں گہری دسترس رکھنے والے عظیم المرتبت انسان جو صرف ایک محدث امام باغندی رضی اللہ عنہ کی ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے، تو دیگر محدثین کی کسی قدر احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوں گی، وقت کے اس جلیل القدر محدث نے بھی امام صاحب کی مسند لکھی جو حدیث میں امام

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۳ ص ۱۲۶

② تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۵۶ ص ۷

اعظم رضی اللہ عنہ کے بلند پایہ مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام محمد بن عبد الغنی بغدادی المعروف ابن نقطہ رضی اللہ عنہ حنبلی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر رضی اللہ عنہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

① جمع مسند أبي حنيفة.

انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے، ان کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... ابو محمد یوسف ابن ابی الفرغ عبدالرحمن بن علی الجوزی رضی اللہ عنہ

۲..... ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن رضی اللہ عنہ

۳..... علی بن معالی رضی اللہ عنہ

۴..... عبداللطیف المعروف النجفی رضی اللہ عنہ

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المہری کا ذکر کرنے کے

بعد حافظ ابوالحسین بن المظفر رضی اللہ عنہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے

ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدث ابوالفارس

عبدالعزیز ابن نجم الدین علوی رضی اللہ عنہ اور حافظ ابو فضل بن بکر شافعی رضی اللہ عنہ کے طریق سے

روایت کیا ہے۔

① التقييد لمعرفة رواة السنن والمسائيد: ترجمة: محمد بن المظفر، ج ۱ ص ۱۱۳

② جامع المسائيد: الباب الثاني: اما المسند الثالث، ج ۱ ص ۷۹

③ تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۴۰

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثالث، ص ۳۲۳

حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسند ابن ابی المظنر کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ①

۱۲..... مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۰ھ)

نام طلحہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو القاسم، آپ کی پیدائش ۲۹۱ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی، محمد بن عباس، عبداللہ بن زیدان، محمد بن حسین الاشعری، ابو قاسم بغوی، ابو بکر بن ابی داؤد رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ سے۔ آپ سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا: فقیہ عمر بن ابراہیم ازہری، ابو محمد الخلال، علی بن حسن تنوخی، حسن بن علی جوہری رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ ②

امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الشَّاهِدُ، الشَّيْخُ، الْعَالِمُ، الْأَخْبَارِيُّ، الْمُؤَرِّخُ، أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغْدَادِيُّ،

المُقَرَّبِيُّ. ③

امام ذہبی رضی اللہ عنہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

طلحة بن محمد الشاهد بغدادی مشہور فی زمن الدارقطنی، صحیح

السماع. ④

طلحہ بن محمد شاہد بغدادی، امام دارقطنی کے زمانہ کے مشہور اور صحیح السماع محدث ہیں۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ امام طلحہ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان مقدم العدول والثقات الأثبات في زمانه. ⑤

آپ اپنے زمانے کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے مقدم تھے۔

① كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ② تاریخ بغداد: ترجمة:

طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۹ ص ۳۵۶ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: طلحة بن

محمد بن جعفر، ج ۱۶ ص ۳۹۶ ④ ميزان الاعتدال: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲

ص ۳۳۲ ⑤ جامع المسانيد: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲ ص ۶۷۳

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے وہ یہی امام طلحہ رضی اللہ عنہ کی تالیف کردہ ہے۔ امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ سے نقل کیا ہے۔

۱..... یوسف بن عبدالرحمن ابن الجوزی رضی اللہ عنہ

۲..... قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبدالرشید رضی اللہ عنہ

۳..... ابو منصور عبدالقادر بن ابونصر قزوینی رضی اللہ عنہ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری رضی اللہ عنہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ رضی اللہ عنہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے امام ابوالقاسم طلحہ بن محمد رضی اللہ عنہ کی "مسند ابي

حنيفة" کا ذکر کیا ہے۔ ③

علامہ تقی الدین سبکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۵۶ھ) نے بھی ان کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ وہ اس مسند کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد.

یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی مسند جس کو امام ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے تصنیف

کیا ہے، اس میں مروی ہے۔ ④

علامہ علی بن عبداللہ المعروف سمہودی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس مسند کا تذکرہ ان

الفاظ میں کیا ہے:

① جامع المسانيد: الباب الثاني: اما المسند الثاني، ج ۱، ص ۷۹ ② عقود الجمال:

الباب الثالث والعشرون، المسند الثاني، ص ۳۲۳ ③ كشف الظنون: مسند الإمام

الأعظم، ج ۲، ص ۱۶۸۰ ④ شفاء السقام في زيارة سيد الأنام، ص ۲۲۱

رواه أبو القاسم طلحة بن محمد في مسند أبي حنيفة. ①
مشہور مؤرخ امام ابن العدیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے اس مسند کا تذکرہ ان
الفاظ میں کیا ہے:

ومسنده الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد. ②

۱۳..... مسند امام محمد بن ابراہیم مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

نام محمد، والد کا نام ابراہیم، کنیت ابو بکر، آپ اصہبان کے ممتاز حافظ حدیث، ثقہ، صدوق
اور طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے، ابن المقری کے لقب سے مشہور تھے۔
آپ کی پیدائش ۲۸۵ھ میں ہوئی، اور ۳۰۰ھ میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔
آپ کے مشہور محدثین اساتذہ: محمد بن نصیر بن ابان، محمد بن علی فرقدی، عمر بن ابی
غیلان، ابو بکر باغندی، حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلی، احمد بن یحییٰ بن زہیر، امام ابو جعفر
طحاوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: حافظ ابو اسحاق بن حمزہ، ابو الشیخ ابن حیان، حافظ
ابو نعیم اصہبانی، مورخ حمزہ بن یوسف سہمی، محمد بن عمر البتال، ابو یزید محمد بن سلامہ، طاہر بن محمد
بن احمد، ابو الطیب عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔ ③

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ
کیا ہے:

الشَّيْخُ، الْحَافِظُ، الْجَوَّالُ، الصَّدُوقُ، مُسْنِدُ الْوَقْتِ. ④

① وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل الثالث في توسل الزائر، الحال الرابع،

ج ۳ ص ۱۹۸ ② بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة: الحسن بن علي بن يزيد، ج ۶

ص ۲۷۱ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

④ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

امام ابن المقرئ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے حصول کی خاطر اپنے اسفار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طَفْتُ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ. ①

میں نے (علم حدیث کی خاطر) چار مرتبہ مشرق تا مغرب سفر کیا۔
نیز فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ، وَحَجَّجْتُ أَرْبَعَ حِجَّاتٍ، وَأَقَمْتُ

بِمَكَّةَ خَمْسَةَ وَعِشْرِينَ شَهْرًا. ②

میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی، چار حج کئے، اور پچیس مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرت حدیث کے متعلق

فرماتے ہیں:

مُحَدِّثٌ كَبِيرٌ ثِقَّةٌ أَمِينٌ، صَاحِبٌ مَسَانِيدَ وَأُصُولٍ، سَمِعَ بِالْعِرَاقِ وَالشَّامِ

وَمِصْرَ مَا لَا يُحْصَى كَثْرَةً. ③

آپ محدث کبیر، ثقہ، امین، صاحب مسانید اور اصول ہیں، آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امام ابن نقطہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے امام ابن المقرئ رحمۃ اللہ علیہ کی اس مسند کا ذکر

کیا ہے:

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

③ تاریخ اصبهان: ترجمة: محمد بن ابرہیم بن علی، ج ۲ ص ۲۶۷

و جمع مسند أبي حنيفة. ①

علامہ شمس الدین ذہبی رضي الله عنه (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن المقرئ رضي الله عنه کے تعارف میں لکھا:

قد صنف مسند أبي حنيفة. ②

نیز امام ذہبی رضي الله عنه نے ناصر بن محمد بن ابوالفتح رضي الله عنه کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

أَنَّ نَاصِرَ أَسْمَعَ مُسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ لِابْنِ الْمُقْرِيِّ مِنَ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْإِخْشِيدِ. ③

یقیناً ناصر نے ابن المقرئ کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن ایشید سے سماع کیا تھا۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رضي الله عنه (متوفی ۸۵۲ھ) مسند امام ابوحنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَكَذَلِكَ خَرَجَ الْمَرْفُوعُ مِنْهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ الْمُقْرِيِّ وَتَصْنِيفُهُ

أَصْغَرَ مِنْ تَصْنِيفِ الْحَارِثِيِّ. ④

اس طرح حافظ ابو بکر بن مقرئ نے امام ابوحنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔

نیز حافظ نے ”التلخیص الحبیر“ میں بھی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

رواه ابن المقرئ في مسند أبي حنيفة. ⑤

① التقييد لمعرفة لرواة السنن والمسانيد: ترجمة: محمد بن إبراهيم بن علي، ج ۱ ص ۲۷

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ ابو بكر محمد بن إبراهيم، ج ۳ ص ۱۲۱

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ناصر بن محمد، ج ۲۱ ص ۳۰۶

④ تعجيل المنفعة: مقدمة: ج ۱ ص ۲۳۰

⑤ التلخيص الحبير: كتاب الحج، باب سنن الإحرام، ج ۲ ص ۵۲۳، رقم: ۱۰۰۳

نیز حافظ نے اس مسند کا تذکرہ کر کے اس کے مولف امام ابن المہتری رضي الله عنه تک اپنا سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے:

حافظ کے الفاظ یہ ہیں:

مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقرئ. ①

علامہ جلال الدین سیوطی رضي الله عنه (متوفی ۹۱۱ھ) امام ابن المہتری رضي الله عنه کی تصنیفات میں ”مسند أبي حنيفة“ کا تذکرہ کرتے ہیں:

صاحب المعجم الكبير ومسند أبي حنيفة والأربعين. ②

حافظ قاسم بن قطلوبغا رضي الله عنه (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابن المہتری رضي الله عنه کی مسند کو ترتیب دیا جیسا کہ ان کے شاگرد علامہ سخاوی رضي الله عنه (متوفی ۹۰۲ھ) نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

وترتيب مسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ③

علامہ محمد بن یوسف صاکی رضي الله عنه (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے شیوخ قاضی ابوتحییٰ زکریا بن محمد انصاری رضي الله عنه اور حافظ ابوالفضل بن ابی بکر رضي الله عنه کے طریق سے مسند ابن المہتری کی تخریج کی ہے۔ ④

علامہ شوکانی رضي الله عنه (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بھی ابن المہتری کی مسند کا ذکر کیا ہے:

وروى ابن المقرئ في مسند أبي حنيفة. ⑤

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰

② طبقات الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ص ۳۸۸

③ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس عشر، ص ۳۳۳، ۳۳۴

⑤ نيل الأوطار: أبو اب مواقف الإحرام، باب التلبية و صفتها وأحكامها، ج ۴ ص ۳۸۰

۱۴.... مسند امام ابن شاہین رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ)

آپ کا نام عمر، والد کا نام احمد، کنیت ابوحنیفہ ہے، آپ ابن شاہین کے نام سے معروف ہیں جو آپ کے نانا احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین شیبانی کی جانب نسبت ہے۔ آپ اصلاً خراسان کے علاقے مروز کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی، انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، آپ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: ابو بکر محمد بن محمد باغندی، ابو القاسم بغوی، ابو خبیب عباس بن البرقی، شعیب بن محمد الذراع، ابو علی محمد بن سلیمان مالکی، ابو بکر بن زیاد رضی اللہ عنہم و دیگر ائمہ۔

آپ سے درج ذیل محدثین نے استفادہ کیا: ابو بکر محمد بن اسماعیل الوراق، ابو سعد مالینی، ابو بکر البرقانی، ابو محمد الجوهری، ابو القاسم التنوخی، ابو طالب العشاری رضی اللہ عنہم۔ ❶

امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۸۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الصَّدُوقُ، الحَافِظُ، العَالِمُ، شَيْخُ العِرَاقِ، وَصَاحِبُ التَّفْسِيرِ
الكَبِيرِ. ❷

امام ابن ماکولا رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۵ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الثَّقَةُ، الأَمِينُ، سَمِعَ بِالشَّامِ وَالعِرَاقِ وَفَارِسَ وَالبَصْرَةَ، وَجَمَعَ
الأبْوَابَ وَالتَّرَاجِمَ، وَصَنَّفَ كَثِيراً. ❸

ثقة مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

❸ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

مسائل و احکام اور علماء کے تراجم جمع کئے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔

امام ابوالفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ثقة مأمون صنف ما لم يصنفه أحد. ①

آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔

امام ابن شاہین رضی اللہ عنہ کو تالیف کتب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، آپ کثرت تالیف کے ساتھ مشہور ہیں، آپ اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

صنفتُ ثلاثمائة مصنف و ثلاثين مصنفاً، منها التفسير الكبير ألف جزء، ومنها المسند ألف و ثلاثمائة جزء، و التاريخ مائة و خمسون جزءاً، و الزهد مائة جزء. ②

میں نے تین سو تیس کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جزء پر، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء پر، تاریخ ڈیڑھ سو جزء پر مشتمل ہے۔

امام ابن شاہین رضی اللہ عنہ اپنی کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق فرماتے ہیں:

حَسِبْتُ مَا اشْتَرَيْتُ بِهِ الْجِبْرَ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ، فَكَانَ سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ .
قَالَ الدَّائُودِيُّ: وَكُنَّا نَشْتَرِي الْجِبْرَ أَرْبَعَةَ أَرْطَالٍ بِدِرْهَمٍ. ③

میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں، امام داودی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار اربطال (تقریباً دو سیر) سیاہی خریدتے تھے۔

امام ابن شاہین رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع کیا۔ محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن احمد، ج ۳ ص ۱۳۰

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن احمد، ج ۳ ص ۱۳۰

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن احمد، ج ۳ ص ۱۳۰

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي

حنيفة للدارقطني، ومسند لابن شاهين، ومسنده للخطيب نفسه. ①

خطیب بغدادی نے جب دمشق کا سفر کیا تھا تو اس وقت وہ امام دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ، امام ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ اور خود اپنی تالیف مسند ابی حنیفہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

۱۵..... مسند امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ علم کے روشن مینار اور اپنے زمانہ کے حافظ تھے، آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں، آپ کی تصنیف ”سنن دارقطنی“ کتب حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

ابو القاسم بغوی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابن ابو داؤد سجستانی، ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی، قاضی بدر بن بیثم، احمد بن اسحاق بن بہلول، احمد بن قاسم فرافشی، محمد بن قاسم محاربی، علی بن عبد اللہ بن مبشر بیستم اور دیگر ائمہ حدیث۔

اکابر ائمہ حدیث اور محدثین نے امام دارقطنیؒ کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔ صاحب المستدرک امام حاکمؒ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدار قطنی أو حد عصره في الحفظ والفهم والورع. وإماماً في القراءة والنحويين، وأقيمت في سنة سبع وستين وثلاث مائة ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل

① تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

والشيوخ، وله مصنفات يطول ذكرها، فأشهد أنه لم يخلف علي أديم الأرض مثله. ①

دارقطنی حفظ، فہم اور ورع میں فرید الدہر تھے، آپ ثراء اور ثخاۃ کے امام تھے، میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا، میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا، میں نے ان سے علل حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سے سوالات کیے، ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

حافظ عبدالغنی بن سعید ازدی رضي الله عنه (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً علي حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلي بن
عمر الدار قطنی في وقته. ②

آپ رضي الله عنه کی حدیث مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسی بن ہارون اپنے دور میں، اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔

امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رضي الله عنه (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدار قطنی لم يخلف علي أديم الأرض مثله في
معرفة حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذلك الصحابة
والتابعين وأتباعهم. ③

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۲

② سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۲۵۴

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۲۵۷

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

۴..... قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدار قطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظا ورد

بغداد إلا مضى إليه وسلم له. ①

دارقطنی امیر المؤمنین فی الحدیث تھے، میں نے کوئی حافظ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو

بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لیے حاضر نہ ہوا ہو۔

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے درج ذیل محدثین عظام نے روایت کیا ہے:

حافظ ابو عبداللہ حاکم، حافظ ابو بکر برقانی، حمزہ بن محمد بن طاہر، ابو حامد اسفرائینی، تمام

رازی، حافظ عبد الغنی ازدی، حافظ ابو نعیم اصہبانی، ابو محمد خلّال، ابو القاسم بن محسن، قاضی

ابوالطیب طبری، حمزہ بن یوسف سہمی رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین اہل علم نے۔

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کئی گراں قدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ”السنن“،

”العلل الواردة في الأحاديث النبوية“ اور ”المؤتلف والمختلف في أسماء

الرجال“ جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي

حنيفة للدار قطني. ②

① تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: علی بن عمر بن احمد، ج ۴۳ ص ۱۰۱

② تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمہ ابي حنيفة من الأكاذیب: ۱۵۶

خطیب بغدادی جس وقت بذات خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، امالی اور منشور وغیرہ پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کی تھی جس کا نام ’تسمیۃ ما ورد بہ الخطیب دمشق من الکتب من روايته‘ رکھا گیا، اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، جس میں خود خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ۶۴ تصانیف ہیں، اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۲ میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ’الحافظ الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث‘، مطبوع دار القرآن الکریم بیروت، ۱۴۰۱ھ کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ’السنن‘ میں تقریباً ۱۳۰۰ احادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

۱۶.... مسند امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۵ھ)

آپ کا نام محمد، والد کا نام اسحاق، کنیت ابو عبد اللہ، آپ کے اصہبان کے رہنے والے بے مثل حافظ حدیث تھے، آپ کا سن ولادت ۳۱۰ یا ۳۱۱ھ ہے، آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

آپ کے چند اکابر شیوخ حدیث: عبد الرحمن بن یحییٰ، عبد اللہ بن ابراہیم مقبری، محمد بن حسین قطان، عبد اللہ بن یعقوب کرمانی، جعفر بن محمد بن موسیٰ، احمد بن زکریا مقدسی،

اسماعیل صفار، ابوعلی محمد بن احمد المیدانی، حافظ ابو حاتم بن حبان، حافظ ابوعلی نیشاپوری رضی اللہ عنہم اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:
الإمام، الحافظ، الجوال، محدث الإسلام، الحافظ، صاحب
التصانيف. ①

حافظ ابواسحاق بن حمزہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:
مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.
میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔
حافظ ابو نعیم اصبہانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابن مندہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ
ہوتا تو فرماتے:

كَانَ جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ.
آپ علم کے پہاڑ تھے۔
امام جعفر بن محمد المستعصری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۲ھ) فرماتے ہیں:
مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْفَظَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.
میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا۔
مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ②

امام ذہبی رضی اللہ عنہ کی زبانی آپ کے طویل اسفار، کثرت تصانیف اور آپ کے علمی مقام کا
حال سنیں:

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسحاق، ج ۱ ص ۲۸، ۲۹
② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسحاق، ج ۱ ص ۳۲ تا ۳۸

لما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أن أحداً من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرجالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف. ❶

جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے، حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ چالیس اونٹ تھے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا، اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا، کثرت اسفار آپ پر ختم ہیں، نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرت تصانیف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔

امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر تصانیف میں ”مسند أبي حنيفة“ بھی شامل ہے، ڈاکٹر نواد سیزگین نے مسانید ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے، ان کے مطابق مسند ابن حنیفہ ابن مندہ کا یہ نسخہ (مخطوطے کی صورت میں) باقیا جکارتا کی لائبریری میں کتب حدیث کے تحت رقم ۶۷۶ کے زیر عنوان محفوظ ہے۔ ❷

نیز امام حارثی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند ابی حنیفہ کو بھی حافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، مسند حارثی میں پہلی حدیث ہی امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے حارثی کے طریق سے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل بیان کی ہے۔ ❸

نیز امام ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”فتح الباب في الكنى والألقاب“ کے محقق

ابوقتیبة نظر محمد الفاریابی نے اس کتاب کے مقدمہ میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❹

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن مندہ أبو عبد الله محمد بن اسحاق، ج ۳ ص ۱۵۸

❷ تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۳۲ ❸ مسند أبي حنيفة: ص ۱۹، رقم ۱

❹ فتح الباب في الكنى والألقاب، ص ۸

۱۷..... مسند امام ابو نعیم اصبہانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۰ھ)

نام احمد، والد کا نام عبداللہ، کنیت ابو نعیم، آپ رجب المرجب ۳۳۶ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے، امام ابو نعیم کے والد عبداللہ علم و فن کے بڑے دلدادہ تھے، انہوں نے اپنے فرزند کو نہایت کم سنی ہی میں تحصیل علم اور سماع حدیث کے مقدس بابرکت مشغلہ میں لگا دیا تھا، چنانچہ ۳۴۲ھ میں ابو نعیم نے احادیث کا باقاعدہ سماع شروع کر دیا تھا، آپ نے محدثین کی کثیر تعداد سے روایت کیا ہے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

امام ابو عبداللہ بن جعفر، قاضی ابو احمد العسال، محمد بن معمر ذہلی، مخلد بن جعفر دیقی، احمد بن یوسف نصیبی، فاروق بن عبدالکبیر خطابی، ابو بکر عبداللہ بن یحییٰ بیہشم اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ کے اسماء گرامی: ابو بکر خطیب بغدادی، ابو بکر محمد بن ابراہیم مستملی، ہبۃ اللہ بن محمد شیرازی، ابو سعد محمد بن محمد مطرز، ابو الفصائل محمد بن احمد، ابو العلاء حسین بن عبید اللہ بیہشم۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، الحافظ، الثقة، العلامة، شیخ الإسلام، وصاحب الحلیة. ①

امام ابو نعیم اصبہانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

لَمْ أَر أَحَدًا أُطْلِقُ عَلَيْهِ اسْمَ الْحَفِظِ غَيْرَ رَجُلَيْنِ؛ أَبُو نَعِيمِ الْأَصْبَهَانِيِّ

وَأَبُو حَازِمِ الْعَبْدَوِيِّ. ②

سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں

دیکھا، وہ دو شخص ابو نعیم الاصبہانی اور ابو حازم عبدوی ہیں۔

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ، ج ۱ ص ۴۵۴

② سیر أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۴۵۸

امام حمزہ بن عباس علوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدثین کی زبانی امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ: بَقِيَ أَبُو نَعِيمٍ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً بِلَا نَظِيرٍ، لَا يُوجَدُ شَرْقًا وَلَا غَرْبًا أَعْلَى مِنْهُ إِسْنَادًا، وَلَا أَحْفَظُ مِنْهُ. وَكَانُوا يَقُولُونَ: لَمَّا صَنَّفَ كِتَابَ الْحَلِيَّةِ حُمِلَ الْكِتَابُ إِلَى نَيْسَابُورَ حَالَ حَيَاتِهِ، فَاشْتَرَوْهُ بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِينَارٍ. ❶

محدثین فرماتے ہیں کہ ابو نعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا، محدثین یہ بھی کہتے تھے: جس وقت ابو نعیم نے اپنی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے، تو ائمہ نے چار سو دینار میں اس کتاب کو خریدا (آج کے دور میں ان کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے)۔

علامہ تاج الدین سبکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۱ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام الجليل الحافظ أبو نعیم الأصبهانی الصوفي الجامع بين الفقه والتصوف والنهية في الحفظ والضبط. ❷

آپ حدیث کے علاوہ فقہ و تصوف میں بھی جامع کمالات تھے، تصوف و سلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی، ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور اہل اللہ اور اکابر صوفیاء میں سے تھے، امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ کو بھی اس میں کمال تھا، اس پر ان کی شہرہ آفاق کتاب ”حلیۃ الأولیاء“

❶ سیر اعلام النبلاء: ج ۱ ص ۲۵۸

❷ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۳ ص ۱۸

شاہد ہے، آپ کی اس کتاب کے متعلق امام ابو طاہر احمد بن محمد رضي الله عنه (متوفی ۵۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنَّفْ مِثْلُ كِتَابِ حَلِيَّةِ الْأَوْلِيَاءِ.

ابونعیم کی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

امام ابونعیم رضي الله عنه جیسے کبیر حافظ حدیث اور محدث عصر نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه کے مرتبہ علم حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رضي الله عنه (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام

ابونعیم رضي الله عنه کی ”مسند ابی حنیفہ“ کو روایت کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر رضي الله عنه

۲..... قاضی القضاة شہاب الدین ابو علی حسن بن عبد القاہر رضي الله عنه

۳..... ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رضي الله عنه

۴..... ابواسحاق نجیب الدین ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ رضي الله عنه ①

امام محمد بن یوسف صالحی رضي الله عنه (متوفی ۹۳۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابوالفتح جمال الدین

ابراہیم بن ابوالفتح قلعشندی رضي الله عنه کے طریق سے متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ

کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ رضي الله عنه (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے

تحت مسانید امام اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر مسند ابی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ ③

① جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند الرابع، ج ۱ ص ۸۵

② عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الرابع، ۳۲۳

③ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنيفة“ کے

مقدمہ میں امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔ ❶

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مسند بھی ”مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعیم“ کے

نام سے ”مکتبۃ الکوثر“ ریاض سے ۱۴۱۵ھ میں نظر محمد الفاریابی کی تحقیق کے ساتھ ۲۷۸

صفحات پر مشتمل یہ مسند چھپ چکی ہے۔

۱۸..... مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۲ھ)

نام احمد، والد کا نام محمد، کنیت ابو عمر، قرطبہ سے تعلق رکھنے والے یہ عظیم محدث مظفر عبد

الملك ابن ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی، آپ کے چند محدثین

اساتذہ: ابوالم مرف قناعی، قاضی یونس بن عبداللہ، ابو محمد بن بنوشی، مکی بن ابی طالب

مقری، ابوالقاسم خزرجی، ابوالم مرف بن جرج، ابو محمد بن شقاق رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ۔ ❷

امام ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۸ھ) آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان مقرئاً فاضلاً ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها، ضابطاً لها وألف

کتبا كثيرة في معناها. ❸

امام کلاعی رحمۃ اللہ علیہ قرأت کے مدرس، صاحب فضیلت، پرہیزگار فن قراءت اور ان کے

طرق کے عالم تھے، اور ان کو ضبط کرنے والے تھے، آپ نے قراءت کے معانی اور مفاہیم

پر کئی کتب تصنیف کیں۔

آپ کا انتقال ہفتہ کے دن بوقت زوال ۱۰ ذوالقعدہ ۴۳۲ھ کو ہوا۔

❶ عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

❷ الصلة في تاريخ أئمة الأندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

❸ الصلة في تاريخ أئمة الاندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

تلاش بسیار کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات بندے کو کسی کتاب میں نہ مل سکے، امام کلاعی رضی اللہ عنہ نے بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ کے متصل طریق سے امام

کلاعی رضی اللہ عنہ کی مسند کو ذکر کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... عبداللطیف بن عبدالمنععم حرانی رضی اللہ عنہ

۲..... شرف الدین ابو عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالوہاب رضی اللہ عنہ

۳..... ابوالمنصور عبدالقادر بن ابی نصر قزوینی رضی اللہ عنہ

۴..... یوسف بن احمد بن ابی الحسن رضی اللہ عنہ ❶

امام محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاقی

رضی اللہ عنہ اور ابوحفص عمر بن حسن بن عمرووی رضی اللہ عنہ کے متصل طرق سے امام کلاعی رضی اللہ عنہ کی ”مسند

ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت آٹھویں نمبر پر امام

کلاعی رضی اللہ عنہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❸

۱۹..... مسند امام ابوالحسن ماوردی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵۰ھ)

آپ کا نام علی، والد کا نام محمد، کنیت ابوالحسن، آپ کی ولادت ۳۶۳ھ میں ہوئی، آپ

وقت کے چیف جسٹس تھے، امام ماوردی رضی اللہ عنہ نے درج ذیل ائمہ سے علم حدیث حاصل

کیا: حسن بن علی بن محمد، محمد بن معالی ازدی، جعفر بن محمد بن فضل، محمد بن عدی بن زجر رضی اللہ عنہم۔

❶ جامع المسانید: الباب الثاني، اما المسند التاسع، ج ۱ ص ۸۲

❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند التاسع، ص ۳۲۸

❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

الإمام العلامة، أفضى القضاة، صاحب التصانيف. ①

قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ان کی کتاب ”الحاوی“ کا مطالعہ کرے گا وہ انکے تبحر علمی اور مذہب کی پہچان کی گواہی دے گا، مذاہب فقہاء خصوصاً فقہ شافعی اور فروع پر ان کی گہری نظر تھی:

مَنْ طَالَعَ كِتَابَ الْحَاوِي يَشْهَدُ لَهُ بِالتَّبْحُرِ وَمَعْرِفَةِ الْمَذْهَبِ. ②

آپ کی زندگی میں للہیت، اخلاص، رضائے الہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں سے کسی کا اظہار نہیں کیا، جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک قابل اعتماد شخص کو بتایا کہ میرے مکان میں فلاں جگہ پر میری کتابیں پڑی ہیں جو میری تصنیف کردہ ہیں۔ ③

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من وجوه الفقهاء الشافعيين، وله تصانيف عدة في أصول الفقه

وفروعه، وفي غير ذلك. وجعل إليه ولاية القضاء ببلدان كثيرة. ④

آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصول فقہ اور اسکے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں پر قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۲

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۲

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۲

④ تاریخ بغداد: ترجمة: علي بن محمد بن حبيب، ج ۱۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲

امام ماوردیؒ کی تصانیف میں ایک تصنیف ”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے، اس کا ذکر حاجی خلیفہؒ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت پندرہویں مسند امام ماوردیؒ کی ذکر کی ہے۔ ❶

۲۰..... مسند امام خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ)

آپ کا نام احمد، والد کا نام علی، کنیت ابو بکر، آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی، آپ نے سب سے پہلے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ اور ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور تشریف لے گئے، آپ نے اپنی علمی تشنگی بچھانے کے لئے نیشاپور، اصبہان، ری، ہمدان، دمشق، بصرہ اور کوفہ کے اسفار کئے۔ آپ کے خطیب کے لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد بغداد کے ایک گاؤں ”درز بجان“ میں خطیب جمعہ وعیدین تھے، اس لئے وہ خطیب سے مشہور تھے، یہ خطاب آپ کو منتقل ہو گیا، پہلے آپ ابن الخطیب تھے پھر جب اس مقام پر اپنے والد کے بعد خطابت کا کام انجام دیا تو آپ بھی خطیب کے نام سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیرؒ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اس مقام کا نام ”درب ریحان“ بتلایا ہے۔ ❷

آپ نے جن ماہرین فن سے علم حاصل کیا ان میں قاضی ابوطیب طبری، ابوالحسن محاملی، ابن زرقویہ، حافظ ابو نعیم اصبہانی، ابو بکر برقانی، ابوالقاسم ازہری، محمد بن یحییٰ ہمدانیؒ اور دیگر ائمہ۔

امام ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الإمام الأوحَد، العَلَمَةُ المُفْتِي، الحَافِظُ النَّاقِدُ، مُحَدِّثُ الوَقْتِ،

❶ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❷ البداية والنهاية: سنة ثلاث

وستين وأربعمائة، ج ۱۲ ص ۱۲۲/ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۵

صَاحِبُ التَّصَانِيفِ، وَخَاتَمَةُ الحُفَاطِ. ①

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے علمی ذوق کا اندازہ اس لئے کیجئے کہ جب وہ چلتے تھے تو اس دوران بھی مطالعہ کرتے تھے تاکہ یہ وقت بھی ضائع نہ ہو:

كَانَ الحَافِظُ الخَطِيبُ يَمْشِي وَفِي يَدِهِ جُزْءٌ يُطَالَعُهُ. ②

آپ نے فن حدیث کی جو خدمت کی ہے وہ ناقابل فراموش ہے، خاص طور سے اصول حدیث کی مباحث پر جس طرح سے آپ نے کام کیا ہے کسی دوسرے نے نہیں کیا، آپ نے اس فن میں گراں قدر تصنیفات لکھیں، یہاں تک کہ حافظ ابن نقطہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كل من أنصف علم أن المحدثين بعد الخطيب عيال على كتبه.
منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ خطیب کے بعد آنے والے محدثین ان کی کتابوں کے محتاج ہیں۔

ڈاکٹر محمود طحان نے ”الحافظ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث“ میں آپ کی ۸۵ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کے علمی مقام اور شہرت کے باوجود آپ کی تصنیفات میں موضوع روایات بھی ہیں، چنانچہ فن حدیث و رجال کے نقاد محدث امام ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حافظ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رضی اللہ عنہم کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں اور یہ گناہ ہے سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الخطيب أبو بكر أحمد بن علي، ج ۱۸ ص ۲۷۰

② سیر أعلام النبلاء: ج ۱۸ ص ۲۸۱

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ أبو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنبا أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعة في تأليفهم غير محذرين منها وهذا إثم وجناية على السنن فالله يعفو عنا وعنهم. ❶

نیز خطیب بغدادی میں مسلکی تعصب بھی نمایاں طور پر تھا، چنانچہ محدث کبیر علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانیؒ فرماتے ہیں کہ میں تین حفاظ حدیث کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ ان کے شدت تعصب اور قلیل الانصاف ہونے کی وجہ سے، امام حاکم، امام ابونعیم الاصبہانی، خطیب بغدادیؒ۔ علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے سچ کہا ہے اور یہ حفاظ حدیث میں سے تھے، ثقہ اور صدوق (نہایت سچ بولنے والے) تھے:

سمعت اسماعيل ابن أبي الفضل و كان من أهل الكوفة بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم: الحاكم أبو عبد الله وأبو نعيم الأصبهاني وأبو بكر الخطيب. قال المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقا. ❷

مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کے آخر میں اس عنوان کے تحت دیکھیں ”تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم ماخذ“

بظاہر لگتا ہے کہ خطیب بغدادیؒ نے اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر لیا تھا، تو پھر کفارہ کے طور پر انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ تالیف کی، یہ امام صاحب کی کرامت ہے کہ امام ابن عدی، امام دارقطنی، خطیب بغدادیؒ وغیر ہم جو ابتداء میں سرسری معلومات کی

❶ الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب رد هم : ص ۵۱ المنتظم في تاريخ

الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت، ج ۱۶ ص ۱۳۳

وجہ سے امام صاحب سے کچھ نالاں تھے، لیکن حقائق واضح ہونے کے بعد ان سب نے اپنے خیالات سے رجوع کر کے امام صاحب کی مسانید لکھیں، اگر امام صاحب حافظ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں تھے تو کبار محدثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس کے پاس احادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف احادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں اتنی مشقت اٹھاتے۔

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کی اس مسند کا محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے تذکرہ کیا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه. ①

جس وقت خطیب بغدادی بذات خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے پاس خود ان کی تالیف کردہ ”مسند ابی حنیفہ“ بھی تھی۔

۲۱..... مسند امام عبداللہ بن محمد انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۸۱ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو اسماعیل ہے، ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث ہیں، آپ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ: ابو منصور محمد بن محمد ازدی، حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی، ابو منصور احمد بن ابی العلاء، یحییٰ بن عمار سجستانی، علی بن محمد طرازی رضی اللہ عنہم۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، القدوة، الحافظ الكبير، أبو إسماعيل عبد الله بن محمد. ②

① تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۵۶

② سیر أعلام النبلاء: ترجمۃ: شیخ الإسلام عبد الله بن محمد، ج ۱۸ ص ۵۰۳

ان کے حفاظ حدیث میں سے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام ذہبی رضي الله عنه جیسے نقاد محدث نے ان کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ”شیخ الإسلام، الحافظ، الإمام، الزاهد“ جیسے القابات سے شروع کر کے بڑے مبسوط انداز میں ان کا تعارف لکھا۔
حافظ مؤتمن بن احمد ساجی رضي الله عنه (متوفی ۵۰۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ آيَةً فِي لِسَانِ التَّذْكَيرِ وَالتَّصَوُّفِ، مِنْ سُلَاطِينِ الْعُلَمَاءِ، سَمِعَ بَيْغَدَادَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَلَّالِ، وَغَيْرِهِ يَرُوى فِي مَجَالِسِ وَعَظِهِ الْأَحَادِيثَ بِالإِسْنَادِ، وَيَنْهَى عَنْ تَعْلِيْقِهَا عَنْهُ. وَكَانَ بَارِعاً فِي اللُّغَةِ،
حَافِظاً لِلْحَدِيثِ. ❶

آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا، آپ نے بغداد میں ابو محمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجلس وعظ میں احادیث سند کے ساتھ بیان کرتے، اور اسانید کے بغیر احادیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے، آپ لغت میں لاجواب اور حافظ حدیث تھے۔

آپ نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه کی مرویات کو جمع کیا، اس کا تذکرہ علامہ عبد القادر قرشی رضي الله عنه (متوفی ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ”الجواهر المضیة“ میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام معانی رضي الله عنه (متوفی ۵۶۲ھ) کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ كِتَابَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي رَوَاهَا أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيِّ لَجَدِهِ الْقَاضِي صَاعِدِ بْنِ رَوَيْتَهُ عَنْهُ. ❷

میں نے نصر بن سیار سے احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابوحنیفہ نے

❶ تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: أبو اسماعيل عبد الله بن محمد بن علي، ج ۳ ص ۲۵۰

❷ الجواهر المضیة في طبقات الحنفیة: ترجمة: نصر بن سیار بن صاعد، ج ۲ ص ۱۹۵

روایت کیا جسے عبداللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سيار کے دادا قاضی صاعد نے جمع کیا یہ ان سے روایت کرتے تھے۔

۲۲..... مسند امام حسین بن محمد بن خسر و بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۲۲ھ)

نام حسین، والد کا نام محمد، کنیت ابو عبداللہ، آپ بغداد کے بلند پایہ محدث اور اکابر اہل علم میں سے تھے، آپ کے محدثین اساتذہ میں: امام ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر حمیدی، ابو عبداللہ مالک بن احمد، ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان، ابو الحسن علی بن محمد انباری، ابو محمد قزوینی، ابو شجاع فارس بن حسین، عبد الواحد بن فہد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا:

المُحَدَّثُ، الْعَالِمُ، مُفِيدُ أَهْلِ بَغْدَادَ، جَامِعُ مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

حافظ ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَقِيهَ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِبَغْدَادَ فِي وَقْتِهِ سَمِعَ الْكَثِيرَ وَأَكْثَرَ عَنْ أَصْحَابِ أَبِي

عَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ وَأَبِي الْقَاسِمِ بْنِ بَشْرَانَ رَوَى لَنَا عَنْهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ. ②

یہ اپنے وقت میں اہل عراق کے فقیہ اور کثیر السماع محدث ہیں، اور یہ ابو علی بن شاذان اور ابو القاسم بن بشران کے اصحاب سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں حافظ ابن الجوزی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابن خسر و رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام صاحب کی مرویات کو ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع

کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طریق سے مسند ابن خسر و کا

① بشیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسرو أبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹

ص ۵۹۲ ② الجواهر المضية: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۱ ص ۲۱۸

تذکرہ کیا ہے، وہ تین شیوخ یہ ہیں:

۱.... صدر کبیر محی الدین ابو محمد یوسف بن عبدالرحمن بن علی جوزی رضی اللہ عنہ

۲.... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رضی اللہ عنہ

۳.... ابو عبداللہ محمد بن علی بن بقا رضی اللہ عنہ ①

حافظ ابو عبداللہ ابن نجار رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اپنی تاریخ میں امام ابن خسرو رضی اللہ عنہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

جمع مسند لأبي حنيفة. ②

علامہ عبدالقادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابن خسرو رضی اللہ عنہ کے تعارف میں مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وهو جامع المسند لأبي حنيفة رضي الله عنه. ③

امام ابن العدیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن خسرو رضی اللہ عنہ کی مسند کا ذکر کیا ہے: ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن الخسرو

البلخي. ④

علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن خسرو رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. ⑤

① جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند العاشر، ج ۱ ص ۸۲ ② جامع المسانيد:

ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۲ ص ۶۰۵ ③ الجواهر المضية: ترجمة:

الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۱ ص ۲۱۸ ④ بغية الطلب في تاريخ حلب:

ترجمة: الحسين بن علي بن يزيد، ج ۶ ص ۲۷۱ ⑤ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن

خسرو أبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسانید امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابن خسرو کا یوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

وَأَمَّا الَّذِي اعْتَمَدَ الْحُسَيْنِي عَلَى تَخْرِيجِ رِجَالِهِ فَهُوَ بَنُ خُسْرٍ كَمَا قَدِمْتَ وَهُوَ مُتَأَخَّرٌ وَفِي كِتَابِهِ زِيَادَاتٌ عَلَى مَا فِي كِتَابِي الْحَارِثِيِّ وَابْنِ الْمُقَرِّي. ❶

جس مسند پر حسینی امام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ دمشقی نے اپنی کتاب ”التذكرة برجال العشرة“ میں رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابن خسرو کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدث ہیں، ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ دسویں مسند امام ابن خسرو رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کی ہے۔ ❷

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے ان کے تعارف میں اس مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. ❸

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی مرویات میں سے یہ مسند بھی ہے، انہوں نے امام ابن خسرو تک اس مسند کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ ❹

❶ تعجيل المنفعة: مقدمه: ج ۱ ص ۲۳۰ ❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون،

المسند العاشر، ص ۳۲۸، ۳۲۹ ❸ تاج التراجم: ترجمة: الحسين بن محمد، ج ۱

ص ۱۶۱ ❹ إتحاف الأكابر بإسناد الدفاتر: ص ۲۱۹

۲۳.... مسند امام محمد بن عبد الباقي النصارى رضى الله عنه (متوفى ۵۳۵ھ)

نام محمد، والد کا نام عبد الباقي، کنیت ابو بکر، آپ قاضی المرستان کے لقب سے مشہور تھے، ماہ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے سماعت کی: ابواسحاق برکی، علی بن عیسیٰ باقلانی، قاضی ابوالطیب طبری، عمر بن حسین خفاف، قاضی ابویعلیٰ بن فراء، علی بن شیخ ابوطالب مکی رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی، ابوالفرج عبدالرحمن بن الجوزی، ابو موسیٰ مدینی، سعید بن عطف، عبداللہ بن مظفر، ابوالقاسم علی ابن عساکر رضی اللہ عنہم وغیرہم۔ ①

امام ذہبی رضى الله عنه (متوفى ۴۴۸ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الْعَالِمُ، الْمُتَفَنِّنُ، الْفَرَضِيُّ، الْعَدْلُ، مُسْنِدُ الْعَصْرِ،

الْقَاضِي، أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي. ②

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثل حافظہ عطا کیا تھا، آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے میں نے کلاً یا بعضاً حاصل نہ کیا ہو، نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی کھیل کود میں ضائع نہیں کیا۔ ③

علامہ ابن الجوزی رضى الله عنه (متوفى ۵۹۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْكَثِيرَ وَكَانَ ثِقَةً فَهَمًّا، ثَبَتًا حُجَّةً، مُتَفَنِّنًا. ④

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

② سیر أعلام النبلاء، ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

④ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔

امام ابوالمظفر عبدالرحیم ابن سمعان رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی صاحب کے علمی مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

عَارِفٌ بِالْعُلُومِ مَتَفَنَّيْنَ الْكَلَامِ حُلُوَ الْمَنْطِقِ مَلِيحَ الْمُجَاوِرَةِ مَا رَأَيْتُ
أَجْمَعَ لِلْفَنُونِ مِنْهُ نَظْرٌ فِي كُلِّ عِلْمٍ وَسَمِعْتَهُ يَقُولُ: نَدِمْتُ فِي عِلْمِ تَعَلَّمْتَهُ
إِلَّا الْحَدِيثَ وَعِلْمَهُ. ❶

آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے، میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی، اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علم حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

مشهور معمر عالی الإسناد هو آخر من كان بينه وبين النبي صلی اللہ علیہ وسلم ستة

رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح. ❷

آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصال سماع کی شرط صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدث ہیں کہ آپ کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔

یہ بلند پایہ محدث بھی ان اکابر اہل علم کی فہرست میں داخل ہیں جنہوں نے امام صاحب

❶ المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام الأحمَد: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن

محمد، ج ۲ ص ۴۴۴

❷ لسان الميزان: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد، ج ۵ ص ۲۴۱

کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ قاضی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... احمد بن ابی الحسن العرینی رضی اللہ عنہ

۲..... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رضی اللہ عنہ

۳..... ابو محمد یوسف بن عبدالرحمن بن علی بن الجوزی رضی اللہ عنہ

۴..... ابو عبداللہ محمد بن علی بن بقا رضی اللہ عنہ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی قاضی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ”مسند ابی

حنیفہ“ کا ذکر کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے

تحت پانچویں نمبر پر اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کا

ذکر کیا ہے۔ ④

۲۴..... مسند امام ابن عساکر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ)

آپ کا اسم گرامی علی، والد کا نام حسن، کنیت ابو القاسم، المعروف بہ ابن عساکر، آپ دمشق کے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں، آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی، سات سال کی عمر میں آپ نے پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، حافظ ابن عساکر رضی اللہ عنہ نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور،

① جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الخامس، ج ۱ ص ۸۰ ② عقود الجمان:

الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس، ص ۳۲۵ ③ كشف الظنون: مسند الإمام

الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ④ عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

اصبہان، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکز علم میں اکابر شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کے شیوخ کی تعداد ۱۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔

آپ کے بعض اساتذہ حدیث:

ابوالقاسم النسیب، سبیح بن قیراط، ابوطاہر حنائی، ابوالقاسم بن حصین، عبداللہ بن محمد غزال، یوسف بن ایوب ہمدانی، تمیم بن ابی سعید جرجانی، عبدالکریم بن حمزہ ﷺ وغیرہم۔^①
امام ذہبی ﷺ آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامۃ، الحافظ الكبير، المجود، محدث الشام، ثقة الدين،
أبو القاسم الدمشقي، الشافعي، صاحب تاريخ دمشق.^②

نیز امام ذہبی ﷺ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، الحافظ الكبير، محدث الشام، فخر الأئمة، ثقة الدين، صاحب
التصانيف والتاريخ الكبير.^③

امام ابوسعید عبدالکریم سمعانی ﷺ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے علم حدیث میں بلند پایہ محدثانہ مقام کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم حافظ ثقة متقن دين خير حسن السميت جمع بين معرفة
المتن والإسناد وكان كثير العلم غزير الفضل صحيح القراءة مثبثاً رحل
وتعب وبالغ في الطلب وجمع ما لم يجمعه غيره وأربنى على الأقران.

ابوالقاسم حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اخلاق کے مالک تھے،

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲۰ ص ۵۵۵، ۵۵۴

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲۰ ص ۵۵۵، ۵۵۴

③ تذکرۃ الحفاظ، ترجمة: ابن عساكر أبو القاسم علي بن حسين، ج ۳ ص ۸۲

حدیث کے متن و اسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، عمدہ قراءت کرتے تھے، مثبت تھے، آپ نے حصول علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔^①

حافظ ابن نجار رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۴۳ھ) علم حدیث میں آپ کی جلالت شان کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم إمام المحدثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة وبه ختم هذا الشأن.^②

ابوالقاسم اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے۔ حفظ و اتقان اور ثقاہت و معرفت تامہ کی ان پر انتہا تھی، علم حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ جن القابات کے ساتھ کیا ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تعریف و توثیق کرنا بظاہر مشکل ہے:

هُوَ الشَّيْخُ الإِمَامُ نَاصِرُ السَّنَةِ وَخَادِمُهَا وَقَامِعُ جُنْدِ الشَّيْطَانِ بَعْسَاكِرِ اجْتِهَادِهِ وَهَادِمُهَا إِمَامُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي زَمَانِهِ وَخَتَامُ الْجِهَابِ ذِهِ الْحِفَاظِ وَلَا يُنْكَرُ أَحَدٌ مِنْهُ مَكَانَهُ وَالْبَحْرُ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ.^③

جہاں آپ ایک عظیم الشان محدث، جلیل القدر مورخ تھے اور علم حدیث میں عظیم المرتبت تھے وہیں آپ کے اخلاص و للہیت اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صاحبزادے بہاء الدین فرماتے ہیں کہ میرے والد جماعت اور تلاوت کے بڑے پابند تھے، تمام

① تذکرة الحفاظ: ج ۳ ص ۸۴ ② تذکرة الحفاظ: ج ۳ ص ۸۶

③ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: علي بن الحسن بن هبة الله، ج ۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶



Handwritten text in Arabic script, consisting of approximately 15 lines of dense, cursive writing. The text is somewhat faded and difficult to read due to the quality of the scan.

Handwritten text at the bottom right of the page, appearing to be a signature or a short note, consisting of about three lines.

علامہ یاقوت حموی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۶ھ) نے علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”مسند مکحول و ابي حنيفة“ کہہ کر آپ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۷ھ) نے بھی امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں ”مسند مکحول و ابي حنيفة“ کہہ کر آپ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علامہ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی ”تاریخ مدینة دمشق“ مطبوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۲۱ھ ۲۰۰۱ء صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں بھی ان کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ حسام الدین المقدسی نے ”تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الإمام ابي الحسن الأشعری“ کے مقدمہ ص: ۶ پر امام ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفات میں مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۲۵..... مسند امام علی بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن کی رازی کا لقب حسام الدین ہے، آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں، آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

..... حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۷۱ھ) امام علی بن احمد کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

تفقه بما وراء النهر، و قدم دمشق و سكنها، و كان يدرّس في المدرسة

❶ معجم الأدباء: ترجمة: علي بن الحسن بن عساكر، ج ۳ ص ۱۷۰ ❷ الوافي

بالوفيات: ترجمة: الحافظ ابن عساكر الشافعي علي بن الحسن، ج ۲۰ ص ۲۱۹

الصادرية، ويفتى على مذهب أبي حنيفة، ويشهد ويناظر في مسائل

الخلافاً. ①

آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علم فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے، نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ کرتے تھے۔

۲.... علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

وضع كتاباً نفيساً على مختصر القدوري، سماه "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل"، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخيم، ووضعت عليه شرحاً. ②

آپ نے مختصر قدوری پر "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل" کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر فواد سیزگین نے اپنی کتاب "تاریخ التراث العربي" ج ۳ ص ۴۳ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكى الرازى (المتوفى ۵۹۸ھ/ ۱۲۰۱ء، انظر برو كلمان ملحق ۶۳۹/۱)، سراى، أحمد

① تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن مالكي أبو الحسن الكاساني، ج ۳ ص ۲۵۲

② الجواهر المضوية: ترجمة: علي بن أحمد بن مكى، ج ۱ ص ۳۵۳

الثالث ۳۶۳ (۱۵۸ ورقہ، انظر: فہرس ۲: ۱۰۴).

یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلمان کا ضمیمہ نمبر ۱/۶۳۹ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۳ ہے، (۱۵۸ اوراق، فہرست دیکھئے: ۲: ۱۰۴)۔

۲۶... مسند امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۳ھ)

نام محمد، والد کا نام بھی محمد، کنیت ابو عبد اللہ، لقب النظام ہے، انہوں نے طلب حدیث میں بخارا، سمرقند، رے اور حلب وغیرہ متعدد مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے اجلہ محدثین سے علم حاصل کیا، آپ کے اساتذہ: المویذ الطوسی، مسعود بن مودود الاسترآبادی، اور محمد بن ابراہیم الفاسی رضی اللہ عنہ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مشہور انکے بیٹے عبد الوہاب اور مشہور محدث حافظ دمیاطی رضی اللہ عنہ ہیں۔
امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ان کو "مفتی الحنفیة" قرار دیا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کا درس دیا ہے۔ ①

امام محمد بن محمد بلخی بغدادی رضی اللہ عنہ نے بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند لکھی ہے، جس کا نام "جزء ابي حنيفة" ہے، علامہ عبد القادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبد الوہاب بن محمد رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۲۵ھ) سے سماع کیا تھا، چنانچہ حافظ قرشی رضی اللہ عنہ امام موصوف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قلت وولده عبد الوهَّاب بن مُحَمَّد حدث عَنْهُ بِجُزْءِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ سَمِعْتَهُ عَلَيْهِ.

ان کے بیٹے امام عبد الوہاب بن محمد نے ان سے "جزء ابي حنيفة" کو روایت کیا ہے، اور

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: النظام البلخي أبو عبد الله محمد بن محمد، ج ۲۳ ص ۲۹۴

میں نے عبد الوہاب سے اس جزء کا سماع کیا تھا۔ ①

۲۷..... مسند امام ابو علی البکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۶ھ)

نام حسن، والد کا نام محمد، کنیت ابو علی، المعروف بہ امام ابو علی البکری، آپ کی پیدائش ۵۷۴ھ میں ہوئی، آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، آپ نے مختلف ممالک کے طویل اسفار کر کے وہاں کے کبار محدثین سے استفادہ کیا، مکہ میں ابو حفص میانسی رحمۃ اللہ علیہ سے، دمشق میں ابن طبرزد رحمۃ اللہ علیہ سے، ہرات میں ابوروح ہروی رحمۃ اللہ علیہ سے، نيسابور میں موید طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے، اصہبان میں ابو الفتوح محمد بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے، مرو میں ابوالمظفر بن سمعانی رحمۃ اللہ علیہ سے، بغداد میں ابن الاخضر رحمۃ اللہ علیہ سے۔ ②

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشیخ، الإمام، المحدث، المفید، الرحال، المسند، جمال

المشائخ، صدر الدین أبو علی الحسن بن محمد۔ ③

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا، اس کتاب میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کی علم حدیث میں جلالت شان کے لئے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کو ان عظیم القابات سے یاد کیا:

المحدث، العالم المفید، الرحال المصنف۔ ④

① الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن عثمان، ج ۲ ص ۱۲۵ ② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷ ③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷

④ تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۴ ص ۱۵۸

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسانید لکھنے والوں میں شامل ہیں۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) بھی اس مسند کو روایت کرنے والوں میں
سے ہیں، اور انہوں نے امام بکری رضی اللہ عنہ تک اپنی اسناد بھی نقل کر دی ہے، مسند کا تذکرہ ان
الفاظ میں کیا:

مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ جَمَعَ الْحَافِظُ أَبِي عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبُكْرِيِّ. ①
علامہ محمد بن یوسف صاکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابوالفضل
بن ابی بکر شافعی رضی اللہ عنہ کے متصل طریق سے حافظ ابوعلی بکری رضی اللہ عنہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر
کیا ہے۔ ②

حافظ شمس الدین ابن طولون رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“
میں اپنے سے لے کر مصنف تک اس مسند کی اسناد ذکر کی ہے۔ ③
علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر
کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ علامہ محمد سلیمان مغربی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے اپنے مثبت
”صلة الخلف“ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی جن چار مسانید کی اسناد اپنے سے لے کر ان
مؤلفین تک ذکر کی ہے، ان چار مسانید میں سے ایک امام ابوعلی البکری رضی اللہ عنہ کی تالیف کردہ
”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے۔ ④

۲۸..... مسند امام شمس الدین سخاوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۰۲ھ)

نام محمد، والد کا نام عبدالرحمن، کنیت ابو الخیر ہے، المعروف بہ امام سخاوی، ماہ ربیع الاول

① المعجم المفہرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۳۱، ج ۱ ص ۲۷۲

② عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السابع، ص ۳۳۴

③ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمة أبي حنيفة من الأكاذیب: ص ۱۵۶

④ الفضل المبین علی عقد الجواهر الثمین: ص ۳۲۸

۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے، شمالی مصر کے خاندان ”سخا“ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ”سخاوی“ کہلاتے ہیں، آپ مسلک شافعی المذہب تھے، آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور پھر ماہ رمضان میں نماز تراویح میں سنایا۔

آپ نے چار مشہور ائمہ حدیث و فقہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ)

۲..... علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ)

۳..... محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۱ھ)

۴..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ)

امام سخاوی کے تلمیذ رشید شیخ جبار اللہ بن فہد کی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

وَلَقَدْ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ لَمْ أَرِ فِي الْحِفَاطِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِثْلَهُ وَيَعْلَمُ ذَلِكَ كُلِّ

مَنْ اطَّلَعَ عَلَى مَوْلَفَاتِهِ أَوْ شَاهَدَهُ. ①

اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔

امام ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے اظہار ان الفاظ

میں کرتے ہیں:

وَبَرَعَ فِي الْفِقْهِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَالْقِرَاءَاتِ وَالْحَدِيثِ وَالتَّارِيخِ وَشَارَكَ فِي

الفرائض والحساب والتفسیر وأصول الفقه والمیقات وغیرها وأما مقرواته ومسموعاته فكثیرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا یحصون یزیدون علی أربع مائة نفس، وأذن له غیر واحد بالإفتاء والتدریس والإملاء. ❶

آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءت، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے علاوہ آپ نے علم میراث، حساب، تفسیر، اصول فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا، آپ نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے، آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد چار سو سے زائد بنتی ہے، آپ کو کئی اساتذہ نے افتاء، تدریس اور املاء کی اجازت دی ہے۔

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ اکابر ائمہ میں سے تھے:

وَبِالْجُمْلَةِ فَهُوَ مِنَ الْأَيْمَةِ الْأَكْبَرِ.

نیز نقل کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابھی کوئی علوم حدیث کو ان کی طرح جانتا ہو، اور میں نہیں جانتا کہ کسی کی ان سے بڑھ کر اور ان سے عمدہ تصانیف ہوں، انہیں فن اسماء الرجال، روایت کے احوال، جرح و تعدیل میں خوب دسترس تھی، اور اس فن میں انہی کی طرف مراجعت کے لئے اشارہ کیا جاتا تھا، بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کوئی شخص ان کے مثل نہیں آیا جو ان کے طریقے کے مطابق چلتا ہو، (یعنی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کسی شخص کو فن حدیث اور اسماء الرجال میں ید طولی حاصل ہے تو وہ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو اس فن کے ماہر شہسوار ہیں) امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بعد اپنے

❶ شذرات الذهب: ترجمة: سنة اثنتين وتسع مائة، شمس الدين محمد بن عبد

مثل کوئی شخص نہیں چھوڑا:

وَلَا أَعْلَمُ الْآنَ مَنْ يَعْرِفُ عُلُومَ الْحَدِيثِ مِثْلَهُ وَلَا أَكْثَرَ تَصْنِيفًا وَلَا أَحْسَنَ وَكَذَلِكَ أَخَذَهَا عَنْهُ عُلَمَاءُ الْآفَاقِ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالطُّلَبَةِ وَالرِّفَاقِ وَلَهُ الْيَدُ الطُّوْلَى فِي الْمَعْرِفَةِ بِأَسْمَاءِ الرَّجَالِ وَأَحْوَالِ الرِّوَاةِ وَالْجُرُحِ التَّعْدِيلِ وَإِلَيْهِ يَشَارُ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَمْ يَأْتِ بَعْدَ الْحَافِظِ الذَّهَبِيِّ مِثْلَهُ سَلَكَ هَذَا الْمَسْكَ وَلَمْ يَخْلَفْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. ❶

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ”الضوء اللامع لأهل القرن التاسع“ ج: ۸- ص: ۲ تا ۳۲۲- تقریباً تیس (۳۰) صفحات میں اپنی خودنوشت سوانح اپنے قلم سے لکھی، اس میں آپ نے اپنی پیدائش سے لیکر تصنیف کے وقت تک تمام اہم امور کا تذکرہ کیا، ابتدائی تعلیم، تعلیمی اسفار، شیوخ کا تفصیلی تذکرہ، خصوصاً حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا تعلق اور ان سے استفادہ، اپنے ہم عصر علماء کا تذکرہ، اپنی تمام تصانیف کا ذکر، آپ کی یہ سوانح آپ کے بلند و بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت بھی ان اکابر علماء کی فہرست میں شامل ہیں جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو جمع کیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے بنفس نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ”التحفة المنیفة فیما وقع له من حدیث الإمام أبي حنیفة“ کو بھی شامل کیا ہے۔ ❷

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے

❶ البدر الطالع: ج ۲ ص ۱۸۶ ❷ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمد بن

تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ

میں کیا ہے: ”التحفة المنیفة فی أحادیث ابي حنیفة“ ❶

شیخ محمد عبدالحی بن عبد الکبیر المعروف عبدالحی کتانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) نے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی

أحادیث ابي حنیفة“ کہہ کر اس مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت مشہور و معروف تصنیف ”المقاصد الحسنہ فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة“ اس کتاب کے محقق الشیخ عبد اللہ محمد الصدیق مقدمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی ما وقع له من أحادیث ابي حنیفة“ کہہ کر آپ کی اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔ ❸

۲۹..... مسند امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۰ھ)

نام عیسیٰ، والد کا نام محمد، کنیت ابو بکتوم و ابو مہدی، لقب جار اللہ ہے، مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی کہلائے، آپ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں، آپ مراکش کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور وہیں آپ نے پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: عبد الصادق، سعید بن ابراہیم جزائری، زین العابدین تونسلی، قاضی شہاب احمد خفاجی، برہان مامونی، شیخ سلطان مزاحی، حافظ شمس الدین بابلی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ عبد الملک بن حسین عصامی مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی

❶ ہدیة العارفين أسماء المؤلفين و آثار المصنفين، ج ۲ ص ۲۲۰

❷ فہرس الفہارس: رقم الترجمة: ۵۶۲، ج ۲ ص ۹۹۰

❸ المقاصد الحسنہ: مقدمة: مؤلفات السخاوی، ص ۱۹

مقام و مرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

مَوْلَانَا وَسَيِّدَنَا وَمَاوَانَا وَسِنْدُنَا شَيْخَنَا شَيْخَ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَاتِمَةَ
الْأَيْمَةِ الْمُحَقِّقِينَ خَادِمَ حَدِيثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ الْجَامِعِ بَيْنَ الْأُصُولِ
وَالْفُرُوعِ الْحَافِظَ لِكُلِّ مَتْنٍ وَمَجْمُوعِ الْحَائِزِ فَضِيلَتِي الْعِلْمِ وَالنَّسَبِ
الْحَائِزِ طَرَفِي الْكَمَالِ الْغَرِيزِيَّ وَالْمَكْتَسِبِ رَأْسِ الْعُلُومِ الْعَبْقَرِيَّ. ①

ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و ماویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام
والمسلمین (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین کی احادیث کے خادم،
اصول و فروع کے جامع، ہر متن و مجموعہ احادیث کے حافظ، علم و نسب کی فضیلت کے حامل،
اقتساب علم اور حصول کمال کی انتہاء پر فائز، رئیس العلوم اور نابغہ عصر ہیں۔

حافظ ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث
کو کتابی شکل میں مرتب کیا، اس مسند میں انہوں نے اپنے سے لے کر امام صاحب تک
سلسلہ اسناد کو متصل ثابت کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

مسندے برائے امام ابوحنیفہ تالیف کردہ درازاں جاعنعنه متصل ذکر کردہ در حدیث ازاں جا

بطلاں زعم کسانیکہ گویند سلسلہ احادیث امروز متصل نما ندہ واضح تری شود۔ ②

ڈاکٹر فواد سیزگین نے بھی مسانید ابی حنیفہ میں بارہویں مسند ”مسند ثعالبی“ کو درج

کیا ہے، وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ یہ مسند سید بن عیسیٰ بن محمد ثعالبی سے مروی

ہے، جو عمدہ اوراق پر مشتمل استنبول کے مکتبہ کو بریلی کا مخطوطہ نمبر ۴۲۰ میں موجود ہے۔ ③

① سمط النجوم العوالي فی انباء الأوائل والتوالي، ج ۴ ص ۵۱۶ ② انسان العین فی مشائخ

الحرین: ص ۶ بحوالہ امام ابن ماجہ اور علم حدیث: ص ۱۸۱ ③ تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۴

خلاصہ بحث

انتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا، ان اکابر ائمہ میں براہ راست امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ، آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد لؤلؤی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں، ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اکابر محدثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

چوتھی صدی ہجری میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابن عقدہ، حافظ ابن ابی العوام، عمر بن حسن اشثانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابن عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقرئ، حافظ دارقطنی، حافظ ابن شاہین، حافظ ابن مندہ (چوتھی صدی ہجری کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدی کہنا لغو نہ ہوگا)۔ پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابو نعیم اصبہانی، حافظ ابو بکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری۔ چھٹی صدی ہجری میں حافظ محمد بن حسین ابن خسرو بلخی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابن عساکر دمشقی اور علی بن احمد مکی۔ ساتویں صدی ہجری میں امام ابو علی حسن بن محمد بکری۔ دسویں صدی ہجری میں حافظ شمس الدی محمد بن عبد الرحمن سخاوی اور گیارہویں صدی ہجری میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی۔

ان ائمہ عظام کے مسند ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیے گئے ہیں، اس میں صرف امام خوارزمی کی ”جامع المسانید“، حافظ شمس الدین ابن طولون کی ”الفہرست الأوسط“ اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ”عقود الجمان“ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدثین کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابن نقطہ حنبلی، حافظ ابن عبد الہادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی

خلیفہ رضی اللہ عنہ جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کیے گئے ہیں، جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کیا۔

اسی طرح ان تمام ائمہ کے احوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتب رجال اور جرح و تعدیل سے ثابت کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی ناواقف، جاہل یا قلیل المطالعہ شخص شکوک و شبہات کے ذریعے ان ائمہ کی توثیق و توصیف کے بارے میں قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں:

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صمیری کی ”أخبار أبي حنيفة وأصحابه“، حافظ خطیب بغدادی کی ”تاریخ بغداد“، حافظ ابوسعید عبدالکریم بن محمد سمعانی کی ”الأنساب“، حافظ ابن عساکر کی ”تاریخ مدینة دمشق“، حافظ ذہبی کی ”سیر أعلام النبلاء“، ”تذکرۃ الحفاظ“، حافظ عبدالقادر بن ابی الوفاء قرشی کی ”الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة“، حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”تہذیب التہذیب“، ”لسان المیزان“، ”تعجیل المنفعة“، حافظ جلال الدین سیوطی کی ”طبقات الحفاظ“ اور ابن عماد حنبلی کی ”شذرات الذهب“ قابل ذکر ہیں۔

صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) کا تعارف امام ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن رضی اللہ عنہ خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدث و حنفی فقیہ ہیں، آپ ۱۲ ذوالحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، ”خطیب خوارزم“ کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد رضی اللہ عنہ حفصی سے علم فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا، بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علم حاصل کیا۔

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام خوارزمی رضی اللہ عنہ کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔

جن میں سے چند ائمہ حدیث کا نام درج ذیل ہے:

- ۱..... احمد بن عمر بن محمد خیوفی - ۲..... صالح بن شجاع مدلجی - ۳..... ابو نصر اغر بن ابی الفصائل - ۴..... یاقوت بن عبداللہ جوہری - ۵..... شرف الدین احمد بن مؤید بن موفق بن احمد مکی - ۶..... ابو الفضل اسماعیل بن احمد - ۷..... شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن شیبی - ۸..... شرف الدین حسن بن ابراہیم - ۹..... ابو بکر عبداللہ بن مبارک ہذلی - ۱۰..... محی الدین یوسف بن ابی الفرغ عبدالرحمن اور دیگر ائمہ جہلشتم۔

امام قاسم بن قطلوبغاؒ (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمیؒ کے متعلق لکھتے ہیں:

وولی قضاء خوارزم وخطابتها بعد أخذ التار لها، ثم ترکها، و قدم بغداد حاجاً فحج و جاور، ورجع علی مصر، ثم إلى دمشق، ثم إلى بغداد ودرّس بها. و صنف "مسانید الإمام ابی حنیفة" فی مجلّدین، جمع فیہما بین خمسة عشر مصنفاً. وقد رویناه عن قاضی بغداد (هو التاج أحمد الفرغانی النعمانی)، عن عمه، عن ابن الصباغ عنه. ❶

تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے، پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ نے دو جلدوں میں "مسانید امام ابی حنیفة" تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا، ہم نے اسے قاضی بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔

امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں چالیس (۴۰) ابواب پر منقسم کیا، امام خوارزمی رضی اللہ عنہ اپنے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب ابواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترك تكرير الإسناد إلا إذا كان الحديث الواحد مشتملا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلف أسانيدُه ليغلب بحجته العلم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند. ①

میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور ان کو خاص نظم و ضبط میں پرویا ہے، اس میں سے تکرار اسناد کو ترک اور معاد (بار بار لوٹائی جانے والی باتیں) کو حذف کر دیا گیا ہے، ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے محقق عالم غالب ہو اور جھگڑا الجاہل کا شبہ دور ہو۔

امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے جن پندرہ (۱۵) مسانید کی تخریج کی ہے، ان کے مصنفین کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱..... امام حماد بن امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲..... امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳..... امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۴..... امام حسن بن زیاد لؤلؤی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۵..... امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۶..... امام عمر بن حسن اشثانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۷ھ)

- ۷..... امام ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب الحارثی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۸..... امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی النجرانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۶۵ھ)
- ۹..... امام ابو الخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۰..... امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۱..... امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصہبانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۰ھ)
- ۱۲..... امام ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۲ھ)
- ۱۳..... امام ابو بکر ابو عبد اللہ محمد بن حسن خسرو رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۲۶ھ)
- ۱۴..... امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۳۵ھ)
- ۱۵..... امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی دو کتابوں کو امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے، ایک ”کتاب الآثار“ اور دوسری ”مسند ابي حنيفة“ جس کو ”نسخة امام محمد“ کہہ کر نقل کیا۔

مسانید امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات

مسانید امام اعظم صدیوں تک محدثین کے درمیان متداول رہیں اور انہوں نے شہرت و دوام حاصل کی، ان مسانید کی شروحات تعلیقات لکھی گئیں، اسے فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا، ابواب قائم کئے گئے، اختصارات کئے گئے، زوائد کو حذف کیا گیا، اور ان کے رجال پر مستقل کام ہوا، امام ابوحنیفہ کی مسانید کی جس قدر خدمات اکابر اہل علم علماء نے کی ہیں، اس کی نظیر نہیں ملتی، بندہ اب اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

۱..... حافظ قاسم بن قطلوبغا رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب و اختصار بھی کیا، اور اس کی شروحات بھی لکھیں اور رجال حدیث پر بھی مستقلاً تصانیف کیں۔

۱..... ترتیب مسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ۲..... تبويب مسند أبي حنيفة للحارثي. ۳..... الأمالي على مسند أبي حنيفة. (۲ جلدیں)، یہ مخطوطہ اوقاف لاہریری بغداد میں حدیث نمبر ۷۸۱ کے تحت موجود ہے۔ ۴..... شرح جامع المسانيد للخوارزمي. ۵..... رجال مسند الإمام أبي حنيفة. ۶..... امام محمد کی موطا امام محمد اور کتاب الآثار دونوں کے رجال پر آپ نے تصانیف لکھیں۔ ①

۲..... امام صدرالدین محمد بن عباد الخلاطی رضی اللہ عنہ جو امام خوارزمی رضی اللہ عنہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ”مقصد المسند اختصار مسند أبي حنيفة“ رکھا۔ ②

یاد رہے کہ یہ اختصار مسند حارثی کا ہے نہ کہ جامع المسانید کا جیسا کہ حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ کا خیال ہے، اس لئے کہ خوارزمی اور خلاطی رضی اللہ عنہ معاصر ہیں، اور خلاطی کا امام خوارزمی رضی اللہ عنہ سے تیرہ سال پہلے انتقال ہوا ہے۔

۳..... امام قاضی القضاہ محمود بن احمد القونوی دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے اختصار لکھا، ”المعتمد مختصر مسند أبي حنيفة“ کے نام سے، پھر خود ہی اس کی شرح لکھی جس کا نام ”المعتمد شرح المعتمد“ ہے۔ ③

۴..... علامہ صدرالدین موسیٰ بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن صاعد رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے مسند حارثی کا اختصار کیا، یہ اختصار محدثین کے حلقوں میں بہت مشہور ہوا، اس اختصار میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کی امام اعظم سے مروی روایت کردہ تمام احادیث کا احاطہ ہو جائے، اس سلسلے میں انہوں نے حماد سے

① الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶ تا ۱۸۸ /

كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ② كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰

③ الجواهر المضیة: ترجمة: محمود بن أحمد بن مسعود القونوي، ج ۲ ص ۱۵۷

روایت شدہ بعض احادیث کو مسند ابن خسرو سے بھی لے کر اس میں شامل کیا ہے، مگر یہ چند ہی احادیث ہیں۔ ❶

۵.... امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۹۲ھ) نے بھی جامع المسانید کے رجال کے حالات اور امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں، آپ کی اس تصنیف کا نام ”اختیار اعتماد المسانید فی اختصار بعض رجال الأسانید“ ہے۔ ❷

۶.... امام حافظ الدین محمد بن محمد الکروری المعروف ابن البرزازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے ”زوائد مسند أبي حنيفة“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے جامع المسانید کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں۔ ❸

۷.... امام عمر بن احمد بن شماع شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۳۹ھ) نے اس کا اختصار ”لقط المرجان من مسند النعمان“ کے نام سے کیا۔ ❹

۸.... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس کی شرح لکھی، جس کا نام ”التعليقة المنيفة على مسند أبي حنيفة“ ہے۔ ❺

۹.... شیخ محمد ادریس بن عبدالعلی النجرسی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، اور اس کا نام ”تحصيل المرام بتبويب مسند الإمام“ رکھا، نیز انہوں نے امام صاحب کی چالیس مروی روایات کو ”الأربعين من مرويات نعمان سيد المجتهدين“ کے نام سے جمع کیا۔ ❻

۱۰.... علامہ سید مرتضیٰ حسن زبیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر“

❶ مقدمة المحدث النعماني على مسند أبي حنيفة للحصكفي: ص ۱ ❷ كشف الظنون:

مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❸ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❹ الكواكب

السائره بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: عمر بن سعد، ج ۲ ص ۲۲۳ ❺ كشف

الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❻ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۳۵، ۱۳۶

المنیفة فی أدلة الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے عمدہ کتاب مرتب کی، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب سے مروی وہ روایات جمع کیں ہیں جو احکامات سے متعلق ہیں، اور ائمہ ستہ نے اپنی مشہور کتب میں ان سے لفظاً یا معنایاً موافقت کی ہے، اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ محقق العصر علامہ محمد امین اور کزنئی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور اس لائق ہے کہ مدارس عربیہ میں اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

وبالجملة كتابه مفيد جدا حقيق بالاندرج في منهج التعليم الراجح في

مدارس العربية ببلادنا. ①

مسند امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متداول نسخے کا تعارف

ہمارے ہاں آج کل مسانید امام اعظم میں متداول نسخہ امام حارثی رضی اللہ عنہ کا ہے، جس میں انہوں نے امام صاحب کے شیوخ کے لحاظ سے روایات کو جمع کیا، پھر علامہ رضی اللہ عنہ حصکفی (متوفی ۶۵۰ھ) نے ان روایات میں سے مکرر روایات کو حذف کیا، اور اس کا ایک اختصار کیا جو ”مسند أبي حنيفة للحصکفی“ کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے امام رضی اللہ عنہ حصکفی کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی اور اسے ”مسند الأنام في شرح مسند الإمام“ کا نام دیا، یہ کتاب مطبوعہ مجتبائی ہندوستان سے سن ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے محدث محمد حسن السنہالی رضی اللہ عنہ نے ”تنسيق النظام في مسند الإمام“ کے نام سے ایک عظیم الشان شرح لکھی، یہ شرح پہلی مرتبہ ۱۳۰۵ھ میں ہندوستان سے شائع ہوئی، یہ شرح ابھی مسند امام اعظم کے حاشیہ کے کی صورت میں طبع ہوئی یہ شرح نہایت مفصل، مدلل اور محقق ہے۔

امام حارثی رضی اللہ عنہ کی مسند کا اختصار علامہ رضی اللہ عنہ حصکفی نے کیا تھا اور یہ اختصار بھی اصل کی

طرح امام صاحب کے شیوخ کی ترتیب پر تھا، اب اس ذخیرہ سے مطلوبہ حدیث نکالنا کافی مشکل تھا، خصوصاً ان حضرات کے لئے جو امام صاحب کے شیوخ سے واقف نہیں تھے، ان کے لئے اس سے استفادہ کرنا کچھ مشکل تھا، تو علامہ محمد عابد السندی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو، اب یہ متداول نسخہ استفادے کی آسان ترین صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، یہی نسخہ آج کل مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہے اور درس نظامی میں شامل ہے۔

موصوف نے بھی امام رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ”المواہب اللطیفہ فی الحرم المکی علی مسند ابي حنیفة“ رکھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ صوبہ سندھ میں پیر جھنڈو کی لائبریری میں موجود ہے، اور وہیں پر محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مطالعہ کیا، ان کی رائے اس کتاب کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ایک بے نظیر و بے مثال شرح ہے، جس کی مثال شروح حدیث میں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی فتح الباری کے بعد نہیں ملتی۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب و اختصار بھی کیا ہے، آپ کی اس فن میں تالیف شدہ کتب درج ذیل ہیں:

- ۱..... ترتیب مسند ابي حنیفة لابن المقري.
- ۲..... تبویب مسند الإمام ابي حنیفة للحارثي.
- ۳..... الأمالی علی مسند ابي حنیفة.
- ۴..... شرح جامع المسانید للخوارزمي.
- ۵..... رجال مسند الإمام ابي حنیفة.

فقہی ابواب کے اعتبار سے مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث ذیل میں مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے، جنہیں ابواب فقہیہ کے تحت روایت کیا گیا ہے، اس طرح کتاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں کس موضوع پر امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کتنی ہیں۔

۳۰	کتاب الإیمان والإسلام والقدرة والشفاعة
۱۱	کتاب العلم
۳۹	کتاب الطهارة
۱۱۷	کتاب الصلاة
۳	کتاب الزکاة
۱۹	کتاب الصوم
۳۷	کتاب الحج
۲۵	کتاب النکاح
۱	کتاب الاستبراء
۲	کتاب الرضاع
۱۵	کتاب الطلاق
۲	کتاب النفقات
۳	کتاب التدبیر
۷	کتاب الأیمان
۶	کتاب الحدود
۷	کتاب الجهاد

۲۳	کتاب البيوع
۱	کتاب الرهن
۳	کتاب الشفعة
۲	کتاب المزارعة
۳۴	کتاب الفضائل
۶	کتاب فضل أمته
۲۴	کتاب الأطعمة والأشربة والضحايا
۸	کتاب اللباس والزينة
۱۳	کتاب الطب وفضل المرض والرقى
۳۲	کتاب الأدب
۳	کتاب الرقاق
۳	کتاب الجنایات
۱۰	کتاب الأحكام
۳	کتاب الفتن
۱۵	کتاب التفسیر
۶	کتاب الوصايا والفرائض
۳	کتاب القيامة وصفة الجنة

اس طرح احادیث کی کل تعداد ۵۲۳ ہوئی۔ سب سے زیادہ روایات جس باب کے تحت نقل کی گئیں وہ ”کتاب الصلاة“ ہے، جب کہ ”کتاب الاستبراء“ اور ”کتاب الرهن“ کے ابواب میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی۔

مسند امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد

- ۱..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ۷۹
- ۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۳
- ۳..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۴۹
- ۴..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ۴۳
- ۵..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۴۱
- ۶..... حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ ۲۸
- ۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۲۳
- ۸..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۲۲
- ۹..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۲۱
- ۱۰..... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ۱۲
- ۱۱..... حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا ۱۲
- ۱۲..... حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۷
- ۱۳..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۷
- ۱۴..... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۶
- ۱۵..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۵
- ۱۶..... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۷..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۸..... حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۹..... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۴

- ۲۰..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۱..... حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۲..... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۳..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۴..... حضرت زافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۵..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۶..... حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۷..... حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۸..... حضرت ابوقادہ انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۹..... حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ۲

ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے مسند امام اعظم میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ اسمائے کرام یہ ہیں:

حضرت اسامہ بن زید، حضرت اسامہ بن شریک، حضرت ثوبان، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت بسرہ بن معبد الجہنی، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعید بن زید، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی، حضرت عبد اللہ بن شداد، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عبد اللہ بن مغفل، حضرت عبد الرحمن بن ابزی، حضرت عثمان بن نعمان، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عطیہ قرظی، حضرت قطبہ بن مالک، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو ہریرہ بن نیار، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابو عامر الشقفی، حضرت ابومسعود انصاری، حضرت امیمہ بنت رفیقہ، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ بنت عجرد، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا۔

اس فہرست سے یہ واضح ہوا کہ کل ۶۰ صحابہ سے مسند کی ۴۷۸ روایات مروی ہیں۔

مسند امام اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات

ذیل میں ہمارے دائرہ علم میں آنے والے مسند امام اعظم کے اردو تراجم اور شروحات کی کتابیات پیش کی جا رہی ہیں۔

۱..... مسند ابی حنیفہ/ مترجم مولانا حبیب الرحمن ابن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری/ لکھنؤ، یوسفی پریس ۱۳۱۸ھ

۲..... مسند امام اعظم (اردو ترجمہ مع عربی) کراچی، کلام کمپنی، ۱۹۶۶ء

۳..... مسند امام اعظم (اردو ترجمہ) لاہور، مطبع نبوی، ۱۹۳۸ء

۴... مسند امام اعظم/ مترجم مولانا خورشید احمد/ لاہور، ادارہ نشریات اسلام، ۱۹۸۶ء

۵..... مسند امام اعظم/ مترجم مولانا دوست شاکر سیالوی/ لاہور، حامد اینڈ کمپنی،

۱۹۸۰ء۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۹۱ء

۶..... مسند امام اعظم/ مترجم مولانا سعد حسن، کراچی، مطبع سعیدی، قرآن محل (باہتمام

مولوی محمد سعید)، ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۵۶ء

۷..... مسند امام اعظم (مترجم عکسی)/ لکھنؤ، الفرقان بک ڈپو، ۱۹۹۲ء

۸..... ترجمہ مسند الامام ابی حنیفہ/ جامع قاضی ابوالمؤید محمد بن خوارزمی/ مترجم مولانا احمد

علی سہارنپوری/ لکھنؤ، مطبع نول کشور

۹..... ترجمہ مسند امام اعظم/ دہلی، مطبع مصطفائی، ۱۹۳۵ء

۱۰..... ترجمہ مسند امام اعظم/ لاہور، مطبع مجیدی، ۱۳۳۰ھ

۱۱..... الطریق الاسلام اردو شرح مسند الامام الاعظم/ مولانا محمد ظفر اقبال/ لاہور، مکتبہ

رحمانیہ، ۲۰۰۸ء ①

① تحقیقات حدیث: ص ۱۴۰ تا ۱۴۹

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی سند اصح الأسانید اور ”سلسلة الذهب“ ہے محدثین کی اصطلاح میں اصح الأسانید (صحیح ترین سند) اور سلسلة الذهب (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی عدالت، امامت و ثقاہت تسلیم شدہ ہو، نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔

علامہ ابن دینق العید رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصح الاسانید کس سند کو قرار دیا جائے؟

۱..... امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے نزدیک: اعمش عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ بن مسعود.

۲..... امام عمرو بن علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۴۹ھ) کے نزدیک: محمد بن سیرین عن عبیدة عن علي

۳..... امام بخاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے نزدیک: مالک عن نافع عن ابن

عمر.

۴..... امام ابو بکر بن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۵ھ) کے نزدیک: الزہری عن علي بن الحسين عن أبيه عن علي.

۵..... امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۹ھ) کے نزدیک: الشافعی

عن مالک عن نافع عن ابن عمر.

۶..... امام ابراہیم بن موسیٰ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں امام شافعی رضی اللہ عنہ

سے روایت کرنے والوں میں سب سے عظیم المرتبت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ ہیں لہذا اجل

الأسانید ”أحمد عن الشافعي عن مالك عن نافع عن ابن عمر“

① الاقتراح في بيان الاصطلاح: الباب الأول في الفاظ متداولة، ص ۷

② الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: النوع الأول، ج ۱ ص ۷۰

۷.... امام علاء الدین مغلطائی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۲ھ) امام تمیمی رضی اللہ عنہ پر ان کے امام شافعی رضی اللہ عنہ کو اجل الاسانید میں ذکر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہم راویوں کی جلالت شان پر فیصلہ کریں گے تو پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام شافعی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جلیل القدر ہیں لہذا اجل الاسانید ابو حنیفہ عن مالک عن نافع عن ابن عمر۔^①

۸.... علامہ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) کے نزدیک: أصح الأسانید

أبو حنیفہ عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس۔

بندے کے نزدیک بھی سلسلۃ الذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ سند ہے۔

سند کا پہلا راوی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ)

”تذکرۃ الحفاظ“ میں فرماتے ہیں: الإمام الأعظم، فقیہ العراق، نیز فرمایا: کان إماماً ورعاً عالماً، عاملاً، متعبداً کبیر الشان۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے

ساتھ کیا: الإمام، فقیہ الملة، عالم العراق، آگے فرمایا:

وَأَمَّا الْفِیْقَةُ وَالتَّدْقِیْقُ فِی الرَّأْیِ وَغَوَامِضِهِ، فَإِلَیْهِ الْمُنتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَیْهِ

عِیَالٌ فِی ذَلِکَ۔

تو پہلا راوی تابعی کبیر، فقیہ اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، جن کا مرتبہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے کئی گنا بڑھ کر ہے، امام مالک رضی اللہ عنہ تابعی نہیں ہیں جب کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بالاتفاق تابعی ہیں، نیز ائمہ اربعہ میں آپ امام اعظم ہیں، یہ لفظ آپ کے ساتھ اس طرح خاص ہو گیا ہے کہ جب یہ مطلق بولا جاتا ہے تو ذہن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کی طرف جاتا ہے، کسی اور کی طرف نہیں، آپ زمانہ نبوت کے زیادہ قریب تھے، آپ کے متبعین کی تعداد اس وقت چوالیس کڑور چھپن لاکھ ہے۔

امام مالک رضی اللہ عنہ تو خود آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں:
رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمَكَ فِي هَذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهِ.
سند کے دوسرے راوی امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ ہیں، امام ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
یہ امام صاحب کے شیوخ میں سے سب سے بڑے اور سب سے افضل ہیں:

عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِبَاحٍ، وَهُوَ أَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ وَأَفْضَلُهُمْ.
امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جواصح الاسانید نقل کی اس کا دوسرا راوی امام نافع رضی اللہ عنہ ہے، امام
نافع اور امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ دونوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث کے شیخ ہیں، لیکن
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اپنی زندگی میں جتنے بھی لوگوں سے ملا ہوں، میں نے
عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا:

مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رِبَاحٍ.
امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے ترجمہ
کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، شَيْخُ الإِسْلَامِ، مُفْتِي الْحَرَمِ.
نیز امام ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سید التابعین (تابعین
کے سردار) ہیں:

عطاء بن أبي رباح، سيد التابعين علما وعملا وإتقانا في زمانه بمكة
وكان حجة إماما كبير الشأن، أخذ عنه أبو حنيفة. ①

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ امام عطاء رضی اللہ عنہ نے دو سو (۲۰۰) صحابہ کا زمانہ پایا:

عن عطاء أدركت مائتين من الصحابة.

① میزان الاعتدال: ترجمہ: عطاء بن ابی رباح، ج ۳ ص ۷۰، رقم: ۵۶۳۰

جب اہل مکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ارد گرد جمع ہو جاتے احادیث اور مسائل پوچھنے کے لئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تمہارے درمیان عطاء موجود ہے (کوئی بات پوچھنی ہے تو ان سے پوچھ لیں):

عن ابن عباس أنه كان يقول تجتمعون إلي يا أهل مكة وعندكم عطاء وكذا روى عن ابن عمر. ①

نیز امام عطاء محدث بھی تھے، اور فقیہ بھی تھے، جب کہ امام نافع رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے میں صرف محدث تھے۔ علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان من أجلاء الفقهاء وتابعي مكة وزهادها. نیز ذکر کرتے ہیں کہ بنو امیہ کے دور میں ایک شخص موسم حج میں یہ اعلان کرتا تھا کہ لوگوں کو کوئی شخص فتویٰ نہ دے سوائے امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے:

أذكرهم في زمان بني أمية يأمرون في الحج صائحاً يصيح: لا يفتي

الناس إلا عطاء بن أبي رباح. ②

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذكرة الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز کرتے ہوئے دونوں اوصاف کے ساتھ آپ کا ذکر خیر کیا:

عطاء بن أبي رباح مفتي أهل مكة ومحدثهم القدوة العلم.

محمد بن عبداللہ الدیباج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا:

ما رأيت مفتياً خيراً من عطاء.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں آئے اور لوگوں نے ان سے مسائل پوچھنے شروع

کئے تو فرمایا کہ عطاء تم میں موجود ہے اور پھر بھی تم مسئلے میرے لئے جمع کر رکھتے ہو؟

① تہذیب التہذیب: ترجمة: عطاء ابن أبي رباح، ج ۷، ص ۱۹۹، ۲۰۰

② وفيات الأعيان: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۳، ص ۲۶۱

قدم ابن عمر مكة فسألوه فقال تجتمعون لي المسائل وفيكم عطاء؟
 امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ علم، زہد اور خدا پرستی میں عطاء کے فضائل کثرت سے ہیں:
 قلت: مناقب عطاء في العلم والزهد والتأله كثيرة.
 مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ❶

سند کے تیسرے راوی صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ہیں، ان کا مقام و مرتبہ
 حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بڑھ کر ہے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے لئے تفسیر،
 فقہت، اور حکمت کی دعا خود جناب رسول اللہ ﷺ نے کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کے لئے
 بیت الخلاء گئے، جب آپ لوٹے تو باہر پانی کا ایک لوٹا رکھا ہوا تھا، اور اوپر سے ڈھانپا ہوا
 تھا، تو آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے
 عرض کیا کہ یہ میں نے رکھا ہے، (تو آپ اس حسن ادب اور خدمت سے خوش ہوئے
 تو) آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ سے تفسیر قرآن کا علم سکھا:

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المخرج
 ثم خرج فإذا تور مغطى فقال: من صنع هذا؟ قال عبد الله فقلت: أنا، فقال:
 اللهم علمه تأويل القرآن. ❷

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان عبد اللہ بن
 عباسؓ ہیں:

قال ابن مسعود: نعم ترجمان القرآن ابن عباس.

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷۶، ۷۷

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عباس، ج ۱ ص ۳۳

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطا فرما:

فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ①

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے مطہر اور پاکیزہ سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو اس کو حکمت کا علم عطا فرما:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ. ②

یہ تین دعائیں ہیں جو امام الانبیاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے کیں جن کی قبولیت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کی مجلس میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو شریک کیا کرتے تھے، حالانکہ اس وقت ان کی عمر کم تھی، صحیح بخاری میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے، دیکھئے: ③

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے علم کے معترف تھے، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے قرآن کریم کی اس آیت کا مطلب پوچھا:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا﴾ ④

تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اور وہ جو بتلائیں تو مجھے بھی اس سے آگاہ کرنا، یہ شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے

① صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم

الحديث: ۱۲۳ ② صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب ذکر ابن عباس، ج ۵

ص ۲۷، رقم الحديث: ۳۷۵۶ ③ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله فسبح

بحمد ربك، ج ۶ ص ۱۷۹، رقم الحديث: ۴۹۷۰ ④ الأنبياء: ۲۶

فرمایا کہ آسمان کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں برستی تھی، اور زمین کے بند ہونے سے مراد اس سے سبزہ نہیں اگتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور زمین سے سبزہ اگایا، اب یہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اور انہیں بتلایا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر قرآن پر جرات کرنے پر تعجب تھا مگر اب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ علم عطاء کیا گیا ہے۔ ①

امام مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کثرت علم کے سبب بحر (دریا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبَحْرَ لِكَثْرَةِ عِلْمِهِ. ②

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کو ان دو القابات سے یاد کیا:

الإمام البحر، عالم العصر.

حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحصیل علم کے لئے اپنا وقت حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا ہوا تھا، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اکثر یہ کہتے سنتا تھا کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں، لیکن اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کسی کو جواب دیئے بغیر نہیں جانے دیتے تھے (کثرت علم اور علوم شریعت پر عمیق دسترس کے سبب):

عن سليمان بن يسار قال كنت أقسم نفسي بين ابن عباس وابن عمر

فكنت أكثر ما أسمع بن عمر يقول: لا أدرى، وابن عباس لا يرد أحدا. ③

① الإتيان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

② الإتيان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج ۱ ص ۳۲

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان تفسیر، حدیث، فقہت، علم و حکمت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سند ”ابی حنیفہ عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس“ یہ اصح الاسانید اور سلسلۃ الذهب ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلہ سند فقہاءِ محدثین (جو فقہ و حدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخِ محدثین (جو صرف محدث ہوں) کے سلسلہ سند پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ محدث کبیر امام و کیج بن جراح رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۷ھ) سے پوچھا گیا کہ ان دوسندوں ”اعمش عن ابی وائل عن عبداللہ“ اور ”سفیان عن منصور عن علقمة عن عبداللہ“ میں کونسی سند آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللَّهِ، الْأَعْمَشُ شَيْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَيْخٌ، وَسُفْيَانُ فَقِيهٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِيهٌ، وَإِبْرَاهِيمُ فَقِيهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِيهٌ، وَحَدِيثٌ يَتَدَاوَلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوَلَهُ الشُّيُوخُ. ❶

سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہو سکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش شیخ (صرف محدث) ہیں، ابو وائل بھی شیخ ہیں، جبکہ ان کے بالمقابل سفیان ثوری رضی اللہ عنہ (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی بھی فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو فقہاءِ محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخِ محدثین روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاءِ کرام احادیث کا معنی زیادہ

جانتے ہیں:

الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ. ❷

❶ معرفۃ علوم الحدیث: النوع الاول، ج ۱ ص ۱۱ ❷ سنن الترمذی: ابواب الجنائز،

باب ماجاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحدیث: ۹۹۰

امام ابن ابوحاتم الرازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقہاء کرام کی احادیث مجھے زیادہ پسندیدہ ہیں شیوخ حدیث کی روایت سے:

① كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة.

أطراف أحاديث أبي حنيفة

اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کے معنی کونا اور کنارہ کے ہیں، مگر اصطلاحاً طرف سے مراد حدیث کا ابتدائی ٹکڑا ہے جس کے ذریعے سے بقیہ حدیث معلوم کی جاسکتی ہے، وہ کتب جن میں حدیث کے پہلے حصے کو ذکر کیا جاتا ہے اس سے پوری حدیث کی پہچان ہوتی ہے، آخر میں ان کتب کا حوالہ ہوتا ہے جن میں یہ حدیث ہو۔ یہ تصنیف حدیث کا ایک طریقہ ہے جس میں کسی حدیث کا ابتدائی حصہ بیان کرنے کے ساتھ اس کی تمام اسانید مجموعی طور پر یا مخصوص کتب کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں، یہ فن اس وقت وجود میں آیا جب چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی ہجری کے شروع میں تمام احادیث کی تدوین مکمل ہوگئی، اور اس کے بعد ان کی تلاش کا مسئلہ پیش آیا، اطراف کے حوالے سے متعدد کتابیں لکھی گئیں ہیں، مثلاً صحیحین کے اطراف پر امام ابو مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی ”أطراف الصحيحين“ صحاح ستہ کے اطراف پر امام ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۰۷ھ) کی ”أطراف الكتب الستة“ امام ابو الحجاج مزنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۳۲ھ) کی مشہور کتاب ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ اس میں صحاح ستہ کے علاوہ ”مراسیل أبي داؤد“ ترمذی کی شمائل اور ان کی علل صغیر اور امام نسائی کی ”عمل اليوم واللیلة“ اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث پر اطراف لکھے گئے، اور آپ سے مروی روایات کے اطراف کو جمع کیا گیا، امام محمد

بن طاہر مقدسی رضی اللہ عنہ جنہوں نے صحاح ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی جیسا کہ اوپر تذکرہ ہو اسی طرح انہوں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث پر اطراف لکھے، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا نام ”أطراف أحادیث أبي حنیفة“ ہے، چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام مقدسی رضی اللہ عنہ کی تصانیف میں دوسرے نام پر اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔^①

الأربعین من حدیث الإمام أبي حنیفة

اربعین چالیس احادیث کے مجموعے کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث، یا مختلف ابواب سے، یا مختلف اسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں، حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس باب میں علماء نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، بعض نے توحید اور صفات باری تعالیٰ سے متعلق، بعض نے احکامات سے متعلق، بعض نے عبادات سے متعلق، بعض نے مواعظ اور رقائق (دل کو نرم کرنے دینے والی احادیث) سے متعلق، اور بعض نے علوسند کی رعایت رکھتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کیا، پھر حاجی خلیفہ رضی اللہ عنہ نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث کے مجموعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، دیکھئے:^②

شارح مسلم امام نووی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سب سے پہلی تصنیف عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی ہے، پھر امام نووی رضی اللہ عنہ نے کبار محدثین کے اسماء گرامی ذکر کئے جنہوں نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کیں ہیں۔ اس موضوع

① ہدیة العارفین أسماء المؤلفین و آثار المصنفین: ترجمة: ابن القیسرانی محمد بن

طاہر بن علی المقدسی، ج ۲ ص ۸۲

② کشف الظنون: کتب الأربعینات فی الحدیث وغیرہ، ج ۱ ص ۱۰۳ تا ۱۱۰

پر مشہور و معروف، متداول و مقبول کتاب امام نووی کی ”الأربعون النووية“ جس میں آپ نے چالیس مستند احادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے۔^①

حاجی خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی اربعین پر لکھی گئی تمام شروحات کا تفصیلاً ذکر کیا، دیکھئے: ^②

اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ذخیرہ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے علیحدہ کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ان محدثین میں امام یوسف بن حسن بن عبد الہادی جنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۰۹ھ) جو ابن المبرد کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے ”الأربعین المختارة من حدیث الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔^③

اسی طرح دمشق کے عظیم محدث علامہ شمس الدین محمد بن علی المعروف امام ابن طولون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے، اس میں انہوں نے چالیس احادیث کو اپنے چالیس شیوخ سے روایت کیا ہے یعنی ہر شیخ سے ایک ایک حدیث، اور یہ چالیس احادیث چالیس مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں:

الأربعون حديثاً عن أربعين شيخاً في أربعين باباً من حدیث الإمام الأعظم أبي حنيفة. ^④

اسی طرح شیخ محمد ادریس نجراسی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الأربعین من مرویات نعمان سید المجتہدین“ کے نام سے آپ کی چالیس مرویات کو جمع کیا، اسی طرح شیخ حسن محمد بن

① الأربعون النووية: مقدمة، ص ۳۷ تا ۴۵ ② كشف الظنون: ج ۱ ص ۱۰۸، ۱۰۹

③ صلة الخلف لموصول السلف: حرف الهمزة، ج ۱ ص ۸۲ ④ فهرس الفهارس

والأثبات: ترجمة: ابن طولون شمس الدين محمد بن علي، ج ۱ ص ۲۷۳

شاہ محمد رضي الله عنه نے ”الأربعين“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔ ❶

عوالي الإمام أبي حنيفة

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو، سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس کے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واسطے کم ہوں گے، اور آپ سے قرب حاصل ہوگا، اور پھر آپ کے قرب سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

علامہ ابن صلاح رضي الله عنه (متوفی ۶۴۳ھ) علوسند کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

لأن قرب الإسناد قرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب

إليه قرب إلى الله عز وجل. ❷

علوسند سے جو قرب اسناد حاصل ہوتا ہے اس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہوتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے اللہ عزوجل کا قرب ملتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل جنبلی رضي الله عنه (متوفی ۶۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه

سے مروی عالی السند روایات کو ”عوالي الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے جمع کیا۔ علامہ شمس الدین ذہبی رضي الله عنه نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، المُحدِّث، الصَّادِق، الرَّحَّال، النَّقَّال، شَيْخُ المُحدِّثين، رَاوِيَةُ

الإِسْلَام، أَبُو الحَجَّاجِ شَمْسِ الدِّينِ الدَّمَشْقِيِّ.

امام ذہبی رضي الله عنه نے آگے ان کی تصانیف میں ”عوالي أبي حنيفة“ کہہ کر ان کی اس

تصنیف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ❸

❶ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۳۹ بحوالہ مسانید الإمام أبي حنيفة، ص ۱۶۵

❷ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵۷ ❸ سير أعلام

النبلأء: ترجمة: يوسف بن خليل أبو الحجاج الدمشقي، ج ۲۳ ص ۱۵۱، ۱۵۳

اندازہ کیجئے کہ اس قدر جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث جن کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ امام ذہبی جیسے ناقد محدث کے القابات سے ہوتا ہے، انہوں نے بھی امام صاحب کے عالی السند روایات کو جمع کیا ہے، اس سے آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ لگالیں۔

علامہ شمس الدین یوسف بن خلیل رضی اللہ عنہ کی یہ تصنیف شیخ خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ دار الفروغ دمشق سے ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء میں چھپ گئی ہے، اور اس کے ساتھ ابن عبد الہادی حنبلی رضی اللہ عنہ کی ”الأربعین المختارة من حدیث الإمام أبي حنيفة“ بھی چھپ گئی ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کے حنفی شیوخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رضی اللہ عنہ نے تفصیل کے ساتھ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے حنفی شیوخ کا ذکر کیا ہے، میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف ان کے نام ذکر کرتا ہوں اہل علم حضرات تفصیلاً دیکھنے کیلئے اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

عبداللہ بن مبارک، امام یحییٰ بن قطان، امام معلیٰ بن منصور، امام ابو عاصم النبیل، امام محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ الانصاری، امام مکی بن ابراہیم، امام حسن بن ابراہیم، امام عمر بن حفص بن غیاث، فضیل بن عیاض، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین، امام وکیع بن جراح، امام یحییٰ بن اشم، امام یحییٰ بن صالح، امام یوسف بن بہلول، امام عبداللہ بن داود الخریبی، ابراہیم بن طہمان، امام جریر بن عبد الحمید بن قرط، امام حسن بن صالح، امام حفص بن غیاث، امام داود بن رشید، زائدہ بن قدامہ، امام زکریا بن ابی زائدہ، امام زہیر بن معاویہ، محمد بن فضیل، امام مغیرہ بن مقسم، امام یزید بن ہارون رضی اللہ عنہ۔^①

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ”الوردة الحاضرة

① لامع الدراری شرح صحیح البخاری: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷، ۱۸.

في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث العلماء الأحناف في الجامع الصحيح للإمام البخاري“ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ اور ائمہ احناف سے جو روایات مروی ہیں انہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

ہر ایک امام کے مختصر حالات اور صحیح بخاری میں ان سے مروی تمام روایات کی نشاندہی کی ہے، کتاب کا تحقیقی و تدقیقی معیار نہایت بلند ہے، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

صحیح بخاری میں کوئی روایات

ہم نے بخاری شریف کے رُوَاة کا جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ بخاری شریف کے راویوں میں سب سے زیادہ تعداد جس شہر کے راویوں کی ہے وہ کوفہ ہی ہے، راقم الحروف نے کوفہ کے راویوں کو شمار کرنا شروع کیا تو بخاری شریف میں کوفہ کے رُوَاة کی تعداد تین سو سے زائد ملی، اگر کتاب کی ضخامت کے زائد ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان کے نام ہدیہ ناظرین کرتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں جس قدر صحابہ کرام سے روایات منقول ہو کر آئی ہیں ان صحابہ میں سے صرف وہ صحابہ جو خاص کوفہ میں آ کر جاگزیں ہو گئے تھے ان کے نام درج کر دیے جائیں، یاد رہے کہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بترتیب حروف تہجی ان تمام صحابہ کرام کے نام ”هدی الساري في مقدمة فتح الباري“ میں درج کر دیے ہیں جن سے بخاری شریف میں روایات لی گئی ہیں:

- ۱... حضرت اشعث بن قیس الکندی - ۲... حضرت عدی بن حاتم - ۳... حضرت اہبان بن اوس الأسلمی - ۴... حضرت عقبہ بن عمرو - ۵... حضرت بریدہ بن الحصیب - ۶... حضرت علی بن ابی طالب - ۷... حضرت جابر بن سمہ - ۸... حضرت عمران بن الحصین - ۹... حضرت جریر بن عبد اللہ - ۱۰... حضرت عمرو بن حریث - ۱۱... حضرت جناب بن عبد اللہ - ۱۲... حضرت

مرداس بن مالک - ۱۳... حضرت حارثہ بن وہب - ۱۴... حضرت مسیب بن حزن - ۱۵...
 حضرت حذیفہ بن الیمان - ۱۶... حضرت معن بن یزید - ۱۷... حضرت خباب بن الارت -
 ۱۸... حضرت مغیرہ بن شعبہ - ۱۹... حضرت زید بن الارقم - ۲۰... حضرت نعمان بن بشیر - ۲۱...
 حضرت سلیمان بن مرد - ۲۲... حضرت نعمان بن مقرن - ۲۳... حضرت سمرہ بن جنادہ - ۲۴...
 حضرت نفع بن الحارث - ۲۵... حضرت سنین ابو جمیلہ - ۲۶... حضرت وہب بن عبد اللہ -
 ۲۷... حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی - ۲۸... حضرت عبد اللہ بن یزید - ۲۹... حضرت عبد الرحمن
 بن ابزی رضی اللہ عنہم۔

یہ اُن کوئی صحابہ کرام کے اسماء گرامی ہیں جن کے حوالے سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے
 بخاری شریف میں ارشادات نبوی نقل کیے ہیں۔ ❶

صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم کے شاگرد ہیں
 امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایہ فخر ”صحیح البخاری“ میں موجود بائیس ثلاثی روایات
 ہیں، لیکن یاد رہے کہ ان میں سے اکیس روایات کے راوی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد
 ہیں۔ ثلاثیات بخاری کے وہ چار روات جن سے اکیس روایات مروی ہیں جو امام
 بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، درج ذیل اصحاب ہیں۔

۱.... امام مکی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دس محدثین تلامذہ کے تعارف میں امام مزی، امام ذہبی، حافظ ابن
 حجر، علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہم کے حوالے سے یہ بات باحوالہ تفصیلاً گزر گئی ہے کہ یہ امام
 ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید ہیں۔

۲.... امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۲ھ)

ان کا نام ضحاک بن مخلد، کنیت ابو عاصم اور لقب نبیل تھا، نبیل کے معنی معزز کے ہیں، ان سے چھ ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید ہیں۔

علامہ صیری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے امام ضحاک بن مخلد ابو عاصم نبیل رضی اللہ عنہ بھی ہیں:

وَمِنْ أَصْحَابِ الْإِمَامِ الضَّحَّاكِ بْنِ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ. ①

حافظ امیر ابن ماکولا رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۵ھ) امام ابو عاصم رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمع جعفر بن محمد وأبا حنيفة وابن جريح، وغيرهم وكان ثقة. ②

انہوں نے امام جعفر بن محمد، امام ابو حنیفہ، امام ابن جریج رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین سے حدیث کی سماعت کی تھی، اور یہ ثقہ محدث تھے۔

امام ابو الحجاج مزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ابو عاصم نبیل رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آپ

کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ③

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے (متوفی ۷۴۸ھ) امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ

میں امام ابو عاصم النبیل رضی اللہ عنہ کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ④

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابو عاصم النبیل رضی اللہ عنہ امام

① الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: ضحاک بن مخلد، ج ۱ ص ۲۶۳

② الإكمال فی رفع الاریاب عن المؤلف والمختلف: حرف النون، باب نبتل ونبیل

ونبیل، ج ۷ ص ۲۵۴ ③ تهذیب الکیمال فی أسماء الرجال: ترجمة: الضحاک بن

مخلد، ج ۱۳ ص ۲۸۳ ④ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۳۹

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عاصم نبیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل اور سب سے بڑے شیوخ میں سے تھے:

وَهُوَ أَجَلُ شُيُوخِهِ وَأَكْبَرُهُمْ. ①

۳..... امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ)

ان سے تین ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل شیوخ میں سے تھے، اور امام صاحب کے شاگرد رشید تھے۔

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ②

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۲۸ھ) نے امام صاحب کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام محمد بن عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ③

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں دوسرے نمبر پر آپ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ④

معلوم ہوا کہ جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اجل اساتذہ میں سے ہیں وہ امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۴..... امام خلاد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام خلاد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ثلاثی روایت مروی ہے، آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عاصم ضحاک بن مخلد، ج ۹ ص ۴۸۱

② تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۱

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۳

④ تہذیب التہذیب: ترجمة: محمد بن اسماعیل، ج ۹ ص ۴۷

اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام خلد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سب سے پہلے نمبر پر امام بخاری رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❶

معلوم ہوا کہ یہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اجل شیوخ میں سے ہیں، امام خلد رضی اللہ عنہ کو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے، چنانچہ امام ابن بزار رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے نام کو ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: ❸

یہ چاروں محدثین حضرات امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کی اکیس (۲۱) ثلاثیات کو روایت کیا ہے، باقی صرف ایک روایت رہ جاتی ہے جو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عصام بن خالد رضی اللہ عنہ سے لی ہے، معلوم ہوا کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کو دیگر ائمہ صحاح ستہ پر ثلاثیات کے سلسلے میں جو برتری حاصل ہے وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خصوصی تلامذہ کے مرہونِ منت ہے۔

صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات

امام مکی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات

..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم کے اندر اپنا ٹھکانہ تیار رکھے:

❶ میزان الاعتدال: ترجمة: خلد بن يحيى، ج ۱ ص ۶۵۷ / سير أعلام النبلاء: ترجمة:

خلد بن يحيى، ج ۱ ص ۱۶۳ ❷ مناقب أبي حنيفة للکردري، ج ۲ ص ۲۱۹ ❸ عقود

الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الخامس؛ ص ۱۱۰

مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ❶

۲.... حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی دیوار منبر کے اتنا قریب تھی کہ جس میں بکری نہ گزر سکتی تھی:

كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتْ الشَّاةُ تَجُوزُهَا. ❷

۳.... حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آکر ستون کے پاس نماز پڑھتا جو مصحف کے پاس ہے، میں نے عرض کیا: اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس خاصی طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلْمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَأَيْكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا. ❸

۴... حضرت یزید بن ابی عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج پردے میں ہو جاتا:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ

بِالْحِجَابِ. ❹

❶ صحیح بخاری: کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱ ص ۳۳، رقم

الحديث: ۱۰۹ ❷ صحیح بخاری: کتاب الصلاة، باب قدر کم ینبغی أن تكون بین

المصلي والسترة، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحديث: ۴۹۷ ❸ صحیح بخاری: کتاب الصلاة،

باب الصلوة إلى الاسطوانة، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحديث: ۵۰۲ ❹ صحیح بخاری:

کتاب مواقیب الصلوة، باب وقت المغرب، ج ۱ ص ۱۱۷، رقم الحديث: ۵۶۱

۵..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس نے جو کچھ کھالیا ہے تو وہ باقی دن کا روزہ رکھے (یعنی بقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارے) اور جس نے کچھ نہیں کھایا وہ (آج) روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ: أَنْ أَدِّنَ فِي النَّاسِ، أَنْ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ. ①

۶..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ عرض کیا: نہیں، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اور صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (چھوڑے ہیں) سو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (قرض ہیں) فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو، (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کا قرض میں ادا کروں گا، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھائی:

① صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ج ۳ ص ۴۴، رقم

كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَى بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: ثَلَاثَةٌ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أَتَى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: ثَلَاثَةٌ دَنَانِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى دِينِهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ❶

..... حضرت سلمہ بن اکوع رضي الله عنه روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر لی، پھر میں ایک درخت کے سائے میں چلا گیا جب رش کم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا دوبارہ سہی، سو میں نے دوسری دفعہ بھی بیعت کر لی، تو (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! آپ حضرات نے اس روز کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا موت پر:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلَا تَبَايِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَأَيْضًا فَبَايَعْتَهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَيَّ أَيْ شَيْءٍ كُنْتُمْ تَبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَيَّ الْمَوْتِ. ❷

❶ صحیح بخاری: کتاب الحوالات، باب إن أحال دين الميت على رجل جاز، ج ۳، ص ۹۴، رقم الحدیث: ۲۲۸۹ ❷ صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسير، باب البيعة في الحرب أن لا يفروا، ج ۳، ص ۵۰، رقم الحدیث: ۲۹۶۰

۸..... حضرت یزید بن ابی عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ

کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا: اے ابو مسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوہ خیبر میں آیا تھا، لوگ تو یہ کہنے لگے تھے سلمہ کا آخری وقت آپہنچا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، سو آپ ﷺ نے اس (زخم) پر تین مرتبہ دم کیا تو مجھے اب تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی:

رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلْمَةَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟
فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلْمَةُ، فَأَتَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَفَفْتُ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى
السَّاعَةِ. ①

۹..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہم آپ ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر

کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے عامر! کیا آپ ہمیں اپنے اشعار نہیں سنائیں گے؟ چنانچہ انہوں نے اشعار سنائے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ہانکتے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان سے اور فائدہ اٹھالینے دیتے، سو اسی رات کی صبح کو وہ موت کی آغوش میں چلے گئے، تو لوگوں نے کہا اس کے عمل ضائع ہو گئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے عمل ضائع ہو گئے ہیں، سو میں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے یہ کہا غلط کہا ہے اس کے لئے تو دو گنا

اجر ہے وہ مشقت اٹھانے والا مجاہد ہے اس کے قتل سے بہتر کس کی موت ہے:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرٌ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ، فَحَدَا بِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرٌ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ، فَأَصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ. ①

۱۰..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے جنگل کی طرف چلا، پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا، میں نے کہا: تو ہلاک ہو تو یہاں کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنی پکڑی گئی ہے، میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہے؟ اس نے جواب دیا: قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی لے گئے ہیں۔ پھر میں نے تین مرتبہ ”یا صاحبہ“ کے الفاظ کے ساتھ اس زور سے چلایا کہ مدینہ منورہ کے ہر گوشہ میں رہنے والے سن لیں، پھر میں نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ ان لوگوں کو تک جا پہنچا۔

سو میں نے ان کی جانب تیر پھینکنے لگا اور ساتھ یہ کہنے لگا: ”میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کینوں کی ہلاکت کا دن ہے“ تو میں نے ان کے پانی پینے سے پہلے ہی ان سے اونٹنی چھین لی، میں اسے لے کر واپس لوٹا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری ملاقات ہوگئی، میں نے

① صحیح بخاری : کتاب الدیات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دية له، ج ۹ ص ۷، رقم

عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے ہی جلدی سے ان سے اونٹنی چھین لایا، ان کے پیچھے کسی کو روانہ کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اکوع! تم مالک ہو گئے ہو اب نرمی کرو، ان کی مہمانی اپنی قوم میں ہو رہی ہوگی:

خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَنِيَّةِ الْغَابَةِ، لَقِينِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيْحَكَ مَا بَكَ؟ قَالَ: أَخَذْتُ لِقَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطْفَانُ، وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ، وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أُرْمِيهِمْ، وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسْوَقَهَا، فَلَقِينِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سِقْيِهِمْ، فَأَبَعْتُ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ: مَلَكَتْ، فَأَسْجِحْ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرُونَ فِي قَوْمِهِمْ. ①

۱۱..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس روز خیبر فتح ہوا اس شام

لوگوں نے آگ جلائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے یہ آگ کیا چیز پکانے کے لئے جلائی ہے؟ مجاہدین نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ہانڈیوں میں ہے اسے الٹ دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ہم گوشت کو الٹ دیں اور ہانڈیوں کو دھونڈ لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چلو یونہی کر لو:

لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ، أَوْقَدُوا النَّيرَانَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

① صحیح بخاری: کتاب الجهاد والسير، باب من رأى العدو فنأدى بأعلى صوته،

وَسَلَّمَ: عَلَامَ أَوْ قَدْتُمْ هَذِهِ النَّيْرَانَ؟ قَالُوا: لَحُومُ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ،
قَالَ: أَهْرِيْقُوا مَا فِيهَا، وَاكْسِرُوا أَقْدُورَهَا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: نُهْرِيْقُ
مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ ذَاكَ. ❶

امام ابو عاصم النبیل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ ثلاثی روایات

۱۲..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو

عاشورہ کے روز لوگوں میں منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا وہ روزہ پورا
کرے یا اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھالیا وہ نہ کھائے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ

إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلَيْتَمَّ أَوْ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ. ❶

۱۳..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس

میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز (جنازہ) پڑھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی،

پھر دوسرے جنازہ لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض

کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ساتھی پر نماز پڑھو، حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے عرض

کیا: یا رسول اللہ! اس کا قرض میں ادا کروں گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ

عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ ، قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ

❶ صحیح بخاری: کتاب الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ج ۷ ص ۹۰،

رقم الحديث: ۵۳۹۷ ❷ صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار

مِنْ دَيْنٍ؟ ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: صَلُّوا عَلَيَّ صَاحِبِكُمْ ، قَالَ: أَبُو قَتَادَةَ عَلَيَّ دَيْنُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ①

۱۳..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے خیبر کے روز آگ جلتی ہوئی دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں جلانی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت (پکانے کے لئے) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور اسے بہا دو، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم ایسا نہ کریں کہ اسے الٹ دیں اور ہانڈیاں دھولیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں دھولو:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تُوَقَّدُ يَوْمَ حَيْبَرَ، قَالَ: عَلَيَّ مَا تُوَقَّدُ هَذِهِ النَّيْرَانُ؟ قَالُوا عَلَيَّ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ: اكْسِرُوهَا، وَأَهْرِقُوهَا، قَالُوا: أَلَا نَهْرِيقُهَا، وَنَغْسِلُهَا، قَالَ: اغْسِلُوهَا. ②

۱۵..... حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سات غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس غزوہ میں بھی شریک تھا جس میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ہمارا امیر بنایا تھا:

غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. ③

۱۶..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہیے،

① صحیح بخاری: کتاب الحوالات، باب من تكفل عن ميت دينا، ج ۳ ص ۹۶، رقم

الحديث: ۲۲۹۵ ② صحیح بخاری: کتاب المظالم والغصب، باب هل تكسر الدنان

اللتی فیها الخمر، ج ۳ ص ۱۳۶، رقم الحديث: ۲۳۷۷ ③ صحیح بخاری: کتاب

المغازي، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد، ج ۵ ص ۱۳۳، رقم الحديث: ۳۲۷۲

جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کر لو کیونکہ وہ سال تنگی کا تھا تو میں نے چاہا کہ تم اس (تنگی) میں ایک دوسرے کی مدد کرو:

مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُضْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةِ وَبَقِيَّ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفَعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: كُلُّوا وَأَطِعْمُوا وَأَذْخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا. ①

۱۷..... حضرت یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے درخت کے نیچے بیعت کی، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں، فرمایا: دوبارہ کر لو:

بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ لِي: يَا سَلْمَةُ أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِي. ②

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی

تین ثلاثی روایات

۱۸..... حضرت حمید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں روایت بیان

فرمائی کہ حضرت ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے، تو انہوں

① صحیح بخاری: کتاب الأضاحی، باب مایؤکل من لحوم الأضاحی، ج ۷ ص ۱۰۳،

رقم الحدیث: ۵۵۲۹ ② صحیح بخاری: کتاب الأحکام، باب من بايع مرتین، ج ۹

نے دیت کا مطالبہ کیا، یہ معافی کے خواستگار ہوئے، تو انہوں نے انکار کر دیا، سو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا: حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیع کے سامنے کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا کہتی ہے (اس پر حضرت انس خاموش ہو گئے) سو بعد میں وہ لوگ جنہوں نے قصاص کا تقاضہ کیا تھا، راضی ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دیتا ہے، فزاری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ لوگ دیت لینے پر رضامند ہو گئے:

أَنَّ الرَّبِيعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْضَ، وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا، فَأَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسِرُ ثَنِيَّةَ الرَّبِيعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا تُكْسِرُ ثَنِيَّتَهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَّوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَهُ، زَادَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ. ①

۱۹..... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی

کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے:

① صحیح بخاری: کتاب الصلح، باب الصلح في الدية، ج ۳ ص ۱۸۶، رقم

أَنَّ أُنْسًا، حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كِتَابُ اللَّهِ

الْقِصَاصُ. ❶

۲۰..... حضرت حمید بن عیسیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو بھانچہ مارا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا:

أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَيْهَا، فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. ❷

امام خلاد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک

ثلاثی روایت

۲۱.... حضرت عیسیٰ بن طہمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

سے سنا: پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی، اور ان کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت کھلایا تھا، اور یہ آپ ﷺ کی باقی ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا
وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفُخِّرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ

تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ❸

❶ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص،

ج ۶ ص ۲۴، رقم الحدیث: ۴۴۹۹ ❷ صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب السن

بالسن، ج ۹ ص ۸، رقم الحدیث: ۲۸۹۴ ❸ صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب

وکان عرشه علی الماء، ج ۹ ص ۱۶۵، رقم الحدیث: ۷۴۲۱

امام عصام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے مروی ایک

ثلاثی روایت

۲۲..... حضرت حریز بن عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کی نظر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹھوڑی مبارک کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے:

أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرِ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عُنُقَيْهِ شَعْرَاتٌ بَيْضٌ. ①

بارہ (۱۲) طرق جس میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

اس میں ایسے دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر شیوخ الحدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں سے ہیں، اس ناقابل تردید حقیقت کی وجہ سے ہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ائمہ فقہ کے علاوہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی امام قرار پاتے ہیں۔ زیر نظر باب میں ان چیدہ طرق کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی رو سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے یا پڑپوتے شاگرد کہلاتے ہیں۔

..... ۱. الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم

عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شاگرد ہیں اپنے والد اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کے، یہ شاگرد ہیں عبد

اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے، یہ شاگرد ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد کا اسم گرامی اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔
اہم امر یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے دو شیوخ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام حماد بن زید رحمہ اللہ ہیں۔ اور یہ دونوں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، ان دونوں طرق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے پڑپوتے شاگرد ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن حماد بن زيد وابن المبارك. ①

اسماعیل بن ابراہیم نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک (دونوں) سے روایت کیا ہے۔
امام قسطلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:
إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة قسمع من مالك وحماد بن زيد

وصحب ابن المبارك. ②

اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے امام مالک اور حماد بن زید سے سماع کیا ہے جب کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مصاحبت میں رہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم، امام حماد بن زید اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ ان دونوں کے شیخ ہیں۔ اس امر پر محدثین اور ائمہ اہل الرجال کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی کتاب "التاریخ الکبیر" میں امام اعظم رحمہ اللہ

① تہذیب التہذیب: ترجمہ: اسماعیل بن ابراہیم المغیرة، ج ۱ ص ۲۷۳

② إرشاد الساری شرح صحیح البخاری: ترجمہ: اسماعیل بن ابراہیم، ج ۱ ص ۳۱

کے تعارف میں لکھتے ہیں:

نعمان بن ثابت أبو حنیفة الكوفي: روى عنه: ابن المبارک. ①
 امام علی بن مدینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں:
 أبو حنیفة: روى عنه الثوري وابن المبارک وحماد بن زيد. ②
 ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک اور حماد بن زید نے روایت کیا ہے۔
 ان کے علاوہ امام ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۴۷ھ) نے ”الجرح والتعديل“
 (۲۳۹/۸)، خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”تاریخ بغداد“ (۳۲۴/۱۳)،
 علامہ صمیری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے ”أخبار أبي حنیفة وأصحابه“ (ص ۱۲۵)،
 امام مزنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے ”تهذيب الكمال“ (۲۴۰/۲۹)، امام ذہبی رضی اللہ عنہ
 (متوفی ۴۸۸ھ) نے ”سير أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) اور امام سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی
 ۹۱۱ھ) نے ”تبیض الصحیفة“ (ص ۷۸) میں تصریح کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن
 مبارک رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

۲..... الإمام البخاري عن مكّي بن إبراهيم عن الإمام

الأعظم

امام بخاری شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم کے، اور یہ شاگرد ہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے۔
 اس طریق سے امام بخاری رضی اللہ عنہ امام مکی بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطے سے
 امام اعظم رضی اللہ عنہ کے صرف ایک واسطے سے شاگرد ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم وہ خوش قسمت فرد
 ہیں جو امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات میں سے گیارہ (۱۱) کے راوی ہیں۔

① التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنیفة الكوفي، ج ۸ ص ۸۱

② جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله، ج ۱ ص ۱۰۸۲

امام مزنیؒ نے ”تہذیب الکمال“ (۳۲۱/۲۹)، امام ذہبیؒ نے ”سیر اعلام النبلاء“ (۳۹۴/۶) اور امام سیوطیؒ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب ابي حنیفة“ (ص ۹۲) میں بیان کیا ہے کہ امام مکی بن ابراہیمؒ امام ابوحنیفہؒ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

امام ذہبیؒ (متوفی ۴۸۷ھ) مکی بن ابراہیمؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدث عن جعفر الصادق وأبي حنیفة، و عنہ البخاری وأحمد. ❶
مکی بن ابراہیم نے امام جعفر الصادق اور ابوحنیفہ سے حدیث روایت کی ہے اور امام بخاری اور امام احمد نے ان سے روایت کی ہے۔

امام ذہبیؒ امام بخاریؒ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع ببلخ من مکی بن ابراہیم. ❷

امام بخاری نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے سماع کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاریؒ شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیمؒ کے، اور آپ شاگرد ہیں امام اعظمؒ کے۔

۳..... الإمام البخاری عن الضحاک بن مخلد عن الإمام الأعظم

امام بخاریؒ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلدؒ (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطے سے امام اعظمؒ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام ابو عاصمؒ بھی ثلاثیات بخاری کے روایات میں سے ہیں اور آپ سے چھ (۶) روایات مروی ہیں۔

❶ تذکرة الحفاظ: ترجمة: مکی بن ابراہیم، ج ۱ ص ۲۶۸

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن ابراہیم، ج ۲ ص ۱۰۴

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل بصری رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اسے امام مزنی رضی اللہ عنہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۰)، امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور ”تذکرة الحفاظ“ (۱/۱۶۸) امام عسقلانی رضی اللہ عنہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۱۰/۴۰۱) اور امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب ابي حنیفة“ (ص ۷۷) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عاصم ضحاک رضی اللہ عنہ سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ تو ایک واسطہ سے امام بخاری رضی اللہ عنہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزنی، امام ذہبی اور امام عسقلانی رضی اللہ عنہم نے امام بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:
روی ابي عاصم الضحاک بن مخلد.

امام بخاری نے ابو عاصم ضحاک بن مخلد سے روایت کیا ہے۔ ①

۴..... الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن

الإمام الأعظم

امام بخاری امام ابو عبد اللہ الانصاری کے، اور یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

اس طریق سے امام بخاری رضی اللہ عنہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزنی رضی اللہ عنہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۱)، امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب ابي حنیفة“

① تہذیب الکمال: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲۴ ص ۴۳۲ / تذکرة

الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴ / تہذیب التہذیب:

ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۴۷

حنیفة“ (ص ۸۹) میں بیان کیا ہے کہ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انصاری امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ یہی امام ابو عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں اور ثلاثیات بخاری کے راوی بھی ہیں، اور ان سے صحیح بخاری میں تین (۳) ثلاثی روایات مروی ہیں۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالبصرة من محمد بن عبد الله الأنصاري. ①
امام بخاری نے بصرہ میں محمد بن عبد اللہ انصاری سے سماع کیا۔

۵... الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضی اللہ عنہ امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقرئ رضی اللہ عنہ (متونی ۲۱۳ھ) کے واسطے سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام اعظم کے شاگرد ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید مقرئ مکی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”التاریخ الكبير“ (۸/۸۱)، خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے ”تاریخ بغداد“ (۳۲۳/۱۳)، امام مزنی رضی اللہ عنہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۰)، امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۲/۳۹۳)، امام عسقلانی رضی اللہ عنہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۱۰/۴۰۱) اور امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے ”تبیض الصحیفة“ (ص ۷۹) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عبد الرحمن مقرئ رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بمكة من أبي عبد الرحمن المقرئ. ②

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

امام بخاری نے مکہ میں ابو عبد الرحمن مقرئ سے سماع کیا۔

۶... الإمام البخاري عن عبید اللہ بن موسی عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضي الله عنه امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ کوفی رضي الله عنه (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطے سے امام اعظم رضي الله عنه کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزنی رضي الله عنه نے ”تہذیب الکمال“ (۲۲۱/۲۹)، امام ذہبی رضي الله عنه نے ”سیر

أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) اور امام سیوطی رضي الله عنه نے ”تبیض الصحیفہ“

(ص ۸۳) میں بیان کیا ہے کہ امام اعظم رضي الله عنه امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی رضي الله عنه

کے شیخ ہیں۔ جب کہ امام عبید اللہ بن موسیٰ رضي الله عنه امام بخاری رضي الله عنه کے شیخ ہیں اور امام

بخاری رضي الله عنه نے ان سے روایت کیا ہے۔

امام ذہبی رضي الله عنه امام بخاری رضي الله عنه کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالكوفة من عبید اللہ بن موسیٰ. ①

امام بخاری نے کوفہ میں عبید اللہ بن موسیٰ سے سماع کیا۔

۷... الإمام البخاري عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضي الله عنه، امام ابو نعیم فضل بن دکین رضي الله عنه (متوفی ۲۱۸ھ) کے

واسطے سے امام اعظم رضي الله عنه کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رضي الله عنه نے ”الجرح والتعديل“ (۲۲۹/۸) امام مزنی رضي الله عنه نے

”تہذیب الکمال“ (۲۲۱/۲۹) اور امام ذہبی رضي الله عنه نے ”سیر أعلام النبلاء“

(۳۹۳/۶) میں بیان کیا ہے جس کے مطابق امام اعظم رضي الله عنه امام ابو نعیم فضل بن دکین رضي الله عنه کے شیخ

الکوفی رضي الله عنه کے شیخ ہیں۔ جبکہ امام فضل بن دکین رضي الله عنه امام بخاری رضي الله عنه کے شیخ ہیں اور امام

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ”صحیح بخاری“ میں ان سے براہ راست ایک سو پچاسی (۱۸۵) احادیث روایت کی ہیں۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

روى عنه البخاري. ①

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔

مذکورہ بالا طرق کی رو سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے دادا استاد اور امام بخاری آپ کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ اکابر محدثین علم الحدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے براہ راست اور بلا واسطہ شیوخ حدیث میں شامل ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

۸..... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن عبد الله

بن المبارك عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے، اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه ابن المبارك. ②

① تہذیب التہذیب: ترجمہ: الفضل بن دکین، ج ۸ ص ۲۷۰ / طبقات الحفاظ:

ترجمہ: الفضل بن دکین، ج ۱ ص ۱۶۳

② التاريخ الكبير: ترجمہ: نعمان بن ثابت أبوحنیفہ، ج ۸ ص ۸۱ / الجرح والتعديل:

ترجمہ: نعمان بن ثابت أبوحنیفہ، ج ۸ ص ۳۳۹

امام ابن مبارک نے امام ابوحنيفه سے روایت کیا ہے۔
جبکہ حضرت عبداللہ بن مبارک رضي الله عنه محدث کبير امام يحيى بن معين رضي الله عنه کے شیخ ہیں۔
امام مسلم رضي الله عنه فرماتے ہیں:

أبوزكريا يحيى بن معين سمع عبد الله بن المبارك. ❶
ابوزكريا يحيى بن معين نے عبداللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔
حافظ ابن حجر رضي الله عنه نے يحيى بن معين رضي الله عنه کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن عبد الله بن المبارك. ❷

انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رضي الله عنه نے امام يحيى بن معين رضي الله عنه سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام
عسقلانی رضي الله عنه نے امام يحيى بن معين رضي الله عنه کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري. ❸

امام بخاری نے يحيى بن معين سے روایت کیا ہے۔

۹..... الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسى عن يزيد

بن زريع عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضي الله عنه امام ابراہیم بن موسی رضي الله عنه (متوفی ۲۲۰ھ) کے شاگرد
ہیں، اور آپ یزید بن زریع رضي الله عنه (متوفی ۱۸۲ھ) کے، اور یزید بن زریع رضي الله عنه علم حدیث

❶ الكنى والأسماء: حرف الزاء، ص ۳۳۷، رقم الترجمة: ۱۲۱۲

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۱۱ ص ۲۸۰

❸ تهذيب الكمال: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۳۱ ص ۵۲۶/تهذيب

التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱۱ ص ۲۸۱

میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزنی اور عسقلانی جنت نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنہ یزید بن زریع. ①

امام یزید بن زریع نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام یزید بن زریع سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زاذان فراء

تمیمی رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ ان سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن یزید بن زریع، وعن البخاری. ②

ابراہیم بن موسیٰ نے امام یزید بن زریع سے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری نے ان سے

روایت کیا۔

۱۰..... الإمام البخاری عن عمرو بن زرارة عن هشيم

بن بشير عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضی اللہ عنہ امام عمرو بن زرارة (متوفی ۲۳۸ھ) کے شاگرد ہیں،

اور آپ هشیم بن بشیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ علم حدیث میں امام

اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری، امام ابن ابی حاتم اور امام مزنی نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

① تہذیب الکمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹، ص ۳۲۱/تہذیب التہذیب:

ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۳۳۹

② تہذیب التہذیب: ترجمة: ابراهيم بن موسى بن يزيد، ج ۱ ص ۱۷۰/طبقات

الحفاظ: ترجمة: ابراهيم بن موسى بن يزيد، ج ۱ ص ۱۹۹

روى عنه هشيم بن بشير. ❶

ہشیم بن بشیر نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زرارہ نیشاپوری رضي الله عنه نے حدیث کی سماعت کی ہے۔

امام مسلم رضي الله عنه، عمرو بن زرارہ رضي الله عنه کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو محمد عمرو بن زرارة النيسابوري: سمع هشيمًا. ❷

ابو محمد بن عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔

جبکہ امام بخاری نے امام عمرو بن زرارہ رضي الله عنه سے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام ذہبی رضي الله عنه امام عمرو بن زرارہ رضي الله عنه کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روى عنه البخاري. ❸

امام بخاری نے امام عمرو سے روایت کیا ہے۔

۱۱..... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن وكيع

بن الجراح عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضي الله عنه امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں،

آپ امام وکیع بن الجراح رضي الله عنه (متوفی ۱۹۷ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام وکیع رضي الله عنه علم

حدیث میں امام اعظم رضي الله عنه کے شاگرد ہیں۔

❶ التاريخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۸۱ / الجرح والتعديل:

ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنيفة، ج ۸ ص ۳۲۹ / تهذيب الكمال: ترجمة: نعمان بن

ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۱ ❷ الكنى والاسماء: حرف الميم، ج ۲ ص ۷۱، رقم: ۳۰۵۰

❸ تهذيب التهذيب: ترجمة: عمرو بن زرارة، ج ۸ ص ۳۵ / الكاشف: ترجمة:

عمرو بن زرارة، ج ۲ ص ۷۷

امام بخاری رضى الله عنه نے ”التاریخ الکبیر“ (۸۱/۸) اور امام ابن ابی حاتم رضى الله عنه نے ”الجرح والتعدیل“ (۴۴۹/۸) میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضى الله عنه سے وکیع بن الجراح رضى الله عنه نے روایت کیا ہے۔ امام وکیع بن الجراح رضى الله عنه محدث کبیر امام یحییٰ بن معین رضى الله عنه کے شیخ ہیں۔

امام مزنی اور امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام یحییٰ بن معین رضى الله عنه کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن وکیع. ❶

انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام یحییٰ بن معین رضى الله عنه امام بخاری رضى الله عنه کے شیخ ہیں جس پر حوالہ جات آٹھویں ان میں بیان ہو چکے ہیں۔

..... الإمام البخاري عن محمود بن غيلان عن عبد

زاق بن همام عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رضى الله عنه امام محمود بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) کے شاگرد ہیں،

اور آپ امام عبدالرزاق بن ہمام رضى الله عنه (متوفی ۲۱۱ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام ابن ہمام رضى الله عنه علم حدیث میں امام اعظم رضى الله عنه کے شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اجل محدثین نے امام اعظم رضى الله عنه

کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روى عند عبد الرزاق. ❷

❶ تہذیب الکمال: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۳۱ ص ۵۴۵/تہذیب

التہذیب: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۱۱ ص ۲۸۱ ❷ الجرح والتعدیل:

النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۴۴۹/سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: أبو حنیفة النعمان بن

ثابت، ج ۶ ص ۳۹۳/طبقات الحفاظ: ترجمہ: أبو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

امام عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام مزنی اور عسقلانی نے امام عبدالرزاق بن ہمام رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ ان سے امام محمود بن غیلان رضی اللہ عنہ سے روایت مروزی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

روى عنه محمود بن غيلان المروزي. ①

امام محمود بن غیلان مروزی نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري. ②

امام بخاری نے محمود بن غیلان سے روایت کیا۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بارہ (۱۲) واسطوں کے ذریعے سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے دادا اور پردادا استاد ہیں جبکہ امام بخاری رضی اللہ عنہ آپ کے پوتے اور پڑپوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اکابر محدثین بلا واسطہ یا بالواسطہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے حدیث میں شیخ ہیں، اور امام بخاری نے ”الجامع الصحیح“ میں سینکڑوں احادیث مبارکہ اپنے ان اجل شیوخ سے روایت کی ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔ لہذا ان طرق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ امام بخاری رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیوخ ہیں۔

① تہذیب الکمال: ترجمہ: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ج ۱۸، ص ۵۶ / تہذیب

التہذیب، ترجمہ: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ج ۶، ص ۳۱۱

② طبقات الحفاظ، ترجمہ: محمود بن غیلان المروزی، ج ۱، ص ۲۱۰

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت اور روایت

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت اور روایت دونوں ثابت ہے، امام صاحب کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنا تمام اکابر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، یاد رہے کہ تابعیت کے لئے محض روایت کافی ہے، تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ صحابی سے روایت نقل کرنا شرط ہے۔ بس ایمان کی حالت میں صحابی کے چہرہ انور کی زیارت کرنے والے شخص تابعی کہلائے گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی اور تابعی کے لئے بشارت محض روایت پر دی ہے، آپ نے اس کے لئے طول صحبت، سماع، لقاء کو شرط قرار نہیں دیا:

طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَآمَنَ بِي، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مِنْ رَأَى. ①

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۴۳ھ) امام نووی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ) علامہ عراقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۰۶ھ) اور اکثر محدثین کے نزدیک تابعیت کے لئے صرف روایت کافی ہے:

وَقِيلَ: هُوَ (مَنْ لَقِيَهُ) وَإِنْ لَمْ يَصْحَبْهُ كَمَا قِيلَ فِي الصَّحَابِيِّ، وَعَلَيْهِ الْحَاكِمُ. قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: وَهُوَ أَقْرَبُ. قَالَ الْمُصَنِّفُ: وَهُوَ الْأَظْهَرُ. قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. ②

کہا گیا ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اگرچہ اس کی صحبت سے مستفید نہ ہو، جیسا کہ صحابی کی تعریف میں کہا گیا ہے، یہی امام حاکم کی رائے ہے، علامہ ابن صلاح نے کہا کہ یہی زیادہ قریب ہے، مصنف (امام نووی) نے بھی اس کو

① تدریب الراوی: النوع الأربعون، معرفة التابعین، ج ۲ ص ۴۰۱

② تدریب الراوی: النوع الأربعون: معرفة التابعین، ج ۲ ص ۴۰۰

زیادہ ظاہر بتایا ہے، علامہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر محدثین کا اس پر عمل ہے۔

امام سیوطی رضی اللہ عنہ کی اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ اہل فن کے نزدیک تابعیت کے لئے مجرد روایت کافی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جمہور علماء اصول حدیث کے نزدیک مجرد لقاء اور روایت صحابی سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل کرنا شرط ہے:

ثم اعلم أن جمہور علماء أصول الحدیث علی أن الرجل بمجرد اللقی والرؤية للصحابی یصیر تابعیا ولا یشرط أن یصحبه مدة ولا أن ینقل عنه رواية. ❶

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور شرفِ تابعیت حاصل کرنا سب اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، جن میں خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبدالبر مالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ عبدالکریم بن محمد السمعانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۲ھ)، امام نووی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام یافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۶۸ھ)، علامہ ابن الوزیر الیمانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۴۰ھ)، حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ)، علامہ عینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۵ھ)، ملا علی قاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)، علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ان تمام نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حوالہ جات مع عربی عبارات کے ساتھ ماقبل میں بالتفصیل گزر چکے ہیں۔

❶ مجموعہ رسائل اللکھنوی: إقامة الحججة علی أن الإكثار فی التعبد لیس ببدعة،

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتداء کیسے ہوئی بندے کی ناقص معلومات کے مطابق سب سے پہلے امام صاحب کی روایت اور روایت کا انکار امام دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے کیا ہے، پھر اس کے بعد علامہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے کیا، امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۷ھ) کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے ”سؤالات حمزہ بن یوسف السہمی“ اس میں حمزہ سہمی رضی اللہ عنہ نے امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے روایات کے متعلق جو سوالات کئے اور آپ نے جو جوابات دیئے انہیں قلمبند کیا ہے۔ امام حمزہ سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سماع کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ کا صحابہ سے سماع کرنا ثابت ہے؟ تو آپ نے جواب دیا ہے کہ نہیں، نہ ہی روایت ثابت ہے، امام ابوحنیفہ صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملے:

سئل الدارقطني وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة يصح قال: لا ولا رؤية

ولم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. ❶

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد ابو عبدالرحمن محمد بن حسین سلمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۱۲ھ) کا بھی اسی موضوع پر رسالہ ہے، اس کا نام ”سؤالات السلمی للدارقطني“ ہے امام سلمی رضی اللہ عنہ نے بھی امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے مشائخ و روایات کے حالات کے متعلق سوالات کئے تھے، پھر آپ نے جوابات دیئے امام سلمی رضی اللہ عنہ نے اسے جمع کیا، جو اس وقت ایک رسالہ کی صورت میں موجود ہے، امام سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی سے۔

نیز ان کے بارے میں نہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی کی:
 وسألتہ: هل یصحُّ سماعُ أبي حنيفةَ عن أنسٍ؟ فقال: لا یصحُّ سماعُه عن
 أنسٍ ولا عن أحدٍ من الصحابةِ، ولا تصحُّ له رؤيةُ أنسٍ ولا رؤيةُ أحدٍ من
 الصحابةِ. ❶

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں تلامذہ نے جو آپ کا قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ
 آپ امام صاحب کے روایت اور روایت دونوں کے قائل نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:
 سئل أبو الحسن الدارقطني وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة عن أنس

یصح؟ قال: لا. ولا رؤيته، لم يلحق أبو حنيفة أحدًا من الصحابة. ❷

اب سوال یہ ہے کہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۳۰۶ھ میں ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی
 وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی وفات کے ایک سو چھپن (۱۵۶)
 سال بعد پیدا ہوئے، تو انہیں کیسے پتہ چلا کہ امام صاحب کی روایت اور روایت ثابت نہیں
 ہے، یہ امام صاحب کے ہم عصر بھی نہیں ہیں، نہ ہی آپ کے تلامذہ یا شیوخ میں سے
 ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے درمیان ۱۵۶ سال کا انقطاع ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے
 مدعی کے ثبوت میں امام صاحب کے ہم عصر یا آپ کے شیوخ یا تلامذہ یا متقدمین ائمہ جرح
 و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کرتے، حالانکہ آپ نے اپنی بات کے ثبوت میں کوئی قول
 نقل نہیں کیا۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حنفی روایات اور مذہب حنفیہ سے انہیں ایک گنا
 تعصب ہے، خصوصاً امام صاحب کے متعلق تو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے

❶ سؤالات السلمی للدارقطني: ص ۳۱۷، رقم: ۳۹۸

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت بن المغلس، ج ۴ ص ۴۲۹

تھے، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا:

لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ غَيْرُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ

وَهُمَا ضَعِيفَانِ. ①

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ پر جرح مبہم کی ہے کہ آپ ضعیف ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ بوجہ ضعف بھی ذکر کرتے، آخر آپ کیوں ضعیف ہیں؟ حالانکہ آپ کے بارے میں کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے تعدیل مفسر منقول ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزری ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین (امام بخاری، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما) اصحاب سنن اربعہ (امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم) ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی قول صحیح اور راجح ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان وأصحاب السنن الأربعة وإنه مذهب الجمهور وهو القول المنصور. ②

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعصبین میں سب سے پہلے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني وابن

عدي وغيرهما. ③

① سنن الدارقطنی: کتاب الصلوٰۃ، باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له

امام... الخ، ج ۲ ص ۱۰۷، رقم الحديث: ۱۲۳۳ ② الرفع والتكميل في الجرح

والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لا يقبل منهما، ص ۱۰۵

③ التعليق الممجد على مؤطا محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا ذکر متعصبین میں کیا ہے:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني. ①

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کو حنفیہ کے خلاف تعصب اور مذہب شافعی میں غیر معمولی غلو تھا، تعصب کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ مذہب شافعی کی تقویت کے لئے انہوں نے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے جہری نمازوں میں باواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق احادیث جمع کیں، جب یہ رسالہ مکمل ہوا تو بعض مالکی حضرات ان کے پاس آئے اور انہیں قسم دے کر پوچھا کہ کیا جو روایات تم نے نقل کیں ہیں یہ صحیح ہیں، جب احادیث کی صحت کے متعلق آپ سے استفسار ہوا تو امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے اعتراف کیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسکے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بھی صحیح صریح روایت میں ثابت نہیں ہے کہ آپ نے نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھی ہو، نہ ہی یہ صحاح (بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ) کی روایت سے، اور نہ ہی یہ سنن (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم) کی کسی روایت سے ثابت ہے، وہ تمام احادیث جن میں صراحئاً جہر کے ساتھ تسمیہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ تمام روایات ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی، جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں کوئی صحیح حدیث ہے؟ تو آپ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کوئی روایت ثابت نہیں، البتہ صحابہ سے (جو منقول ہے) اس میں بعض روایات صحیح ہیں اور بعض ضعیف ہیں:

لَكِنْ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا وَلَيْسَ فِي الصَّحَاحِ وَلَا السُّنَنِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ بِالْجَهْرِ وَالْأَحَادِيثُ الصَّرِيحَةُ بِالْجَهْرِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بَلْ مَوْضُوعَةٌ، وَهَذَا لَمَّا صَنَّفَ الدَّارِقُطَنِيُّ مُصَنَّفًا فِي ذَلِكَ قِيلَ لَهُ: هَلْ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَمِنْهُ ضَعِيفٌ. ①

علامہ جمال الدین زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے، اور کسی طرح وہ روایات صحیح ہو سکتی ہیں جب کہ صحاح (کے مصنفین) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا، اور نہ ہی مسانید (کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں) اور نہ ہی سنن مشہورہ (یعنی سنن اربعہ وغیرہم) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا ہے، ان روایات کے اندر کذاب، ضعیف اور مجاہیل راوی ہیں، جن کا تذکرہ نہ تاریخ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی جرح و تعدیل کی کتب میں ان کا کوئی ذکر ہے:

وَبِالْجُمْلَةِ، فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا لَيْسَ فِيهَا صَرِيحٌ صَحِيحٌ، بَلْ فِيهَا عَدَمُهُمَا أَوْ عَدَمُ أَحَدِهِمَا، وَكَيْفَ تَكُونُ صَحِيحَةً، وَلَيْسَتْ مُخْرَجَةً فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّحِيحِ، وَلَا الْمَسَانِيدِ وَلَا السُّنَنِ الْمَشْهُورَةِ؟ وَفِي رِوَايَتِهَا الْكُذَّابُونَ وَالضُّعَفَاءُ وَالْمَجَاهِيلُ الَّذِينَ لَا يُوجَدُونَ فِي التَّوَارِيخِ وَلَا فِي كُتُبِ الْجَرَحِ وَالتَّعْدِيلِ. ②

امام زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ بالا واقعہ اور ان کے اعتراف کو نقل

کیا ہے:

① مجموع الفتاوی: باب صفة الصلوة، ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲

ص ۲۷۵، ۲۷۶ ② نصب الراية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۵

وَقَدْ حَكَى لَنَا مَشَايخُنَا أَنَّ الدَّارَ قُطَيْبِي لَمَّا وَرَدَ مِصْرَ سَأَلَهُ بَعْضُ أَهْلِهَا
تَصْنِيفَ شَيْءٍ فِي الْجَهْرِ، فَصَنَّفَ فِيهِ جُزْئًا، فَأَتَاهُ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ، فَأَقْسَمَ
عَلَيْهِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالصَّحِيحِ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: كُلُّ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ: فَمِنْهُ
صَحِيحٌ وَضَعِيفٌ. ❶

نوٹ: امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کی جرح کے متعلق مزید تفصیل اس عنوان کے تحت دیکھیں
”امام دارقطنی کی جرح اور اس کا جواب“ تھوڑی دیر کے لئے سوچیں اگر اسی طرح کی کوئی
کتاب حنفی لکھ دیتا تو ممکن تھا کہ اسے دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیا جاتا۔

فائدہ: امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے ”تبیيض الصحيفة“ میں جو امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے حوالے
سے نقل کیا ہے وہ روایت کے قائل ہیں یہ ان کا تسامح ہے، بعد والوں نے پھر امام سیوطی رضی اللہ عنہ
کے حوالے سے اسے نقل کیا، امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے دو تلامذہ اور خطیب بغدادی کے حوالے
سے بات گزر گئی کہ وہ روایت اور روایت دونوں کے قائل نہیں۔

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کی بعد خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے امام صاحب کی روایت کا انکار کیا،
ان کے پیش نظر بھی امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا کلام تھا جیسا کہ ماقبل میں ”تاریخ بغداد“ کے
حوالے سے گزرا ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ ”طلب العلم فريضة على كل
مسلم“ کو بسند روایت کرنے کے بعد جس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے سماع مذکور ہے، اور ”سمعت“ کہہ کر صراحتاً اسے ذکر کیا ہے، اس کے متعلق خطیب
بغدادی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

وَلَا يَثْبُتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. ❷

❶ نصب الراية: باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت، ج ۳ ص ۴۲۹

امام ابوحنیفہ کا حضرت انس بن مالک سے سماع ثابت نہیں ہے۔

انہوں نے آگے دلیل میں وہی امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا کلام نقل کیا ہے، اس کے علاوہ آپ کی روایت کے عدم ثبوت پر کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کیا ہے، جب کہ ثبوت روایت پر فن جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۴۳ھ) کا قول موجود ہے۔ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ۳۹۲ھ میں ہوئی، جبکہ امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا، اب ان کے درمیان دو سو بیالیس (۲۴۲) سال کا فاصلہ ہوا، تو آخر کس واسطے سے انہیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ آپ کا سماع ثابت نہیں ہے، علمی دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت پر متقدمین میں سے یا امام صاحب کے ہم عصر علماء میں سے کسی کا قول نقل کیا جاتا۔ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں، امام صاحب کے ترجمہ میں انہوں نے لکھا: ”رأى أنس بن مالك“ البتہ روایت کے قائل نہیں ہیں، اب بعد میں جو بھی آئے وہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ اور خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے کلام کو بغیر تحقیق کے نقل کرتے چلے گئے، یوں ایک غلط بات مشہور ہو گئی۔

علامہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے قائل ہیں، جیسے کہ انہوں نے ”المنتظم في تاريخ الأمم والملوك“ میں امام صاحب کے ترجمہ کے آغاز میں فرمایا: رأی أنس بن مالک۔^①

امام ابن جوزی رضی اللہ عنہ آپ کی روایت کے قائل نہیں ہیں، اور دلیل میں امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا کلام نقل کیا ہے:

قال الدارقطني: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ قَالَ وَلَا يَصِحُّ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ

① المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۱۲۹

مَنْ يَرَوِي وَلَا رُؤْيَا لَمْ يَلْقَ أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ. ①

اب یہ بات قابل غور ہے کہ خطیب بغدادی اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات تو مانتے ہیں اور ایک بات مسترد کرتے ہیں، اس بات کے تو یہ دونوں بزرگ قائل ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہذا آپ کی روایت ثابت ہے، مگر اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت بھی سنی ہے، حالانکہ جس بنیاد پر یہ دونوں بزرگ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ روایت انس کے متعلق مسترد کر رہے ہیں، اس بنیاد پر روایت سے انکار بھی مسترد ہو جاتا ہے، اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آخر کس بنیاد پر امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے روایت کے کلام کو تو مسترد کر دیتے ہیں اور روایت کی بحث میں ان کے قول کو دلیل میں ذکر کر کے آگے تسلیم کرتے ہیں، اب یہ دو ہر ایسا نہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

اب بعد میں جو بھی آتا گیا وہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو ہی نقل کرتے گئے اور یوں بلا تحقیق نقل در نقل بات چلتی گئی، یہاں تک کہ بعض علماء شافعیہ نے تو اس بات کی اتنی تشہیر کی کہ بعض حنفی علماء بھی ان سے متاثر ہو گئے، اور یوں یہ بات متاخرین میں پھیل گئی، چونکہ فن رجال پر اکثر کتابیں شوافع کی ہیں تو انہوں نے پھر اس بات کو خوب ہوا دی یہاں تک کہ کبار اہل علم بھی ان سے متاثر ہو گئے۔ اب بلا تحقیق اس غلط بات کی تشہیر کس طرح ہوئی وہ ملاحظہ فرمائیں۔

بلا تحقیق نقل در نقل

یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ امام صاحب کے دور میں چار صحابہ تھے حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم، آپ نے

نہ ان میں سے کسی کا ایک صحابی کا دیدار کیا ہے، اور نہ آپ کو ان سے روایت حاصل ہے، اور نہ آپ نے ان سے کوئی علم حاصل کیا، سب سے پہلے مذکورہ بات کا اظہار علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۶) نے کیا، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

واقْد كان في أيامه أربعة من الصحابة: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أرفى الأنصاري وأبو الطفيل عامر بن واثلة وسهل بن سعد الساعدي وجماعة من التابعين كالشعبي والنخعي وعلي بن الحسين وغيرهم، وقد مضى تاريخ وفاتهم، ولم يأخذ أبو حنيفة عن أحد منهم، وقد أخذ عنه خلق كثير. ①

امام ابوحنیفہ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے، انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفی، ابو الطفیل عامر بن واثلہ، سهل بن سعد رضی اللہ عنہم، نیز تابعین کی ایک جماعت بھی موجود تھی، جیسا کہ امام شعبی، امام نخعی، امام علی بن حسین رضی اللہ عنہم وغیرہ، ان کی تاریخ وفات گزر چکی ہے، لیکن امام ابوحنیفہ نے ان میں سے کسی ایک سے بھی سے علم اخذ نہیں کیا، اور امام ابوحنیفہ سے ایک خلق کثیر نے علم اخذ کیا ہے۔

یہ علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی رائے ہے، انہوں نے اپنے اس دعویٰ پر کسی مستند امام کا کوئی قول پیش نہیں کیا، پھر ان کی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ امام صاحب کے دور میں صرف چار صحابہ موجود تھے۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے اپنی مشہور کتاب ”اتحاف الأکابر“ میں اکیس (۲۱) صحابہ کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں جو امام صاحب کے دور میں موجود تھے، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی کے کتب خانے واقع ٹنڈو سائندار میں موجود ہے، اگر مکمل

عربی عبارت دیکھنی ہو تو محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ”حاشیۃ التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم“ صفحہ نمبر: ۳۰ تا ۳۲ دیکھیں۔ نیز یہ بات بھی محل نظر ہے کہ آپ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے اخذ علم نہیں کیا، حالانکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شیوخ میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وہو اکبر شیخ لأبی حنیفة. ❶

نوٹ: ان کا مبسوط ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ حدیث میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔ اس کے بعد علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے اس دعویٰ کو علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا، اور یہ بھی اضافہ کیا کہ آپ کی ان چاروں صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی آپ کی ملاقات ثابت نہیں، اور نہ ہی اخذ علم، بالفاظ دیگر نہ روایت ثابت ہے اور نہ ہی روایت۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وكان في أيام أبي حنيفة أربعة من الصحابة: أنس بن مالك بالبصرة، وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: إنه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولا يثبت ذلك عند أهل النقل. ❷

امام ابو حنیفہ کے زمانے میں صحابہ میں سے چار حضرات موجود تھے، حضرت انس بن مالک بصرہ میں، عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں، سہل بن سعد مدینہ میں، ابو الطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں، اور ان کی (یعنی امام ابو حنیفہ) کی نہ ان چاروں میں سے کسی ایک سے

❶ تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: الشعبی عامر بن شراحیل، ج ۱ ص ۶۳

❷ جامع الأصول فی احادیث الرسول: حرف النون، الفرع الثانی من التابعین،

ملاقات ہوئی، اور نہ انہوں نے ان سے کوئی روایت کی، امام صاحب کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات بھی کی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے، مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بات دہرائی ہے جو علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پہلے کہی تھی، البتہ اس بات کا ”ولایثبت ذلک عند اہل النقل“ کا اضافہ کیا، اب علمی دیانت و تحقیق کا تقاضہ یہ تھا کہ ان اہل نقل کی نشاندہی کی جاتی، ان کے اقوال ذکر کئے جاتے، آخر وہ کون حضرات ہیں جن کے نزدیک امام صاحب کی صحابہ سے لقاء و روایت ثابت نہیں، جب اہل نقل ہی مجہول ہیں تو عدم ثبوت کا دعویٰ کس طرح قابل قبول ہوگا؟

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”وفیات الأعیان“ میں امام صاحب کے ترجمہ میں بعینہ یہی عبارت بغیر کسی تحقیق کے مکمل نقل کر دی:

وأدرک أبو حنیفة أربعة من الصحابة، رضوان الله عليهم وهم: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولم يثبت ذلك عند أهل النقل. ❶

علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے جب اپنی معروف کتاب ”مرآة الجناة وعبرة اليقظان“ لکھی تو چونکہ ان کے پیش نظر علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کی ”وفیات الأعیان“ تھی، تو انہوں نے بھی اسی عبارت کو بعینہ بغیر کسی نقد و جرح کے نقل کر دیا:

وكان قد أدرك أربعة من الصحابة، هم أنس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة رضى الله عنهم. قال بعض أصحاب التواريخ: ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، قال: ولم يثبت ذلك عند النقاد. ❶

صاحب مشکوٰۃ ابو عبد اللہ ولی الدین التبریزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) کے پیش نظر بھی ”جامع الأصول“ اور ”وفیات الأعیان“ تھی تو انہوں نے بھی بغیر کسی تحقیق کے امام صاحب کے ترجمہ میں یہی عبارت نقل کر دی:

وكان في أيامه أربعة من الصحابة أنس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة و أبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق أحد منهم ولا أخذ عنهم. ❷

اندازہ کیجئے یہ ہے بلا تحقیق نقل در نقل، ابتداء میں علامہ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات بلا تحقیق لکھ دی پھر بعد میں علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کر دیا، اور پھر ابن خلیکان رحمۃ اللہ علیہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ پر اور علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابن خلیکان رحمۃ اللہ علیہ پر اور صاحب مشکوٰۃ نے سابقہ کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے لکھ دیا، اور یوں ایک غلط بات متعدد کتابوں میں نقل ہوتی چلی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شوافع کا ایک گروہ اور بعض احناف بھی امام صاحب کے صحابہ سے روایت نہ کرنے کے قائل ہو گئے۔

بلا تحقیق کسی بات کے نقل در نقل کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے

”فتح الباری“ کے مقدمے میں ”الفصل العاشر في عد أحاديث الجامع“ اس

❶ مرآة الجناة: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲، ۲۴۳

❷ الاكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۶۴۴

عنوان کے تحت صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد پر بحث کرتے پچھلوں کی غلطی کے متعلق لکھتے ہیں:

أَنْ كَثِيرًا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَرْوِحُونَ بِنَقْلِ كَلَامٍ مِنْ يَتَقَدَّمُهُمْ مَقْلِدِينَ لَهُ وَيَكُونُ الْأَوَّلُ مَا أَتَقَنَ وَلَا حَرَرٌ بَلْ يَتَّبِعُونَ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِهِ وَالِإِتْقَانِ بِخِلَافِ ذَلِكَ. ①

بلاشبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کو نقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں حالانکہ پہلے شخص نے اتقان و تحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا، مگر یہ محض حسن ظن کی بناء پر اس کی اتباع کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ (متوفی ۹۷۰) لکھتے ہیں:

وَقَدْ يَقَعُ كَثِيرًا أَنَّ مُؤَلَّفًا يَذْكُرُ شَيْئًا خَطَأً فِي كِتَابِهِ فَيَأْتِي مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْمَشَائِخِ فَيَنْقُلُونَ تِلْكَ الْعِبَارَةَ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَلَا تَنْبِيهِ فَيَكْثُرُ النَّاقِلُونَ لَهَا وَأَضَلُّهَا لِوَأَحَدٍ مُخْطِئٍ كَمَا وَقَعَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ. ②

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصنف غلطی سے کوئی بات اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے، پھر بعد کے علماء اس عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں، نہ اس کی اصلاح کرتے ہیں نہ غلطی پر تنبیہ کرتے ہیں، پھر دوسرے بہت سے حضرات اس کو نقل کرتے ہیں، حالانکہ پہلے لکھنے والے سے غلطی سے سرزد ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ایسا ہی ہوا ہے۔

عقل و نقل دونوں کا تقاضہ ہے کہ اس بحث میں اصحاب ابی حنیفہ کے اقوال کو ترجیح دی

① ہدی الساری فی مقدمة فتح الباری: الفصل العاشر: ص ۶۵

② البحر الرائق: کتاب البیع، فروع متعلقة بالتصرف فی مال الغائب، ج ۶ ص ۲۰۱

جائے، تاریخ کا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کے حالات سے اس کے اصحاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں، لہذا اصحاب ابوحنیفہ کے مقابلے میں دوسروں کے اقوال کو ترجیح دینا یہ اصولِ روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۳۷ھ) نقل کرتے ہیں:

صاحب البیت أدری بالذی فیہ. ❶

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ جن کے سابقہ قول کو بعد کے مورخین نقل کرتے چلے آئے، انہوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب کے اصحاب ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں، چنانچہ امام صاحب کے ترجمہ میں آپ پر کئے گئے مطاعن کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأصحابہ أخبر بحالہ.

امام صاحب کے اصحاب ان کے حال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔
آگے فرماتے ہیں:

فالرجوع إلی ما نقلوه عنہ أولى مما نقله غیرہم عنہ. ❷

امام صاحب کے اصحاب کے اقوال کی طرف رجوع کرنا زیادہ اولیٰ ہے بہ نسبت اس کے کہ غیروں کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت تھی جو علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے بھی بے اختیار نکل گئی، اب یہ کہنا کہ امام صاحب کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس کو بجز تعصب کے اور کیا کہا جائے، اس لئے شارح بخاری و ہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے علامہ ابن اثیر اور علامہ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کی اس روش کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا:

❶ خزائن الأدب وغایة الأرب، ج ۱ ص ۳۱۸ ❷ جامع الأصول: حرف النون: الفرع

الثانی من التابعین، ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

وأما قول ابن الأثير وابن خلكان ومن سلك مسلكهما من المتعصبين الحاسدين... ولم يلق أحدا منهم، ولا أخذ عنه، فذاك من باب التعصب

المحض. ❶

ابن اثیر اور ابن خلکان اور ان لوگوں کا جو ان کی روش پر چلے ہیں یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ کی نہ تو کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ انہوں نے کسی صحابی سے روایت کی ہے یہ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس (۲۵)

اکابر اہل علم کی تصریحات

امام اعظم کی روایت تو مسلم ہے یہاں تک کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ناقد محدث بھی جن کی جلالت شان سب کے ہاں مسلم ہے، فرماتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فہ تشریف لائے تھے:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ❷

اب ہم دوسرے جز پر بات کرتے ہیں یعنی امام صاحب کی صحابہ سے روایت پر۔ باوجود تلاش بسیار کے مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر حضرات میں سے کسی کی کوئی واضح تصریح نہیں ملی کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے، نہ ہی آپ کے اساتذہ میں سے کسی، اور نہ ہی آپ کے تلامذہ میں سے کسی ایک کی، ائمہ صحاح ستہ میں سے بھی کسی کا کوئی قول نہیں ملا، اور نہ ان کے شیوخ کا، اور نہ ان کے تلامذہ کا، ابتدائی تین صدیوں میں جسے

❶ مغانی الأخبار: الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة، ج ۳ ص ۱۲۵

❷ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۴

متقدمین کا زمانہ کہا جاتا ہے ہمیں کسی بھی مستند امام کی کوئی تصریح اب تک نہیں ملی، تو ابتدائی تین صدیوں میں کسی نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل ابتدائی تین صدیوں کو قرار دیا ہے:

فالحد الفاصل بين المتقدم والمتاخر هو رأس سنة ثلثمائة. ①

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہوئے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کو قرار دیا ہے، جو اس سے پہلے گزرے وہ متقدمین میں شمار ہیں، اور جو ان کے بعد آئے وہ متاخرین میں شامل ہیں:

فائدة: قال الحافظ الذهبي الحد الفاصل بين العلماء المتقدمين والمتاخرين رأس القرن الثالث وهو الثلاثمائة، انتهى. فالمتقدمون من قبله والمتأخرون من بعده. ②

..... امام فضل بن دین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۸ھ) کی تصریح

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام فضل بن دین رحمۃ اللہ علیہ (جن کے متعلق فن اسماء الرجال کے مسلم امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا أثبت من رجلين: أبي نعيم وعفان.

امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: كان حافظا متقنا.

① میزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

② مجموعة رسائل ابن عابدین: الرسالة السابعة، شفاء العليل وبل الغليل، ج ۱ ص ۱۶۱

امام ذہبی رضي الله عنه فرماتے ہیں: الحافظ الكبير، شيخ الإسلام. ①
امام صاحب رضي الله عنه کے متعلق فرماتے ہیں:

رأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين وسمع منه. ②
امام ابوحنيفه رضي الله عنه نے حضرت انس بن مالک رضي الله عنه کو ۹۵ھ میں دیکھا اور ان سے
سماع کیا۔

حضرت انس بن مالک رضي الله عنه کے سن وصال میں اختلاف ہے، ان کے سن وصال
کے متعلق تین اقوال ہیں ۹۱ھ یا ۹۳ھ یا ۹۵ھ۔

۲..... مشہور مورخ امام ابن سعد رضي الله عنه (متوفی ۲۳۰ھ) کی تصریح

متقدمین میں سے مشہور مورخ امام ابن سعد رضي الله عنه (متوفی ۲۳۰ھ) نے اپنی کتاب
”الطبقات الكبرى“ میں بہ سند متصل خود امام اعظم رضي الله عنه کا بیان نقل کیا ہے کہ:

قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النخع وكان يخضب بالحمرة قد
رأيته مرارا. ③

حضرت انس بن مالک رضي الله عنه کوفہ میں بمقام نخع میں تشریف لائے، آپ نے سرخ رنگ
کا خضاب لگایا ہوا تھا، میں نے کئی بار آپ کی زیارت کی ہے۔

امام ابو احمد الحاکم الکبیر رضي الله عنه (متوفی ۳۷۸ھ) نے بھی بہ سند متصل امام اعظم رضي الله عنه سے
یہ مذکورہ قول نقل کیا ہے۔ ④

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم الفضل بن دكين، ج ۱۰ ص ۱۲۲

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: من لقي أبو حنيفة من الصحابة وما رواه عنهم، ص ۱۸

③ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث، ص ۴۹

④ كتاب الأسامي والكنى: ج ۲ ص ۱۷۶

امام ذہبی رضي الله عنه اور حافظ ابن حجر عسقلانی رضي الله عنهما دونوں امام ابن سعد کی روایت کے صحت کے معترف ہیں، چنانچہ امام ذہبی رضي الله عنه امام صاحب کی شرفِ تابعیت کا ذکر کرتے ہوئے دلیل میں ابن سعد کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ❶

اسی طرح امام ذہبی رضي الله عنه اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام صاحب کے ترجمہ میں فرمایا کہ آپ نے حضرت انس رضي الله عنه کو کوفہ میں کئی مرتبہ دیکھا پھر آگے حوالہ ابن سعد کی روایت کا دیا:

رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ غَيْرَ مَرَّةٍ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ الْكُوفَةَ رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ سَيْفِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُهُ. ❷
حافظ ابن حجر رضي الله عنه فرماتے ہیں:

وقد ورد ابن سعد بسنده لا بأس به أن أبا حنيفة رأى أنسا. ❸
امام ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے

لفظ ”لا بأس به“ الفاظ تعدیل میں سے ہے، امام نووی رضي الله عنه (متوفی ۶۷۶ھ) نے الفاظ تعدیل کے مراتب نقل کئے ہیں، سب سے پہلا درجہ ”ثقة، متقن، حجة، عدل“

❶ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۳ ❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام

الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

❸ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدرکه من الصحابة، ص ۲۴

حافظ“، اور دوسرا درجہ ”صدوق، لا باس بہ“ ہے ❶

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابن سعدی جس روایت کا حوالہ دیا ہے یہ وہی روایت ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، ابن سعد کی اس روایت میں امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انسؓ کی کوفہ میں آمد اور محلہ بنی نخیع میں ان کے نزول کی خبر دینے کے بعد ان کے متعلق یہ بیان کیا کہ ”وكان يخصب بالحمره“ وہ سرخ خضاب لگاتے تھے، یہ حضرت انسؓ کے فعل کی خبر ہے، جو حدیث فعلی موقوف ہے، فن اصول حدیث سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ صحابی کے قول، فعل اور عمل کا بیان بھی حدیث ہے، اور اسے حدیث موقوف کہا جاتا ہے، یہ حدیث فعلی موقوف ہے۔

۳... امام الجرح والتعديل يحيى بن معين رحمته الله (متوفی ۲۴۳ھ) کی تصریح فن جرح و تعديل کے مسلم امام، امام یحییٰ بن معین رحمته الله (متوفی ۲۴۳ھ) جن کی علم حدیث میں جلالت شان اور امامت کا اندازہ امام ذہبی رحمته الله (متوفی ۷۴۸ھ) کے القابات سے لگائیں جو آپ نے امام یحییٰ بن معین رحمته الله کے ترجمے کے آغاز میں کہے:

الإمام، الحافظ، الجهبذ، شيخ المحدثين، أخذ الأعلام.

امام احمد بن حنبل رحمته الله (متوفی ۲۴۱ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ لَا يَعْرِفُهُ يَحْيَىٰ بْنُ مَعِينٍ فَلَيْسَ هُوَ بِحَدِيثٍ. ❷

امام ذہبی رحمته الله نے ان کے تلامذہ حدیث میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام احمد بن حنبل، امام ابو زرعد الرازی، امام ابو حاتم رحمته الله جیسے کبار ائمہ حدیث کے اسماء گرامی

❶ تدریب الراوی: النوع الثالث والعشرون، الثالثة عشرة في الفاظ الجرح والتعديل،

ص ۴۰۴ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱۱ ص ۷۱، ۸۰

ذکر کئے ہیں، یہی امام یحییٰ بن معین رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابوحنیفہ رضي الله عنه صاحب رائے نے حضرت عائشہ بنت عجرد رضي الله عنها کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے کثیر لشکر ٹڈیاں ہیں، جن کو میں نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

امام یحییٰ بن معین رضي الله عنه کے شاگرد امام دوری رضي الله عنه نے آپ کے سماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ صَاحِبُ الرَّأْيِ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ بِنْتِ

عجرد. ①

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام قزوینی رضي الله عنه (متوفی ۶۲۳ھ) نے اس روایت کو نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ②

علامہ ابن اثیر جزری رضي الله عنه (متوفی ۶۳۰ھ) نے امام یحییٰ بن معین رضي الله عنه کے حوالے سے مکمل حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عائشة بنت عجرد روى يحيى بن معين. أن أبا حنيفة الفقيه صاحب الرأي سمع عائشة تقول: سمعت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول:

أكثر جنود الله تعالى في الأرض الجراد، لا آكله ولا أحرمه. ③

حافظ ابن حجر رضي الله عنه (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی عائشہ بنت عجرد رضي الله عنها کے ترجمے میں ان

الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے:

① تاریخ ابن معین: أهل الكوفة، ج ۳ ص ۴۸۰، رقم: ۲۳۴۷ ② التدوين في أخبار

قزوين: المحمدون، ترجمة: محمد بن عبد الملك، ج ۱ ص ۴۳۸

③ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج ۷ ص ۱۹۰

حدثنا يحيى بن معين أن أبا حنيفة صاحب الرأي سمع عائشة بنت عجرد تقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلت وكذلك هو في تاريخ يحيى بن معين. ①

۴.... امام ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح امام ابو حامد محمد بن ہارون بن عبد اللہ الحضرمی البعرائی رضی اللہ عنہ مشہور محدث ہیں، خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کے تلامذہ میں تیسرے نمبر پر امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا ہے، نیز امام ابو حامد حضرمی رضی اللہ عنہ کی ثقاہت کے متعلق امام دارقطنی کا قول بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ②

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے شاگرد امام حمزہ بن یوسف سہمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۲۷ھ) نے امام ابو حامد حضرمی رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں دوسرے نمبر پر امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا، اور آپ کا قول ذکر کیا کہ امام حضرمی ثقہ ہیں:

أبو حامد محمد بن هارون بن عبد الله بن حميد بن سليمان بن مياح، الحضرمي المعروف بالبعرائي، سمع خالد بن يوسف السمني، ونصر بن علي الجهضمي، روى عنه محمد بن اسماعيل الوراق وابو الحسن الدارقطني، وقال: ثقة، توفي سنة إحدى وعشرين وثلاثمائة. ③

امام ابوسعید سمعانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۲ھ) نسبت ”البعرائی“ کے تحت امام حضرمی رضی اللہ عنہ کا ترجمہ ذکر کیا، پھر امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں:

① لسان الميزان: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج ۳ ص ۲۲۷

② تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن هارون بن عبد الله، ج ۳ ص ۱۲۸

③ سؤالات حمزة للدارقطني: ص ۲۹ رقم: ۳۸

وقال الدارقطني: هو ثقة. ①

علامہ مرتضیٰ الزبیدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) مادہ ”بعر“ کے تحت امام حضرمی رضی اللہ عنہ کا

ذکر کر کے یہ نقل کیا کہ آپ ثقہ ہیں، اور امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے آپ سے روایت کی ہے: ②

علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ ان القابات سے کیا:

المُحَدَّثُ، الثَّقَةُ، المُعَمَّرُ، الإِمَامُ، أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ. ③

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب ”سنن الدارقطني“ میں امام ابوہامد رضی اللہ عنہ سے

چونسٹھ (۶۴) احادیث نقل کیں ہیں، اس سے اندازہ لگائیے کہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے ہاں

ان کی علم حدیث میں جلالت شان کا کیا مقام ہے، بندہ ان تمام روایات کا رقم الحدیث نقل

کر رہا ہے تاکہ جو اہل علم حضرات مراجعت کرنا چاہیں ان کے لئے آسانی ہو: ④

اسی امام حضرمی رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے مرویات پر مشتمل احادیث کو

ایک مستقل رسالہ کی صورت میں جمع کیا، ان کے اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ

① الأنساب: باب الباء والعين، البعرائي، ج ۲ ص ۲۶۵ ② تاج العروس: باب الرءاء،

مادہ: بعير، ج ۱۰ ص ۲۲۱ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حامد محمد بن هارون،

ج ۱۵ ص ۲۵ ④ سنن الدارقطني: ج ۱، رقم: ۹۸، ۶۱، ۲۲۷، ۲۵۶، ۲۸۹، ۳۵۷، ۵۴۱،

۵۴۴، ۵۸۸، ۵۹۷، ۶۶۶، ۸۳۷، ۱۰۱۳، ۱۰۱۵، ۱۰۲۶، ۱۰۸۵، ۱۰۸۷،

۱۱۹۳، ۱۲۲۹، ۱۲۷۵، ۱۳۱۵، ۱۳۵۶، ۱۴۷۱، ۱۴۷۷، ۱۵۰۵، ۱۵۲۸، ۱۵۵۲،

۱۵۸۵، ۱۶۰۸، ۱۶۳۰، ۱۷۵۹، ۱۸۸۴، ۱۹۱۰، ۱۹۳۶، ج ۳، رقم: ۲۱۵۲،

۲۱۵۶، ۲۲۳۳، ۲۲۴۵، ۲۴۴۶، ۲۵۳۶، ۲۶۷۳، ۲۷۳۵، ۲۷۳۵، ۲۷۷۷، ۲۸۲۳،

۲۸۷۹، ۲۸۹۰، ج ۴، رقم: ۳۱۳۰، ۳۱۷۲، ۳۱۸۳، ۳۲۰۷، ۳۳۳۳، ۳۵۳۳، ۳۵۸۲،

۳۵۸۴، ۳۶۲۸، ۳۶۸۱، ۳۷۶۲، ج ۵، رقم: ۳۹۸۳، ۴۳۱۱، ۴۳۷۶، ۴۴۶۵،

(متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے سے لیکر مصنف امام ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی رضی اللہ عنہ تک متصل سند بھی نقل کی ہے: دیکھئے: ❶

اسی طرح یہ رسالہ دمشق کے کثیر التصانیف امام ابن طولون رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ رسالہ ان کی مرویات میں بھی داخل ہے، علامہ کوثری رضی اللہ عنہ نے ”قنایب الخطیب“ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اندازہ کیجئے کہ امام حضرمی رضی اللہ عنہ جیسا ثقہ محدث جو صرف امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے روایت حدیث کے قائل ہی نہیں بلکہ آپ کی مرویات کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں جمع کیا، اور وہ رسالہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ جیسے محدث کی مرویات میں شامل ہے، اب اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں۔

۵..... امام ابو القاسم علی بن کاس (متوفی ۳۲۲ھ) کی تصریح

مشہور محدث امام ابو القاسم علی بن کاس رضی اللہ عنہ جو امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے بھی استاذ ہیں فرماتے ہیں:

عن فضائلہ انه روى عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فان العلماء اتفقوا على ذلك واختلفوا في عددهم فمنهم من قال انهم ستة وامرأة ومنهم من قال خمسة وامرأة ومنهم من قال سبعة وامرأة. ❷

امام ابو حنیفہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کی ہے اس بات پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ صحابہ کی تعداد کے بارے میں مختلف آراء ہیں، (کہ جن سے آپ نے روایات نقل کیں ہیں ان کی تعداد کتنی ہے) بعض چھ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، جبکہ بعض پانچ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، اور بعض

❶ المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹، مناقب الأئمة الأربعة: ص ۲۳

سات صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدث ابن کاسؒ کے دور تک امام صاحب کی روایت کا مسئلہ مختلف فیہ نہیں تھا۔

۶..... امام ابو نعیم اصبہانیؒ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح

امام احمد بن عبد اللہ المعروف ابو نعیم اصبہانیؒ امام ذہبیؒ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، الحافظ، الثقة، العلامة، شيخ الإسلام، وصاحب الحلية. ①

امام ذہبیؒ نے خطیب بغدادیؒ کو ان کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔

اسی امام ابو نعیمؒ نے امام صاحب کی مسند تالیف کی اور مقدمے میں باب باندھا ”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اس کے تحت آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت انس بن مالکؓ اور عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدیؒ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے (یعنی روایت اور روایت دونوں ثابت ہے) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؒ کو دیکھا بھی ہے اور روایت بھی کی ہے:

ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم. أنس بن مالك، وعبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدي، ويقال: عبد الله بن أبي أوفى الأسلمي رضي الله عنهم. ②

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو نعیمؒ نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۱

ص ۲۵۴، ۲۵۵ ② مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴، ۲۵

حضرت انس اور عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت اور روایت دونوں کی ہے، پھر آگے امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو موقوف فعلی روایات اور ایک مرفوع قولی حدیث بھی سند کے ساتھ نقل کی ہے، پھر آگے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، جو مصر میں رہائش پذیر تھے، امام صاحب کی ان سے مکہ میں ملاقات ہوئی، اور آپ نے ان سے حدیث بھی سنی اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی:

وَأَمَّا رِوَايَتُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ لَهُ صُحْبَةٌ، سَكَنَ

مِصْرَ، لَقِيَهُ بِمَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ سِتِّ عَشْرَةَ سَنَةً. ①

پھر آگے تفصیلاً حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے آپ کے سماع حدیث کی مکمل روایت نقل کی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن کے سامنے خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے زانوائے تلمذ طے کئے، وہ آپ کی صحابہ سے روایت اور روایت دونوں کے قائل ہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک محدث عالم کی شہادت ہے۔

امام ابو نعیم اصبہانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے عنوان قائم کیا ہے ”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اسکے تحت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ کیا ہے، اپنی سند متصل کے ساتھ روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَائِمًا يُصَلِّي. ②

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز

پڑھ رہے تھے۔

① مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴، ۲۵

② مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴

اس روایت سے آپ کی روایت اور روایت دونوں کا ثبوت ہے ”رأیت أنس بن مالک“ حدیث کے اس پہلے ٹکڑے سے آپ کی روایت یعنی شرفِ تابعیت ثابت ہوئی اور ”قائماً بصلی“ اس جز سے آپ کی روایت ثابت ہوئی، امام صاحب نے اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی ہے، تو یہ حدیث موقوف فعلی ہے۔

علامہ ابن صلاح رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۴۳ھ) حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَهُوَ مَا يُرَوَّى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَعْمَالِهِمْ وَنَحْوِهَا. (۱)

حدیث موقوف اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال یا افعال یا ان کے مثل کوئی بات روایت کی جائے۔ امام ابن صلاح رضی اللہ عنہ اس کے متصل بعد فرماتے ہیں کہ اگر صحابی تک روایت متصل سند کے ساتھ ہو تو اسے روایت موقوف متصل کہا جائیگا، اور اگر سند متصل نہ ہو تو اسے روایت موقوف غیر متصل کہا جائے گا۔

امام نووی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَهُمْ، أَوْ فِعْلًا، أَوْ نَحْوَهُ. (۲)

امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے اسکے متصل بعد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع قولی روایت بھی نقل کی ہے، امام ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ تک اپنی متصل سند ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

① مقدمة ابن الصلاح: النوع السابع، معرفة الموقوف، ص ۲۶

② تدريب الراوى: النوع السابع، ص ۲۰۲

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ①

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث میں تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ صراحتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کر رہے ہیں۔ ”سمعت انس بن مالک“ سے امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث بھی ثابت ہوئی۔

۷... امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصیرمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۶ھ)

امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصیرمی رحمۃ اللہ علیہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وكان أحد الفقهاء المذکورين من العراقيين، حسن العبارة، جيد النظر. پھر آگے ان کے سامنے اپنے زانوائے تلمذ طے کرنے، اور ان کی ثقاہت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کتبت عنه وكان صدوقا وافر العقل، جميل المعاشرة، عارفاً بحقوق

① اهل العلم.

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ محترم علامہ صیرمی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کے مناقب پر کتاب لکھی جس کا نام ”اخبار أبي حنيفة وأصحابه“ ہے، اس کتاب میں علامہ صیرمی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان باندھا ہے: من لقي أبو حنيفة من

① مسند أبي حنيفة: ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم، ص ۲۴

② تاريخ بغداد: ترجمة: الحسين بن علي بن محمد، ج ۸ ص ۷۷، ۷۸

الصحابۃ رضی اللہ عنہم ومارواہ عنہم“ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام سے ملاقات اور ان سے مروی روایات، اس کے تحت علامہ صیمری رضی اللہ عنہ نے اپنی مکمل سند متصل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی روایات نقل کی ہیں۔

علامہ صیمری رضی اللہ عنہ جن کی توثیق خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے کی ہے، ان کے عنوان اور احادیث نقل کرنے سے معلوم ہو گیا کہ وہ آپ کی روایت اور روایت دونوں کے قائل ہیں۔ چونکہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ اور خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ امام صاحب کی روایت کے انکار میں پیش پیش ہیں، اور بعد والوں کے لئے یہی دونوں ماخذ ہیں، تو بندہ نے ان دونوں کے اساتذہ کے حوالے سے باحوالہ بات نقل کر دی ہے کہ وہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں، امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کے استاذ جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا یعنی امام حضرمی رضی اللہ عنہ نے تو امام صاحب کے صحابہ سے مرویات پر مستقل رسالہ لکھا، اور خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے استاذ علامہ صیمری رضی اللہ عنہ نے تو عنوان قائم کر کے باقاعدہ روایات نقل کیں ہیں، اب آپ کی مرضی ہے کہ اساتذہ کے قول پر اعتماد کریں یا تلامذہ کی بات لیں۔

۸..... امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۹ھ) کی تصریح

امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رضی اللہ عنہ یہ بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے، علم و فضل کے ساتھ انتہائی عابد و زاہد بھی تھے، علامہ عبدالقادر قرشی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان کا مبسوط ترجمہ ذکر کیا ہے، آپ کی عبادت و ریاضت کے متعلق لکھتے ہیں:

وَكَانَ يَدَاوِمُ الصَّوْمَ وَعَرَفَ بِالزُّهْدِ وَكَسَرَ النَّفْسَ وَغَابَ بِمَسْجِدِ
طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي لَيْلَةِ نِصْفِ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلَّى طَوِيلَ
لَيْلَتِهِ وَصَلَّى الْفَجْرَ بِوُضُوءِ الْعِشَاءِ. ①

یہ صائم الدہر تھے، زہد اور مجاہدہ نفس میں مشہور تھے، ایک مرتبہ مہینے کی پندرہویں شب میں اچانک طلحہ بن عبید اللہ کی مسجد سے اچانک غائب ہو گئے، اور ساری رات نماز پڑھتے رہے، آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔

انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی صحابہ سے روایت کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، صدر الائمہ موفق بن احمد کی بحوالہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے ”مناقب ابي حنيفة“ اور سبط ابن الجوزیؒ (متوفی ۶۵۳ھ) نے ”الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح“ میں اس سے روایت نقل کی ہے۔^①

۹..... علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح

محدث کبیر علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ امام ذہبیؒ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شيخ الإسلام، صاحب التصانيف
الفائقة، وسارت بتصانيفه الركبان، وخضع لعلمه علماء الزمان.
آگے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

قُلْتُ: كَانَ إِمَامًا دِينًا، ثِقَةً، مُتَقِنًا، عَلَمَةً، مُتَبَحَّرًا، صَاحِبَ سُنَّةٍ
وَإِتِّبَاعٍ، فَإِنَّهُ مِمَّنْ بَلَغَ رُتْبَةَ الْأَيْمَةِ الْمُجْتَهِدِينَ، وَمَنْ نَظَرَ فِي مُصَنَّفَاتِهِ، بَانَ لَهُ
مَنْزِلَتُهُ مِنْ سِعَةِ الْعِلْمِ، وَقُوَّةِ الْفَهْمِ، وَسَيْلَانِ الدَّهْنِ.^②

امام ذہبیؒ جیسا ناقد محدث جن کو ان القابات کے ساتھ یاد کرے علم حدیث میں ان کے مقام کا کیا کہنا، امام ذہبیؒ کی تصانیف اور مزاج سے جو لوگ واقف ہیں وہ

① مناقب ابي حنيفة: ج ۱ ص ۲۹ / الانتصار والترجيح: ص ۱۳ ② سير اعلام النبلاء:

ترجمة: ابن عبدالبر أبو عمر يوسف بن عبد الله، ج ۱۸ ص ۱۵۳، ۱۵۷

جانتے ہیں کہ آپ القابات کے سلسلے میں ہمارے دور کی طرح مبالغہ آرائی نہیں کرتے بلکہ بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب ”جامع بیان العلم وفضله“ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، جس میں آپ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج پر گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ کے اردگرد لوگوں کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے، تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ شیخ کون ہیں؟ تو والد صاحب نے فرمایا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں، تو میں نے کہا کہ یہ لوگ ان کے اردگرد کیوں جمع ہیں؟ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے ہیں (تو لوگ سننے کے لئے ان کے اردگرد جمع ہیں) تو میں نے والد سے کہا کہ مجھے بھی آگے بڑھائیے تاکہ میں بھی سنوں، تو والد صاحب میرے لئے جگہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں آپ سے بالکل قریب ہو گیا، پس میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ①
جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

اس کے متصل بعد آپ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَاتِبُ الْوَأَقِدِيِّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ،
وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ. ②

① جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

② جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

امام واقدی کے کاتب امام محمد بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدیؒ کو دیکھا ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکیؒ نے مذکورہ بالا روایت پر کوئی کلام نہیں کیا، جس میں آپ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، اور نہ امام ابن سعد کے کلام پر کوئی تبصرہ کیا، معلوم ہوا کہ آپ دونوں باتوں کے قائل تھے۔ امام ابن عبدالبرؒ نے امام اعظمؒ کے ترجمے میں صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے حضرت عبداللہ بن حارثؒ سے حدیث کا سماع کیا تھا:

وسمع من عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی، فיעد بذلك في التابعين. ①

امام ابوحنیفہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدیؒ سے حدیث کا سماع کیا تھا، پس اسی وجہ سے آپ کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام ابن عبدالبر مالکیؒ نے بڑے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا ”سمع من عبد اللہ بن الحارث“ کہ امام ابوحنیفہؒ نے حضرت عبداللہ بن الحارثؒ سے حدیث کا سماع کیا تھا، اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ مشہور مالکی المذہب علامہ ابن عبدالبرؒ کی شہادت ہے جو خطیب بغدادیؒ کے ہم عصر ہیں، علم حدیث اور رجال میں ان کا پایہ خطیب سے بہت بلند ہے، ان پر خطیب بغدادی کی طرح متعصب یا متشدد ہونے کی کوئی جرح نہیں ہے۔ علم حدیث میں ان کی جلالت شان کا اندازہ ان کی ”التمہید لما في الموطا من المعاني والأسانيد“ اور ”الاستذكار“ سے ہوتا ہے، انہوں نے فقہاء ثلاثہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ

① کتاب الاستغناء في معرفة المشهورين من حملة العلم بالكنى: ج ۱ ص ۵۷۲،

کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی توصیف و توثیق اور مناقب میں کئی اکابر اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے ہیں، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ شیخ عبدالفتاح ابوعدہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

۱۰... امام ابو معشر عبدالکریم مقرئ شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصریح

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد مقرئ شافعی رضی اللہ عنہ حدیث اور قراءت کے مشہور ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، اخیر عمر میں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، اور وہاں طویل عرصے تک انہوں نے قراءت کا درس دیا، اس لئے ”مقرئ اہل مکہ“ کے لقب سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ یہ قراءت، تفسیر، لغت اور تاریخ کے امام تھے:

الإمام في القراءات وغيرها من التفسير واللغة والتاريخ. ①

ان کا مبسوط ترجمہ علامہ ابن جزری رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے ”غایۃ النہایۃ فی

طبقات القراء“ میں نقل کیا ہے، دیکھئے: ②

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقرئ شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک جزء میں

امام اعظم کی صحابہ سے مرویات کو روایت کیا ہے۔ اس میں ذکر کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة: لقيت من أصحاب رسول الله سبعة: أنس بن مالك،

عبد الله بن أنيس وعبد الله بن جزء الزبيدي، وجابر بن عبد الله، ومعدل

بن يسار، ووائلة بن الأسقع، وعائشة بنت عجرد رضي الله عنهم.

① طبقات الشافعين: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۴۶۶

② غایۃ النہایۃ: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۴۰۱، ۴۰۲

ثم روى له عن أنس ثلاث أحاديث ، وعن ابن جزء حديثا، وعن وائلة
 حديثين، وعن جابر حديثا، وعن عبد الله بن أنيس حديثا، وعن عائشة بن
 عجرد حديثا، وروى له أيضا عن عبد الله بن أبي أوفى حديثا. ❶

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، جن
 میں حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی،
 حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معقل بن یسار، حضرت وائلہ بن اسقع اور حضرت عائشہ
 بنت عجرد رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

پھر آپ نے حضرت انس سے تین احادیث، حضرت ابن جزء سے ایک حدیث،
 حضرت وائلہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر سے ایک حدیث، حضرت عبد اللہ بن انیس سے
 ایک حدیث، حضرت عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث اور اسی طرح حضرت عبد اللہ بن ابی
 اوفی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی۔

امام ابو معشر طبری رضی اللہ عنہ کے اس جزء کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی
 ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”المعجم المفہرس“ (ص ۲۷۲ رقم ۱۱۳۳) میں بھی کیا ہے۔

امام ابو معشر طبری رضی اللہ عنہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث
 پر مستقل ایک جزء تالیف کیا، حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ
 میں کیا ہے:

رَوَايَةُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنِ الصَّحَابَةِ لِأَبِي مَعْشَرَ الطَّبْرَانِيِّ.

پھر آپ نے آگے مکمل سند مصنف تک نقل کی، دیکھئے: ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱) نے اس جزء کو مکمل اپنی تصنیف ”تبیيض

❶ تبیيض الصحیفة بمناب أبي حنیفة: ذکر من أدركه من الصحابة رضی اللہ عنہم،

ص ۲۲، ۲۳ ❷ المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳

الصحيفة في مناقب أبي حنيفة“ میں نقل کیا ہے، دیکھئے: ①

۱۱.... امام ابوالحسین علی بن احمد بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ کی تصریح

امام ابوالحسین علی بن احمد بن عیسیٰ رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء لکھا ہے، یہ جزء محدثین کے درمیان متداول رہا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”جزء فیہ حدیث ابي حنيفة عن لقي من الصحابة“، پھر آگے اپنی مکمل سند متصل مصنف تک ذکر کی ہے، دیکھئے: ②

علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے ”جامع المسانيد“ میں اس جزء کی

روایات نقل کیں ہیں، امام صاحب کی وحدانی روایات کے تحت دیکھئے تخریج میں: ③

۱۲.... امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۵۰ھ) کی تصریح

امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رضی اللہ عنہ نے ائمہ اربعہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد“ اس کتاب کا تذکرہ علامہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے ان کے ترجمہ میں کیا ہے:

ووقعت له على كتاب صنفه في فضل الأئمة الأربعة أبي حنيفة

ومالك والشافعي وأحمد. ④

① تبیض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة: ذکر ماروي الإمام أبو حنيفة عن

الصحابة، ص ۲۶ تا ۳۲ ② المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

③ جامع المسانيد، الباب الثالث، ج ۱ ص ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۵

④ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: يحيى بن إبراهيم بن أحمد، ج ۶۳ ص ۴۴

علامہ سلما سی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے، اس کے بعد علامہ سلما سی رضی اللہ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ روایت بھی نقل کی ہے:

توفي أبو حنيفة سنة خمسين ومائة، ورأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين، وسمع منه، ومات ببغداد وهو ابن سبعين سنة. ①

امام ابو حنیفہ کا انتقال ۱۵۰ میں ہوا، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، اور ان سے حدیث کا سماع کیا تھا، آپ کا انتقال بغداد میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔

۱۳.... امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۶۸ھ) کی تصریح

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان ڈالا ہے ”في ذكر من لقي من الصحابة وروايته عنهم“ امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔

اس عنوان کے تحت امام مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، اس کے بعد عنوان ڈالا ہے:

ذكر الأحاديث السبعة التي رواها أبو حنيفة عن سبعة من الصحابة.

ان سات روایات کا ذکر جو امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے سنی ہیں۔

اس کے بعد ان سات روایات کو ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ②

۱۴.... امام عبدالکریم بن محمد رافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲۳ھ) کی تصریح

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

① منازل الأئمة الأربعة: فصل في ذكر أبي حنيفة، ص ۱۶۸

② مناقب أبي حنيفة: الباب الثالث، ج ۱ ص ۲۷، ۲۸، ۲۹

شَيْخُ الشَّافِعِيَّةِ، عَالِمُ الْعَجَمِ وَالْعَرَبِ، إِمَامُ الدِّينِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ.

علامہ ابن صلاح رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ بلاد عجم میں کوئی ان کے ہم مثل نہیں ہے:

قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: أَظُنُّ لَمْ أَرِ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِثْلَهُ. ①

علامہ تقی الدین سبکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۷ھ) نے آپ کا تذکرہ ان بلند پایہ القابات سے کیا ہے جس سے آپ کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے:

كَانَ الْإِمَامُ الرَّافِعِيُّ مُتَضَلِّعًا مِنْ عُلُومِ الشَّرِيعَةِ تَفْسِيرًا وَحَدِيثًا وَأَصُولًا مَتَرَفَعًا عَلَى أَبْنَاءِ جَنَسِهِ فِي زَمَانِهِ نَقْلًا وَبَحْثًا وَإِرْشَادًا وَتَحْصِيلًا وَأَمَّا الْفِقْهُ فَهُوَ فِيهِ عُمْدَةُ الْمُحَقِّقِينَ وَأَسْتَاذُ الْمُصَنِّفِينَ. ②

انہوں نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”التدوین فی أخبار قزوين“ ہے، ان کی تصانیف میں اس کتاب کا تذکرہ امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں کیا، خیر الدین زربلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ان کے ترجمہ میں سب سے پہلے اس تصنیف کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: ③

امام رافعی رضی اللہ عنہ جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”التدوین فی أخبار قزوين“ میں محمد بن عبد الملک بن المعافا کے ترجمہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اگر آپ امام صاحب کے صحابہ سے سماع

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الرافعي عبد الكريم بن محمد، ج ۲۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳

② طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، ج ۸

ص ۲۸۲ ③ الأعلام: ترجمة: عبد الكريم بن محمد، ج ۴ ص ۵۵

حدیث کے قائل نہ ہوتے تو اس کا تذکرہ ہی نہیں کرتے، اگر بالفرض تذکرہ کر بھی لیتے تو اس پر کلام کرتے، لیکن آپ نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی صحابہ سے مروی کسی روایت پر کلام نہیں کیا۔ ❶

۱۵..... ابوالمظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رحمته الله (متوفی ۶۵۴ھ) کی تصریح

ابوالمظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بن عبداللہ المعروف سبط ابن الجوزی رحمته الله نے عنوان ڈالا ہے:

وذكر من لقي من الصحابة وروى عنه.

امام صاحب کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔

اس کے تحت انہوں نے حضرت انس، عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن حارث، عبداللہ بن انیس، واثلہ بن اسقع، عائشہ بنت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان تمام حضرات سے مکمل سند کے ساتھ روایات نقل کیں ہیں: دیکھئے تفصیلاً: ❷

۱۶..... علامہ خوارزمی رحمته الله (متوفی ۶۵۵ھ) کی تصریح

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمته الله اپنی کتاب ”جامع المسانید“ کی نوع

ثالث کا عنوان یوں تحریر کرتے ہیں:

أما النوع الثالث: من مناقبه وفضائله اللتي لم يشار كه فيها أحد بعده أنه

روى عن أصحاب رسول الله.

❶ التدوين في أخبار قزوين: ترجمة: محمد بن عبد الملك بن المعافا، ج ۱

ص ۲۳۷، ۲۳۸ ❷ الانتصار والترجيح لمذهب الصحيح: الباب الرابع، ص ۱۰ تا

۱۵، الناشر: الرحيم اكيڈمی كراچی

فإن العلماء اتفقوا على ذلك وإن اختلفوا في عددهم. فمنهم من قال: إنهم ستة وامرأة، ومنهم من قال: خمسة وامرأة، ومنهم من قال: سبعة وامرأة. ❶

امام اعظم کے ایسے مناقب اور فضائل کا بیان جو آپ کے بعد کسی کے حصہ میں نہیں آئے، بے شک آپ نے اصحاب رسول سے روایت کیا ہے۔ علماء اس بات پر متفق ہیں مگر ان کا صحابہ کے عدد میں اختلاف ہے، ان میں سے کسی نے کہا: چھ صحابہ اور ایک صحابیہ، کسی نے کہا: پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ، اور کسی نے کہا: سات صحابہ اور ایک صحابیہ۔

علامہ خواری رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضي الله عنه سے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه نے حدیث روایت کی ہے:

عبداللہ بن ابی اوفی وعبداللہ بن أنیس وعبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضي الله عنهم، فيمن روى عنهم الإمام أبو حنيفة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم. ❷

۱۷..... حافظ ابن کثیر رضي الله عنه (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصریح

حافظ ابن کثیر رضي الله عنه امام صاحب کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ❸

بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے سات صحابہ سے روایت حدیث کی ہے۔

❶ جامع المسانيد: الباب الأول في شيء من فضائله التي تفرّد بها إجماعاً، ج ۱

ص ۲۲ ❷ جامع المسانيد: باب العين، ج ۲ ص ۲۷۴

❸ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۱ ص ۱۱۴

۱۸..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح

علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ امام دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اجازت حدیث دی تھی، اور ان کے تلامذہ میں اپنے مشہور استاذ علامہ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۶ھ) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

سَمِعَ مِنْهُ الْكِبَارَ وَحَدَّثَ عَنْهُ شَيْخُنَا الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ.
حافظ نے ان کے خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کا خط بہت اچھا ہے۔

وخطه حسن جدا. ①

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ پر علامہ ابن نہدی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۷۱ھ) نے ذیل میں لکھا جو ”لحظ الإلحاظ“ کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان حضرات کا تذکرہ کیا کہ جن کو علم حدیث میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا، چنانچہ انہوں نے علامہ عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، العلامة، الحافظ. ②

انہوں نے علمائے احناف کے حالات و مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”الجواهر المضية في طبقات الحنفية“ ہے یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی سے دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے، امام قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحابہ سے مرویات کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، ”الجواهر المضية“ کے مقدمے میں امام ابو حنیفہ کے تذکرے میں اپنے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

① الدر الكامنه في أعيان المائة الثامنة: ترجمة: عبدالقادر بن محمد بن محمد بن محمد، ج ۳

ص ۱۹۱ ② لحظ الإلحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عبدالقادر القرشي، ج ۱ ص ۱۰۵

ذکرت في هذا الجزء من سمعه من الصحابة ومن رآه. ①
میں نے اس جزء میں ان صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے امام ابوحنیفہ نے حدیثیں سنی
ہیں اور ان کی زیارت کی ہے۔

وہ سات صحابہ کرام جن سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت حدیث کی ہے، علامہ
قرشی رضی اللہ عنہ نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے:

والذي سمعه منهم رضي الله تعالى عنهم أجمعين عبد الله بن أنيس
وعبد الله بن جزء الزبيدي وأنس بن مالك وجابر بن عبد الله ومعقل بن
يسار ووائله بن الأسقع وعائشة بنت عجرد. ②

امام ابوحنیفہ نے جن (سات) صحابہ کرام سے احادیث سنی ہیں وہ یہ ہیں:

۱..... حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

۲..... حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ

۳..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۵..... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

۶..... حضرت وائلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

۷..... حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

۱۹..... علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے

① الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

② الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

تلمیذ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رضى الله عنه (متوفی ۹۰۲ھ) نے علامہ عینی کا مبسوط ترجمہ لکھا، آپ کے حالات و مناقب اور کثرت تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

وَ كَانَ إِمَامًا عَالِمًا عَلَامَةً عَارِفًا بِالصَّرْفِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرَهَا حَافِظًا لِلتَّارِيخِ
وَلِللُّغَةِ كَثِيرَ الاسْتِعْمَالِ لَهَا مِثَارًا كَافِي الْفُنُونِ ذَا نِظْمٍ وَنَثْرٍ مَقَامَهُ أَجَلٌ مِنْهُمَا. ⑩
علامہ عینی رضى الله عنه کے متعلق یہ تبصرہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ فن حدیث و رجال اور تاریخ کے امام علامہ سخاوی رضى الله عنه کا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ آپ مطالعہ اور لکھنے سے اکتاتے نہیں تھے، آپ نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں کہ میں اپنے شیخ حافظ ابن حجر رضى الله عنه کے بعد نہیں جانتا کہ کسی نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں ہوں، ان کا قلم ان کی تقریر سے زیادہ عمدہ تھا، بہت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک رات میں ”الحاوي“ لکھی ہے:

لا يَمَلُ مِنَ الْمَطَالَعَةِ وَالْكِتَابَةِ، كَتَبَ بِخَطِّهِ جَمَلَةً، وَصَنَّفَ الْكَثِيرَ
بِحَيْثُ لَا أَعْلَمُ بَعْدَ شَيْخِنَا أَكْثَرَ تَصَانِيفٍ مِنْهُ، وَقَلَمُهُ أَجْوَدُ مِنْ تَقْرِيرِهِ
..... كَتَبَ الْحَاوي فِي لَيْلَةٍ. ⑪

علامہ ابن حماد رضى الله عنه (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

هو العلامة، فريد عصره ووحيد دهره، عمدة المؤرخين، مقصد

⑩ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۱۰ ص

ص ۱۳۳ ⑪ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى،

الطالبيين قاضي القضاة.

آگے فرماتے ہیں کہ دوزبانوں میں انہیں خوب دسترس تھی، عربی اور ترکی، انہوں نے تفاسیر اور کتب کو اس قدر پڑھا ہے اور سنا کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا، علم فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، نحو، صرف، اور تاریخ میں انہیں خوب مہارت تھی:

وكان فصيحاً باللغتين العربية والتركية. وقرأ وسمع ما لا يحصى من الكتب والتفاسير، وبرع في الفقه، والتفسير، والحديث، واللغة، والنحو، والتصريف، والتاريخ.

آگے ان کی تصانیف کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے، آخر میں ان الفاظ کے ساتھ ان کے ترجمے کا اختتام کرتے ہیں:

وكان أحد أوعية العلم. ❶

علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وبرع في جميع هذه العلوم.

نیز فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں، اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے خوب فائدہ لیا، اور ہر مذہب کے طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے:

وتصانيفه كثيرة جدا وانتفع به الناس وأخذ عنها الطلبة من كل مذهب. ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ ان القابات

کے ساتھ کیا ہے:

وَكَانَ إِمَامًا، عَالِمًا، عَلَامَةً، عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ وَالتَّصْرِيفِ وَغَيْرِهِمَا، حَافِظًا

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وخمسين وثمانمائة، ج ۹ ص ۴۱۸،

❷ ۴۱۹ البدرا الطالع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۲ ص ۲۹۴، ۲۹۵

للغة، كثير الاستعمال لحوشيتها، سريع الكتابة. ①

بندے نے مذکورہ بالا جتنے بھی حضرات کے حوالے سے علامہ عینی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کوئی بھی حنفی نہیں ہے، بلکہ علامہ سخاوی اور علامہ سیوطی رحمہما اللہ شافعی المسلک ہیں، اور علامہ ابن العماد رضی اللہ عنہ حنبلی ہیں، جبکہ علامہ شوکانی رضی اللہ عنہ غیر مقلد ہیں۔

علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت کے متعلق باقاعدہ عنوان باندھا: ”فمن رأى أبو حنيفة من الصحابة وروى عنهم“ یہ فصل ثالث امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے روایت اور روایت کے بارے میں ہے، اس کے بعد علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین احادیث نقل کیں، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اور ایک حدیث حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، پھر ان روایات پر اجواشکالات ہیں تو ان کا علمی طور پر مدلل جواب دیا ہے، آخر میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں سکونت پذیر تھے، کوفہ اور بصرہ کے درمیان مسافت کم ہے، لوگوں کے درمیان یہ عادت چلی آرہی ہے کہ اگر وہ کسی نیک صالح شخص کا تذکرہ سنتے ہیں کہ وہ فلاں جگہ ہیں تو لوگ متعدد شہروں سے دور دراز کا سفر طے کر کے ان کی زیارت و صحبت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں، ان سے ملاقات کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے، اور اس وقت کیا عالم ہوگا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور وہاں کے لوگوں نے اسے دیکھا نہ ہو؟ جب کہ شہر بھی قریب ہو، اور وہ ان کی زیارت اور روایت کے

① بغية الوعاة في طبقات اللغويين والنحاة: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى،

لئے نہ گئے ہوں تو یہ بات عادتاً محال ہے۔ ①

آج اگر کوئی مستند بزرگ عالم کسی شہر میں آجائے تو لوگوں کا ملاقات کے لئے ایک تانتا بن جاتا ہے، ہر شخص مصافحہ اور زیارت کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے، جب چودہ صدیوں بعد یہ عالم ہے تو خیر القرون کے دور میں جب کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور لوگ اس کی زیارت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں نہ جائیں تو یہ بات عقلاً ناممکن ہے، آج کے دور میں اگر کوئی بڑا عالم آجاتا ہے تو لوگ اپنی اولاد کو ان کی خدمت میں لے کر جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں، تو پھر جس دور کی خیریت کی پیشن گوئی زبان نبوت سے ہو اس دور کا کیا عالم ہوگا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ”عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری“ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا جب سند میں تذکرہ آیا تو آپ نے ان کے مختصر احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان سے پچانوے (۹۵) احادیث مروی ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے پندرہ (۱۵) روایات مروی ہیں، یہ کوفہ میں رہائش پذیر صحابہ میں سب سے آخری صحابی ہیں، ان کا انتقال ستاسی (۸۷) ہجری میں ہوا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جن سات صحابہ کرام کو پایا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں، اس وقت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سات (۷) سال تھی، اشیاء کے درمیان ادراک اور تمیز کے لئے یہ سن کافی ہے:

عبد اللہ بن ابی اوفی... من أصحاب بیعة الرضوان، روى له خمسة وتسعون حديثاً للبخاري خمسة عشر، وهو آخر من بقي من أصحابه

① مغانی الأخیار: الفصل الثالث فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة وروی عنهم، ج ۳

بِالْكُوفَةِ، مَاتَ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَمَانِينَ وَهُوَ أَحَدُ الصَّحَابَةِ السَّبْعَةِ الَّذِينَ أُدْرِكُهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَكَانَ عَمْرُهُ سَبْعَ سِنِينَ، سَنَّ التَّمْيِيزَ وَالْإِدْرَاكَ مِنَ الْأَشْيَاءِ. ①

اسی طرح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ”باب متى يحل المعتمر“ کے تحت سند میں جب حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ آیا تو فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَحَدٌ مِنْ رَوَى عَنْهُ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، وَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى قَوْلِ الْمُنْكَرِ الْمَتَعَصِبِ. ②

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابو حنیفہ نے (حدیث) روایت کی ہے، اور کسی منکر متعصب شخص کی بات کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت حدیث کی ہے، اور یہ بھی بتلا دیا کہ اس کا انکار متعصب شخص ہی کر سکتا ہے۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں جہاں کہیں بھی سند میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر آیا ہے تو وہاں آپ نے مختصر اس بات کی وضاحت کی ہے، مثلاً:

وَهَذَا هُوَ أَحَدٌ مِنْ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ الْإِمَامُ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. ③
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ آخِرٌ مِنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهُوَ مِنْ جَمَلَةٍ مِنْ رَأَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ. ④

① عمدة القاری: کتاب الزکاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، ج ۹ ص ۹۵

② عمدة القاری: کتاب الحج، باب متى يحل المعتمر، ج ۱۰ ص ۱۲۸

③ کتاب الصوم: باب الصوم في السفر والإفطار، ج ۱۱ ص ۳۲

④ عمدة القاری: کتاب البيوع، باب ما يكره من الحلف، ج ۱۱ ص ۲۰۶

وَهُوَ آخِر مَنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ. رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ

تَعَالَى عَنْهُ. ①

۲۰..... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۸۴۹ھ قریہ سیوط میں پیدا ہوئے جو دریائے نیل کے مضافات میں واقع ہے، ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، جن اساتذہ و شیوخ سے جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، معانی و ادب وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ”حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة“ ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۴۳ میں کیا ہے۔

ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے علمی تبحر اور فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین عبدالرحمن اپنے عہد کے نہایت باکمال ائمہ فن میں سے تھے، فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء اور رشد و ہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ نامور اور بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ اپنے دور کے مجدد بھی تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے عنوان قائم کیا ”ذکر ما روی الإمام أبو حنيفة عن الصحابة رضي الله عنهم“ پھر اس کے تحت امام ابو معشر طبری رحمۃ اللہ علیہ کا پورا وہ جزء نقل کیا ہے جس میں انہوں نے امام صاحب کی صحابہ سے روایات حدیث نقل کی ہیں، پھر ہر روایت نقل کرنے کے بعد روایت کا درجہ متعین کیا ہے اور فن حدیث اور اصول حدیث کے اعتبار سے گفتگو بھی کی ہے، اور دیگر کتب حدیث میں اگر وہ روایت موجود ہے تو اس کی نشاندہی بھی کی ہے، اگر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث کے قائل

نہ ہوتے تو کبھی اس جزء کو نقل نہ کرتے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے مروی روایات کی اسانید پر ضعف کا الزام ہے، عدم صحت اور بطلان کا اعتراض نہیں ہے، اور ضعیف روایت کو نقل کرنا جائز ہے اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا بھی جائز ہے:

و حاصل ما ذکره هو و غیره الحکم علی أسانید ذلک بالضعف و عدم الصحة لا بالبطلان، و حينئذٍ فسهل الأمر في إيرادها لأن الضعیف يجوز روايته و يطلق عليه أنه وارد كما صرحوا. ❶

۲۱.... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رضي الله عنه کی جلالتِ شان، آپ کا علمی فضل و کمال، سیرت پر آپ کی لاجواب تصنیف ”سبل الہدی و الرشاد فی سیرة خیر العباد“ جو تقریباً ایک ہزار کتابوں کے مطالعے سے ماخوذ ہے، آپ کی شخصیت و اخلاق، ذوقِ عبادت، یتیموں کی کفالت، اہل ثروت دنیا دار حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے استغناء کا حال آپ کے ہم عصر علامہ عبدالوہاب شعرانی رضي الله عنه (متوفی ۹۷۳ھ) کی زبانی سنئے:

قال العلامة الشعراني في ذيله على طبقاته ما نصه: ومنهم الأخ الصالح العالم الزاهد، الشيخ شمس الدين محمد الشامي المتمسك بالسنة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، و كان عالماً، صالحاً، مفتناً في العلوم، و ألف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف كتاب، و أقبل الناس على كتابتها و مشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد. كان عزبا لم يتزوج قطاً، و إذا قدم عليه المضيف يعلق القدر و يطبخ له. كان حلواً

❶ تبييض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن

المنطق، مہیب النظر، کثیر الصیام والقیام، بت عنده اللیالی فما كنت اراه ینام فی اللیل إلا قلیلاً. کان إذا مات أحد من طلبة العلم وخلف أولاداً قاصرین وله وظائف یدهب إلى القاضی ویتقرر فیها ویباشرها ویعطى معلومها للأیتام حتی یصلحوا للمباشرة. کان لا یقبل من مال الولاية وأعوانهم شیئاً، ولا یأكل من طعامهم. ①

علامہ شعرانی اپنی کتاب ”الطبقات الكبرى“ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہمارا صالح بھائی، عالم، زاہد، شیخ شمس الدین محمد شامی جو کہ سنت محمدی کے تابع، اور سرزمین برقوقیہ کے ساکن تھے، وہ عالم صالح اور علم میں پختہ شخص تھے، انہوں نے ایک ہزار کتابوں سے مواد لے کر سیرت کی مشہور کتاب لکھی، بہت سے لوگوں نے ان کی اس تصنیف کی کتابت میں دلچسپی لی، انہوں نے اپنی اس تصنیف میں ایسا نوکھا انداز اختیار کیا ہے جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں اختیار کیا، تاحیات وہ غیر شادی شدہ رہے، ان کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو وہ فوراً ہانڈی چولہے پر چڑھا دیتے، اور اس کے لئے کھانا تیار کرتے، ان کی گفتگو شیریں ہوا کرتی تھی، رات کو اللہ کے ہاں مصلے پر کھڑے دکھائی دیتے، میرا ان کے ہاں کئی راتوں تک قیام رہا، میں نے انہیں رات کو بہت کم سوتے دیکھا، طلبہ میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا اور وہ اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑ جاتا تو علامہ شامی قاضی کے پاس جاتے اور اپنے وظائف لے کر اس طالب علم کے یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے، اس کے بعد وہ ان وظائف کو انہیں کے نام سے جاری کروا دیتے، حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے، اور نہ ہی ان کی دعوت قبول کرتے تھے۔

① شذرات الذهب فی أخباء من ذهب: سنة اثنتین وأربعین وتسعمائة، ج ۱۰

یہی علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی، ”عقود الجنان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ اس میں آپ کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنه رأى بعض الصحابة وسمع منهم. ❶

امام ابوحنیفہ نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کی سماعت بھی کی۔

علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد“ میں مرکزی عنوان قائم کیا ”ابواب معجزاته صلى الله عليه وسلم فيما أخبر به من الكوائن بعده فكان كما أخبر“ یعنی آپ کے ان معجزات کا تذکرہ جس میں آپ نے زمانہ مستقبل کے متعلق کسی بات کی خبر دی اور وہ اسی طرح ہوا جیسے آپ نے بتلایا تھا۔ اس عنوان کے تحت انہوں نے چوراسی (۸۳) ابواب قائم کر کے مختلف معجزات کا ذکر کیا، تو تریپن (۵۳) نمبر باب میں عنوان قائم کیا ”الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله“ یعنی احادیث میں وہ بشارتیں جس میں امام ابوحنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کی طرف اشارہ تھا۔

الحمد للہ جو آپ نے پیش گوئی کی تھی وہ ہو بہو پوری ہوئی، آپ نے فرمایا تھا: لو كان

الإيمان عند الثريا لناله رجال من هؤلاء. ❷

علامہ صالحی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ میرے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) نے

فرمایا کہ (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی) بشارت اور فضیلت میں یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس پر اعتماد

❶ عقود الجنان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب التاسع، ص ۱۸۰

❷ صحيح بخارى: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم

کیا جائے گا، آپ کی فضیلت کے لئے موضوع روایت کی ضرورت نہیں ہے، علامہ صالحی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا کہ اس حدیث کے مصداق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی ان کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا:

قال الشيخ رحمه الله تعالى: فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة، ويستغنى به عن الخبر الموضوع. انتهى. وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. ①

۲۲..... امام ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تصریح

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام سے سماع کرنا بیان کیا ہے۔ جن میں سے امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمرو بن حریث۔ حضرت عبداللہ بن اُنیس، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے امام اعظم کے سماع حدیث پر وارد اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

نیز امام رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ، حضرت سہل بن ساعد الساعدی، حضرت سائب بن خلاد بن سُوید، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبداللہ بن بُسر اور حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہم کے صرف سنین وصال درج کرنے پر اکتفاء کیا، نیز آپ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی ارسال وانقطاع

① سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: أبواب معجزات النبي ﷺ، الباب الثالث

کے راوی پر مقدم ہوتا ہے، اس لئے کہ اتصال کا راوی جو روایت نقل کرتا ہے اس میں زیادتی علم یعنی ایک نئی بات کا اضافہ ہوتا ہے، یہ بات تائید کرتی ہے علامہ عینی رحمته اللہ علیہ کے قول کی، پس اس بات کو خوب یاد رکھو یہ نہایت اہم بات ہے:

وقاعدة المحدثین أن راوی الاتصال مقدم علی راوی الإرسال
والانقطاع لأن معه زیادة علم تؤید ما قاله العینی فاحفظ ذلك فانه مهم. ①

۲۳..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمته اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح

مجدد مائتہ عشرہ شارح مشکوٰۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمته اللہ علیہ جن کے ترجمے کا آغاز علامہ عبدالملک بن حسین عصامی مکی رحمته اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الجامع للعلوم العقلیة والنقلیة والمتضلع من السنة النبویة أحد
جماهیر الأعلام ومشاهیر أولی الحفظ والأفهام. ②

علامہ محمد امین بن فضل اللہ مکی رحمته اللہ علیہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے ملا علی قاری رحمته اللہ علیہ اور امام

شہاب الدین رملی رحمته اللہ علیہ کو اپنے صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ ③

علامہ شوکانی رحمته اللہ علیہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے ملا علی قاری رحمته اللہ علیہ کو مجتہد قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ مجتہد کی شان یہ ہوتی ہے کہ جو ادلہ صحیحہ کی مخالفت کرے وہ اس کو بیان کرے اور اس پر اعتراض کرے، چاہے اس کے کہنے والا کوئی بڑا آدمی ہو یا چھوٹا ہو (علم و مرتبہ کے

اعتبار سے):

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنیفة النعمان: الفصل السادس،

۳۳ تا ۳۶ ② سمط النجوم العوالی فی أنباء الأوائل والتوالی: ترجمة: علی القاری

بن سلطان، ج ۳ ص ۴۰۲ ③ خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر: ترجمة:

علی بن محمد القاری، ج ۳ ص ۱۸۵

وَأَقُولُ هَذَا دَلِيلٌ عَلَىٰ عُلُوِّ مَنْزِلَتِهِ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ شَأْنُهُ أَنْ يَبِينَ مَا يُخَالَفُ

الْأَدِلَّةَ الصَّحِيحَةَ وَيَعْتَرِضُهُ سِوَاءَ كَمَا كَانَ قَائِلُهُ عَظِيمًا أَوْ حَقِيرًا. ①

یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا صحابہ سے روایت کرنا ثابت ہے:

وقد ثبت رؤيته بعض الصحابة واختلف في روايته عنهم والمعتمد

ثبوتها. ②

امام ابوحنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے، البتہ آپ کا صحابہ سے روایت حدیث کرنا مختلف فیہ ہے، لیکن قابل اعتماد بات یہ ہے کہ آپ کا ان سے روایت حدیث کرنا ثابت ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بحث کا فیصلہ دو جملوں میں کر دیا، جو سمندر کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہے:

قِيلَ: وَلَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِنْهُمْ. قُلْتُ: لَكِنْ مَنْ حَفِظَ حُجَّةَ عَلِيٍّ مَنْ لَمْ يَحْفَظْ،

وَالْمُشَبِّهُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي. ③

بعض نے کہا کہ امام ابوحنیفہ کی ان میں سے کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، میں کہتا ہوں (ملا علی قاری) جس نے یاد رکھا اس کی بات حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ رکھا، اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہے۔

۲۳..... امام محمد بن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ حصکفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی تصریح

امام محمد بن علی بن محمد المعروف رحمۃ اللہ علیہ حصکفی فرماتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ امام

① البدر الطالع: ترجمة: الشيخ ملا علی قاری بن سلطان، ج ۱ ص ۴۴۵، ۴۴۶

② ذیل الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ج ۲ ص ۴۵۳ ③ مرقاة المفاتیح شرح

مشکاة المصابیح: مقدمہ، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۷۸

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سات صحابہ سے حدیث کا سماع کیا ہے:

وَصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ①

۲۵..... امام ابن عماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح

امام عبدالحی بن احمد حنبلی المعروف ابن عماد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وذكر الحافظ العامري في تأليفه الرياض المستطابة وكذلك

ملخصه صالح ابن صلاح العلائى، ومن خطه نقلت: أن الإمام أبا حنيفة

رأى عبد الله بن الحارث بن جزء وسمع منه قوله: من تفقه في دين الله

كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. ②

(اس تحقیق کو) حافظ عامری نے اپنی تالیف ”الرياض المستطابة“ میں ذکر کیا

ہے جس کی صالح بن صلاح علانی نے تلخیص کی ہے۔ میں نے انہی کے خط سے (اس تحقیق

کو) نقل کیا ہے کہ بے شک امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ

کو دیکھا، اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تفقہ (سمجھ

بوجھ) حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اس کو وہاں سے رزق

دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تحقیق

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام اعظم کی ایک لاجواب شرح لکھی ”تنسيق

النظام في مسند الإمام“ کے نام سے یہ شرح اب مسند امام اعظم کے متداول نسخوں پر

حاشیے کی صورت میں موجود ہے، اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے، جس میں امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و مناقب اور مسند کے روایات کا تفصیلی تذکرہ ہے، اس میں امام

سنن ابی داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث ارباب انصاف کے نزدیک چند وجوہ سے ثابت ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام خوارزمی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے روایت حدیث کی ہے، البتہ اختلاف تعداد میں ہے بعض نے کہا کہ سات یا چھ یا پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو معشر عبدالکریم شافعی رضی اللہ عنہ نے امام صاحب کی صحابہ سے مرویات پر مستقل ایک رسالہ لکھا، اور اس میں روایات پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ روایات کی اسناد ضعیف سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے کہا، علماء نے تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال اور مناقب میں ضعیف روایات پر عمل کرنا جائز ہے، اور یہ بات علماء کے ہاں معمول و مقبول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ عینی رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے روایت حدیث کو ثابت کیا ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ نے امام صاحب کے سماع کو ثابت کیا ہے، علامہ کردری، امام طاہر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ان کے علاوہ ثقہ، حفاظ حدیث، ائمہ مجتہدین اس بات کے قائل ہیں، مشہور عربی مقولہ ہے، ”صاحب البیت أدری بما

فیہ“ لہذا امام صاحب کی روایت کا مسئلہ بھی ائمہ حنفیہ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ①

ائمہ کرام کی درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی زیارت کر کے نہ صرف شرفِ تابعیت سے بہرہ ور ہوئے بلکہ آپ نے صحابہ سے براہِ راست احادیث مبارکہ بھی روایت کیں، ایک منصف مزاج شخص کے لئے اس قدر اکابر اہل علم حضرات کی تصریحات کافی ہیں۔

① تنسيق النظام في مسند الإمام بحاشية مسند الإمام الأعظم: مقدمة: ص ۱۱،

امام اعظم کی حضرت عائشہ بنت عجر سے روایت حدیث پر اعتراضات
اور ان کے جوابات

سید الحفاظ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سماع صراحت کے ساتھ حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اور ان کا سماع صراحت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے، آپ کا مقام اس فن میں بعد میں آنے والے تمام ائمہ جرح و تعديل سے بڑھ کر ہے لہذا آپ ہی کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا کی صحابیت کے بارے میں جن حضرات نے شبہ کا اظہار کیا ہے، ان میں امام دارقطنی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ہیں، ان حضرات کے شبہ کی بنیاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی طرف منسوب یہ قول ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں۔

بندہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ”کتاب الام“ میں کافی تلاش کیا لیکن مجھے اب تک اس اصل ماخذ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نہیں ملا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے نقل کیا ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مس ذکر کی بحث میں الزامی جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ فریق مخالف ہم پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم نے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، اور وہ معروف نہیں ہیں، حالانکہ جن روایات سے فریق مخالف استدلال کر رہا ہے اس میں عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ اور عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا ہیں، اور یہ دونوں بھی اپنے شہروں میں معروف نہیں ہیں، (یعنی جو اعتراض وہ ہمیں دے رہے ہیں وہ ان کی اپنی روایات پر بھی ہے):

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَثَرُهُ الَّذِي يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ

عَجْرَدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَعَمَ أَنَّ هَذَا الْأَثَرَ ثَابِتٌ يُتْرَكُ لَهُ الْقِيَاسُ وَهُوَ
يَعِيبُ عَلَيْنَا أَنْ نَأْخُذَ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، وَعُثْمَانُ وَعَائِشَةُ غَيْرُ مَعْرُوفَيْنِ بِلَدِهِمَا. ①

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی ان
الفاظ میں نقل کیا ہے:

وقد قال الشافعي في الأم لما احتج بحديث بسرة بنت صفوان في
الوضوء من مس الذكر رويانا قولنا من غير بسرة والذي يعيب علينا
الرواية عن بسرة يروي عن عائشة بنت عجرد وغيرها من النساء اللواتي
لسن بمعروفات ويحتج بروايتهن ويضعف حديث بسرة مع سابقتها وقدم
هجرتها. ②

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب الأم“ میں کتاب الوضوء کے تحت باب مس ذکر میں بسرہ
بنت صفوان کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنے اس قول کو حضرت
بسرہ کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی روایت کیا ہے، وہ لوگ جو ہمیں حضرت بسرہ سے روایت
کرنے پر عیب لگاتے ہیں وہ عائشہ بنت عجرد اور ان جیسی دیگر خواتین سے جو معروف نہیں
ہیں روایت کرتے ہیں، اور پھر ان کی روایتوں سے حجت قائم کرتے ہیں اور بسرہ کی حدیث
کو ان کی سابقیت اور قدیم الحجرت ہونے کے باوجود ضعیف ٹھہراتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت میں کہیں بھی ان کی صحابیت کا انکار نہیں کیا ہے، صرف
الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں، لیکن امام

① السنن الكبرى: كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحديث:

۸۵۰ ② لسان الميزان: حرف العين، من اسمه عائشة، ترجمة: عائشة بنت عجرد،

شافعیؒ کے ان کو نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابیہ ہی نہ ہوں، اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے کہ اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایات کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے، امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایت کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے:

① مَنْ رَوَى عَنْهُ ثِقَتَانِ فَقَدْ اَرْتَفَعَتْ جَهَالَتُهُ وَثَبَّتْ عَدَالَتُهُ.

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی راوی سے تین آدمی اور یہ بھی کہا گیا کہ دو آدمی روایت کریں تو وہ مجہول نہیں ہے:

② رَوَى عَنْهُ ثَلَاثَةٌ وَقَدْ قِيلَ رَجُلَانِ فَلَيْسَ بِمَجْهُولٍ.

علامہ عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک اگر دو شخص مجہول العین سے روایت کر لیں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے:

③ ان جهالة العين ترتفع برواية اثنين عنه هذا عند الأكثر.

مزید اہل علم کے اقوال کے لئے ”الرفع والتكميل“ میں ”المرصد الرابع“ ایقاظ نمبر ۱۳ کے تحت دیکھیں۔

حضرت عائشہ بنت عمرؓ سے روایت کرنے والے دو ثقہ حضرات ہیں، امام ابوحنیفہ اور عثمان بن راشدؓ، نیز حضرت عثمان بن راشدؓ سے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوریؓ جیسے دو جلیل القدر ائمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان بن راشدؓ سے ابوحنیفہؒ نے جو روایت نقل کی ہے اسے امام

① فتح المغیث: معرفة من تقبل روايته ومن ترد، الاختلاف في المجہول، ج ۲

ص ۵۴ ② الاستذکار: کتاب الطہارة، باب جامع الوضوء، ج ۱ ص ۱۸۰

③ الرفع والتكميل: المرصد الرابع، ایقاظ، ۱۳، ص ۲۴۸

دارقطنی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: ❶

اسی طرح حضرت عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ سے امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے بھی روایت نقل کی، دیکھئے: ❷

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ براہ راست نقل کر رہے ہیں اور ان سے دو جلیل القدر امام، امام ابوحنیفہ اور امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نقل کر رہے ہیں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ نے نقل کیا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بھی۔

امام ابن ابی حاتم رازی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ دونوں کا ذکر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حماد بن ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے اور وہ عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے، دیکھئے: ❸

امام ابن ابی حاتم رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ کے حالات میں نقل کیا کہ ان سے امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

عثمان بن راشد السلمی روی عن عائشة بنت عجر روی عنه الثوری. ❹

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ سے اور ان کی حضرت عائشہ بنت عجر

رضی اللہ عنہا سے مروی روایت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۲ھ) نے ”کتاب الآثار“ میں نقل

❶ سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ماروی فی المضمضۃ والاستنشاق، ج ۱

ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۳ ❷ سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی

المضمضۃ والاستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۲

❸ الجرح والتعدیل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۴۹

❹ الجرح والتعدیل: باب العین، عثمان، ج ۶ ص ۱۴۹

کی ہے۔ دیکھئے: ❶

امام عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے ان کا ذکر اپنی کتاب ”الثقات“ میں کیا، اور یہ بھی نقل کیا کہ یہ حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ السَّلْمِيُّ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَرْوِي عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ

رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ. ❷

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے:

قلت: ذكر ابن حبان في الثقات. ❸

معلوم ہوا امام عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ بھی ثقہ ہیں اور ان سے نقل کرنے والے دو امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بھی ثقہ ہیں، اور ان دونوں اماموں کا حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنا بھی ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے اور حضرت عثمان بن راشد رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے بھی۔ اب ثبوتِ روایت کے بعد اس روایت پر اعتراضات اور جوابات کی طرف آتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا کی روایت پر دو اعتراض کئے:

۱.... حضرت عائشہ بنت عجر رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری روایت

مروی نہیں۔

❶ کتاب الآثار: باب الغسل من الجنابة، ص ۱۳ رقم: ۵۹

❷ الثقات: باب العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۷ ص ۱۹۶

❸ تعجيل المنفعة: حرف العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۲ ص ۵

۲..... حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

لَيْسَ لِعَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَدٍ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ، عَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَدٍ لَا تَقُومُ بِهَا حُجَّةٌ. ①

امام دارقطنی رضی اللہ عنہ کی یہ دونوں باتیں درست نہیں اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف یہ ایک حدیث مروی نہیں بلکہ امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین روایتیں نقل کیں ہیں۔ ایک کے راوی حجاج بن ارطاة رضی اللہ عنہ، دوسرے کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور تیسرے کے امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ براہ راست بھی نقل کرتے ہیں جیسا کہ امام تکھی بن معین رضی اللہ عنہ نے نقل کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے عثمان بن راشد کے واسطے سے بھی امام صاحب روایت نقل کرتے ہیں اس کا ذکر امام ابو یوسف نے ”کتاب الآثار“ میں اور امام ابو نعیم فضل بن دکین رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۹ھ) نے ”کتاب الصلاة“ میں ص: ۱۱۲، رقم الحدیث: ۹۷ کے تحت نقل کیا ہے، اسی طرح مسند ابی حنیفہ میں حافظ طلحہ بن محمد رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اسی طرح امام ابن خسر و رضی اللہ عنہ اور قاضی ابوبکر محمد بن عبد الباقی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو امام موفق مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے بھی ”مناقب ابی حنیفہ“ ص: ۳۲ پر نقل کیا ہے، اسی طرح سبط ابن جوزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵۴ھ) ”الانتصار والترجیح“ ص: ۱۵ پر نقل کیا ہے، امام

① سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ما روی فی المضمضة والاستنشاق، ج ۱

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے حضرت عائشہ بنت عجرہ سے روایت نقل کی،
دیکھئے: ❶

مندرجہ بالا روایات تو بندہ کے علم کے مطابق ہیں اس کے علاوہ مزید روایات بھی موجود ہیں اگر تلاش و جستجو سے کام لیا جائے تو اور بھی روایات سامنے آسکتی ہیں۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ ”لیس لعائشۃ بنت عجرہ إلا هذا الحدیث“ یہ کسی طرح درست نہیں ہے، باقی رہی دوسری بات کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ہے یہ بات بھی محض انکل اور گمان سے کہی ہے، اس پر کوئی دلیل نقل نہیں کی کہ آخر کیوں نہیں حجت پکڑی جاسکتی ہے؟ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۸ھ) جو امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی اتباع کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس مقام پر انہوں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا جملہ تو نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں، لیکن انہوں نے دوسرا جملہ کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی اس کو بالکل نقل ہی نہیں کیا، دیکھئے: ❷

نیز امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ صنف اناث میں کوئی ایک فرد بھی مجروح نہیں ہے:

وما علمت في النساء من اتهمت ولا من تركوها. ❸
عورتوں میں سے کسی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کو متہم کیا گیا ہو اور محدثین نے اس سے روایت ترک کر دی ہو۔

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳۳ھ) حضرت عائشہ بنت عجرہ کی صحابیت کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”تجرید أسماء

❶ تبیض الصحیفة: ذکر ماروی الإمام أبو حنیفة عن الصحابة، ص ۳۲

❷ السنن الکبری: کتاب الطہارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم: ۸۵۰

❸ میزان الاعتدال: فصل فی النسوة المجہولات، ج ۳ ص ۶۰۴

الصحابہ“ میں نقل کیا:

قال ابن معین لها صحبة.

امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئی تھیں۔

امام یحییٰ بن معین ﷺ کا مقام و مرتبہ اور اس فن میں ان کی جلالتِ شان امام دارقطنی،

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم اللہ سے کہیں بڑھ کر ہے، امام یحییٰ بن معین ﷺ امام ابوحنیفہ

ﷺ کے حضرت عائشہ بنت عبد اللہ سے براہِ راست سماعت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی

صحابت دونوں باتوں کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء

الاجزاء یہ جزء کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ کتابچہ ہے جس میں کسی ایک راوی کی

احادیث جمع کر دی گئی ہوں، جیسے: ”جزء حدیث ابی بکر“ یا کسی خاص احادیث کی

اسانید پر بحث کی گئی ہو، جیسے حافظ ابن رجب جنلی ﷺ (متوفی ۷۹۵ھ) کی ”اختیار

الأولی فی شرح حدیث اختصم الملا الأعلى“ یا کسی خاص موضوع سے متعلق

احادیث جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری ﷺ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ”جزء رفع الیدین

فی الصلوة“ یا احادیث سے متعلق فوائد جمع کئے گئے ہوں جیسے ”الوحدانیات،

الثنائیات“ یا کسی ایک صحابی یا اس کے بعد لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی روایات کو جمع

کیا جائے یا کسی ایک شخص کے متعلق روایات کو جمع کیا جائے، اس کے علاوہ بھی اجزاء مختلف

شخصیات کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ ﷺ کے متعلق بھی مختلف اجزاء مختلف موضوعات پر لکھے

گئے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی ﷺ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”جزء فیہ حدیث ابی

حنیفہ عمّن لقی من الصحابة“ اس جزء میں ان روایات کا تذکرہ ہے جس میں امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے لقاء کا ثبوت ہے، حافظ نے اس جزء کی اپنے سے لے کر مصنف تک اسکی سند بھی ذکر کی ہے، اور آپ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے برائے راست (بغیر کسی واسطے کے) روایت بھی ذکر کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ①

اسی طرح حافظ نے آپ کے ایک اور جزء کا تذکرہ کیا ہے، اور اس تک اپنی متصل سند بھی ذکر کی ہے وہ ہے ”روایۃ ابي حنيفة عن الصحابة“ امام ابو معشر عبدالکریم طبری رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۸۷ھ) نے اس جزء میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ سے مروی روایات کا تذکرہ ہے۔ ②

اس جزء کا ذکر علامہ محمد بن سلیمان الرودانی مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے بھی کیا ہے، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وجزاء فيه رواية ابي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر الطبري. ③

فقہ کی لغوی تعریف

فقہ لغت میں سمجھ بوجھ کو کہتے ہیں، چاہے سمجھنا واضح اور آسان بات کا ہو یا مشکل اور دقیق بات کا، خواہ ان باتوں کا سمجھنا دینی امور سے متعلق ہو یا دنیوی امور سے، بہر حال ان سب پر فقہ کی لغوی تعریف صادق آتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب رضی اللہ عنہ کی قوم کی حکایت نقل فرمائی ہے:

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

② المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

③ صلة الخلف بموصول السلف، حرف الجيم، ج ۱ ص ۲۱۳

﴿قَالُوا يَشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ﴾ ❶

ترجمہ: قوم نے کہا: اے شعیب! آپ کی بہت سی باتوں کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔
اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ ❷

ترجمہ: (دنیا میں) کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تعریف کو نہیں سمجھ پاتے۔

اور حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❸

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرتے ہیں اسے دین میں تفقہ اور سمجھ داری عطا کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہ مطابق فہم اور سمجھ کو کہتے ہیں۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف

علمائے اصول نے فقہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں، عہد صحابہ و تابعین میں جب فقہ کا لفظ بولا جاتا تھا اس سے ہر قسم کے دینی احکام کا فہم مراد ہوتا تھا، جس میں ایمان و عقائد، عبادات و اخلاق، معاملات اور حدود، فرائض سب داخل سمجھے جاتے تھے، اسی لیے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے:

الفقه هو معرفة النفس ما لها وما عليها. ❹

❶ سورة هود: ۹۱ ﴿سورة الإسراء: ۳۳﴾

❷ صحیح بخاری: کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقہ فی الدین، ج ۱

ص ۲۵، رقم الحدیث: ۷۱ ❸ رد المحتار علی الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۶۱

یعنی جس سے انسان اپنے نفع و نقصان اور حقوق و فرائض کو جان لے وہ فقہ ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی بناء پر عقائد پر لکھی جانے والی کتاب کا نام ”الفقہ
الاکبر“ رکھا جو آج کل متداول ہے لیکن بعد کے ادوار میں عقائد کو فقہ کے مفہوم سے
خارج کر دیا گیا۔

عقائد کو علم تو حید، علم کلام اور علم عقائد سے موسوم کیا گیا، اور فقہ کی تعریف اس طرح کی گئی:

الفقه: العلم بالأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها. ①

علم فقہ کا موضوع

مکلف آدمی کا فعل ہے جس کے احکام سے اس علم میں بحث ہوتی ہے، مثلاً انسان کے
کسی فعل کا صحیح، فاسد، فرض و واجب، سنت و مستحب یا حلال و حرام ہونا وغیرہ۔

فقہ کی غرض و غایت

سعادت دارین کی کامیابی اور علم فقہ کے ذریعہ شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کی

قدرت۔ ②

علم فقہ اور اس کی عظمت

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾. ③

ترجمہ: جس کو حکمت دی گئی پس اس کو خیر کثیر دیا گیا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے علم فقہ مراد ہے:

① البحر الرائق: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷ ② رد المحتار علی الدر المختار: مقدمة، ج ۱

ص ۳۸/ البحر الرائق: مقدمہ، ج ۱ ص ۷ ③ سورة البقرة: ۲۹۳

وقد فسر الحكمة زمرة أرباب التفسير بعلم الفروع الذي هو علم

الفقه. ❶

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❷

ترجمہ: اللہ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے تفقہ فی الدین یعنی دین

میں گہرائی اور صحیح سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فقہ کی عظمت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الفقه أشرف العوم قدراً، وأعظمها أجراً وأتمها عائدةً، وأعمها فائدةً،

وأعلاها مرتبةً يملأ العيون نوراً والقلوب سروراً، والصدور إنشراحاً. ❸

ترجمہ: علم فقہ تمام علوم میں قدرت و منزلت کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے اور اجر کے

اعتبار سے بھی اس کا مرتبہ اونچا ہے، علم فقہ اپنے مقام و رتبہ کے اعتبار سے بھی بہت بلند ہے

اور وہ آنکھوں کو نور اور جلا بخشتا ہے، دل کو سکون اور فرحت بخشتا ہے اور اس سے شرح صدر

حاصل ہوتا ہے۔

اور صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے علم فقہ کی عظمت کا یوں

تذکرہ کیا ہے:

وخير علوم علم فقه لأنه يكون إلى العلوم توسلاً، فان فقيها واحداً

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹ ❷ صحيح بخارى: كتاب العلم، باب من يرد

اللہ به خيراً يفقهه في الدين، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱

❸ الأشباه والنظائر: مقدمة، ص ۱۶

متورعا علی ألف ذی زهد تفضل وأعتلی.

تفقه فان الفقه أفضل قائد إلى البر والتقوی وأعدل قاصد

وکن مستفیدا کل یوم زیادة من الفقه وأسبح فی بحور الفوائد ①

تمام علوم میں قدر و منزلت اور مقام و رتبہ کے اعتبار سے سب سے بہتر علم فقہ ہے، اس لیے کہ علم فقہ تمام علوم تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اسی وجہ سے ایک متقی فقیہ ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے، علم فقہ کو حاصل کرنا چاہئے، اس لیے کہ علم فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہر دن علم فقہ سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے، اس کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی چاہئے۔

قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فقہ ایک بدعت ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں، یہ محض ان لوگوں کا مغالطہ ہے، حقیقت میں فقہ کسی بدعت کا نہیں بلکہ قرآن و سنت ہی کے ثمرے اور نتیجے کا نام ہے، قرآن و سنت ہی کے دیگر بے شمار علوم کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، قرآن و حدیث میں بے شمار نصوص ایسی ہی ہیں جن سے بالواسطہ یا بلا واسطہ فقہ کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ۲۰ مقامات ایسے ہیں جن میں لفظ فقہ استعمال ہوا ہے۔

ہم یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان میں سے پانچ آیات مبارکہ جمع تراجم لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

۱.. فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لَّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ. ②

تو ان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔

۲.... فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا. ①

پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔

۳.... وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ. ②

اور ہم نے ان کے دلوں پر (ان کی اپنی بدنیتی کے باعث) پردے ڈال دیے ہیں (سو اب ان کے لیے ممکن نہیں) کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ سکیں۔

۴.... أَنْظِرْ كَيْفَ نَصَرَفَ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ. ③

دیکھئے ہم کس کس طرح آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ (لوگ) سمجھ سکیں۔

۵.... قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ. ④

بے شک ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان

کردی ہیں۔

اب آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ فقہ کی اصطلاح قطعاً نئی نہیں بلکہ یہ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس سے اسلامی قوانین کی حقیقی روح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث میں غور و خوض کرنا اور ان میں فقہ و فہم سے کام لینا حکم قرآن اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔ نیز ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کی سمجھ، فہم، تدبر اور بصیرت میں گہرائی حاصل کریں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہ الحدیث کے فضائل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح علم الحدیث کے فضائل بیان فرمائے ہیں، اسی طرح فقہ الحدیث، متعلم فقہ الحدیث اور فقیہ کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں

بعض مقامات پر لفظ فقہ کو دین کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے جس سے قرآن و حدیث ہی کا فہم مراد ہے، جب کہ بعض مقامات پر مطلقاً ذکر آیا ہے، ان احادیث میں اصل مقصود فقہ کا حصول ہی ہے چاہے وہ فقہ القرآن کی شکل میں ہو یا فقہ الحدیث کی شکل میں۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

فقہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ①

اے اللہ! اس کو دین کی فقہ (یعنی قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ) عطا فرما۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ أَفْضَلُهُمْ عَمَلًا إِذَا فَقَّهُوا فِي دِينِهِمْ. ②

جب لوگ تفقہ فی الدین رکھتے ہوں تو پھر ان میں سے افضل وہ ہے جو ان میں عمل کے اعتبار سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ، وَأَفْضَلُ الدِّينِ الْوَرَعُ. ③

① صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم

الحدیث: ۱۴۳ ② المستدرک علی الصحیحین: تفسیر سورة الحديد، ج ۲

ص ۵۲۲، رقم الحدیث: ۳۷۹۰ ③ المعجم الأوسط: باب الواو، من اسمه ولید،

ج ۹ ص ۱۰۷، رقم الحدیث: ۲۹۶۴

افضل عبادت فقہ (یعنی قرآن و حدیث میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا) ہے اور افضل دین ورع (پرہیزگاری) ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے مستفاد ہوا کہ قرب الہی کے حصول کے لیے سب سے بہترین راہ فقہ فی الدین کو قرار دیا گیا ہے۔ انسان حتیٰ کہ جنات کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کرنا بیان فرمایا ہے اور اسی عبادت کو دین میں بلند درجہ سمجھ بوجھ کے حصول کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کیوں کہ انسان فہم دین کی بدولت ہی عبادت کا حق کما حقہ ادا کر سکتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے ادا نہیں ہو سکتا۔

فقہ کا درجہ اور مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ کسی منافق کی قسمت میں یہ رتبہ نہیں لکھا جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَصَلْتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ. ①

دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں: اچھا کردار و اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ۔

علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق

علم الحدیث کا دائرہ کار حدیث کی سند اور ظاہری الفاظ حدیث کے ساتھ منسلک ہے، روایت الحدیث کی شکل میں یہ متن کے ساتھ اس طرح متعلق ہے کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث اخبار صحابہ اور آثار تابعین یعنی موقوفاً اور مقطوعاً کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قولاً، فعلاً، تقریراً، صفۃً اور حالاً منسوب ہے۔ روایت الحدیث سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ قوت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کس درجہ کی ہے، اس کا شمار مقبول احادیث کی انواع میں سے کسی نوع میں کیا جائے گا یا کسی مردود نوع میں کیا جائے گا؟ راوی پر عدالت

① سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه، ج ۵ ص ۴۹، رقم

وضبط کے قواعد اور شرائط کی رو سے جرح و تعدیل میں سے کون سا حکم لگایا جائے گا؟ راوی کو تعدیل کے اعتبار سے اصدق الناس یا أثبت الناس یا وثق الناس، ثقة ثقة یا ثقة ثبت، ثقة یا حجة، صدوق یا محله الصدق یا لا بأس به، فلان شیخ یا روی عنه الناس، صالح الحدیث یا کتب حدیثہ، صدوق سیئ الحفظ یا صدوق له أوہام کس درجہ میں رکھا جائے گا؟ اسی طرح جرح کے اعتبار سے کوئی راوی اگر مجروح ہو مثلاً اسے مستور یا مجہول الحال، ضعیف، مجہول یا لا یعرف، متروک یا متروک الحدیث، متہم بالکذب یا متہم بالوضع، کذاب یا وضاع یا یضع الحدیث جیسے الفاظ سے گردانا گیا ہو تو اس کی روایت کو کس درجہ پر رکھا جائے گا؟ راوی حدیث نے اپنے شیخ سے حدیث قرأه، سماعاً، اجازتاً، مناوئاً، کتابتاً، وصیتاً یا وجادتاً کس طریق سے حاصل کی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو علم الحدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔

کسی بھی روایت کو ان تمام اسالیب پر پرکھنے کے بعد اس کے قبول اور رد کا تو علم ہو جاتا ہے لیکن اس سے حدیث میں موجود حکم سے مکلف کو آگاہی حاصل نہیں ہوتی کہ اس پر کیا چیز فرض ہوئی یا کون سی سنت قرار پائی، اسی طرح کون سی چیز اس پر حرام قرار دی گئی یا کون سی چیز مکروہ کے درجہ میں آئی؟ کیا طلبِ فعل پر مشتمل تمام احادیث صحیحہ پر فرض و واجب اور طلبِ ترک فعل پر حرام و مکروہ تحریمی کا حکم لگایا جائے گا؟ اس کے برعکس کیا تمام ضعیف احادیث کو یکسر صرف نظر کر دیا جائے گا یا انہیں کسی صورت قبول کیا جائے گا؟ کیا ظاہر اذو باہم متضاد و متعارض احادیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا یا ان کے درمیان تطبیق کی کوئی صورت نکالی جائے گی۔

ان سوالات کے ساتھ ساتھ پھر حدیث میں کہیں لفظ عام ہے کہیں لفظ خاص، کہیں مطلق ہے کہیں مقید، کہیں امر کا اسلوب ہے کہیں نہی کا، کہیں لفظ مشترک ہے، کہیں اسلوب

کنایۃ ہے کہیں صراحتاً، ان اسالیب کی بناء پر حدیث سے کون سا حکم کیسے اخذ ہوگا؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات دینے کے لیے علم فقہ الحدیث معرض وجود میں آیا۔ فقہ الحدیث ہی کی بدولت کسی حدیث میں موجود حکم سے صحیح اور کامل آگاہی ہوتی ہے۔ علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان بنیادی فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے:

علم الحدیث..... روایت الحدیث اور رواۃ الحدیث کے احوال پر بحث کرنا ہے جب کہ فقہ الحدیث..... الفاظ الحدیث، معانی الحدیث اور حدیث میں اختیار کردہ مختلف اسالیب پر غور و فکر کرنے کا نام ہے۔

علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان اسی فرق کو محدثین نے بھی بیان کیا ہے:

۱..... امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ امام علی بن عبداللہ المعروف ابن مدینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

التفقه في معاني الحديث نصف العلم ومعرفة الرجال نصف العلم. ①

حدیث کے معانی پر غور و خوض کرنا نصف علم ہے، اور روایات حدیث کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا باقی نصف علم ہے۔

۲..... صاحب السنن امام ابو عیسیٰ ترمذی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے غسل میت پر فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

و كذلك قال الفقهاء: وهم أعلم بمعاني الحديث. ②

فقہاء نے اسی طرح کہا ہے اور وہ حدیث کے معانی کو زیادہ جانتے ہیں۔

محدث اور فقیہ میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو چونکہ فقہاء کے زمرہ میں شمار

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المديني علي بن عبد الله، ج ۱۱ ص ۳۸ ② سنن الترمذی:

أبواب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰

کیا ہے اس وجہ سے یہ جہلاء لوگوں کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فقہ تھے محدث نہیں تھے۔

فقہ اور محدث کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے

ایک شخص قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اور دوسرا شخص قرآن کے الفاظ کا بھی حافظ ہے اور معانی اور اسکی تفسیر سے بھی اس کو پوری آشنائی ہے، اب جو شخص صرف قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اس کو صرف حافظ کہتے ہیں اور جو قرآن کے معانی اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی احمق یہ کہے کہ فلاں شخص عالم ہے لیکن قرآن حکیم کے الفاظ سے ناواقف ہے تو لوگ اس کی اس بات کو مضحکہ خیز کہیں گے کیونکہ عالم ہوتا ہی وہ ہے جو قرآن حکیم کے الفاظ سے واقف ہو۔

بالکل اسی طرح ایک محدث صرف حدیث کے الفاظ اور اس کی سند کا حافظ ہوتا ہے حدیث کے معانی سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن ایک فقہ حدیث کے الفاظ کا حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے معانی کا بھی حافظ ہوتا ہے اور اس کے معانی کی گہرائی میں ڈوب کر مختلف مسائل کا استنباط کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل فتویٰ فقہاء ہوتے ہیں نہ کہ محدثین۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبرؒ (متوفی ۴۶۳ھ) نے عبید اللہ بن عمروؒ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

میں امام اعظم (جو کہ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حدیث تھے اور ایک بہت بڑے محدث تھے) کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے آکر ایک مسئلہ پوچھا لیکن امام اعظمؒ اس کو وہ مسئلہ نہ بتا سکے اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ مجلس میں امام ابوحنیفہؒ بھی موجود تھے آخر امام اعظمؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے فرمایا کہ اس شخص کو یہ مسئلہ بتائیں امام ابوحنیفہؒ نے اس کو مسئلہ بتا دیا جس سے اس کی تشفی ہو گئی، امام

اعمش رضی اللہ عنہ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جواب پر تعجب ہوا اور فرمایا: یہ مسئلہ آپ نے کس حدیث سے استنباط کیا ہے؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: من حدیث کذا، أنت حدثتناہ، یعنی امام اعمش رضی اللہ عنہ ہی کی بیان کردہ حدیث سنائی، یہ حدیث سن کر امام اعمش رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ وَأَنْتُمْ الْأَطِبَّاءُ" ہم لوگ محض عطار ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں:

كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال: يا نعمان، قل فيها قال: القول فيها كذا، قال: من أين؟ قال: من حدیث كذا، أنت حدثتناه، قال: فقال الأعمش، نحن الصيادلة وأنتم الأطباء. ①

امام اعمش رضی اللہ عنہ نے اپنے اس بیان میں محدث اور فقیہ کے فرق کو بیان فرمادیا، محدث عطار ہوتا ہے جو مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اپنی دوکان پر سجائے رکھتا ہے لیکن اس کو ان جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کی تاثیرات کا علم نہیں ہوتا، ان کو صرف ایک طبیب ہی جان سکتا ہے اور وہ ان کو ملا کر ایک ایسا نسخہ تیار کرتا ہے جس سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ بیماری کا نسخہ لوگ طبیب ہی سے حاصل کرتے ہیں البتہ ان میں جو جڑی بوٹیاں استعمال ہوتی ہیں وہ ایک عطار کی دوکان سے مہیا ہوتی ہیں لیکن طبیب ان جڑی بوٹیوں سے نا آشنا نہیں ہوتا، اگر نا آشنا ہو تو وہ نسخہ ترتیب ہی نہیں دے سکتا۔

یہیں سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رضی اللہ عنہ کی زبان سے محدث اور فقیہ کا فرق بھی سن لیجئے فرمایا: محدثین کا ^{مط} نظر روایت ہوتی ہے اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں جیسے غناء، محدثین کے نزدیک بلا مزا میر جازز ہے کیونکہ حدیث میں لفظ

① جامع بیان العلم وفضلہ: ذکر من ذم الإكثار من الحديث دون الفهم له والتفقه

معاذف کا آیا ہے اور فقہاء کے نزدیک بلا مزا میر بھی جائز نہیں کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں اور وہ علت خوف فتنہ ہے اور وہ جیسے مزا میر میں ہے صرف غناء میں بھی موجود ہے۔

محدثین نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشاء حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک

حکم کو متعدی کرتے ہیں۔ ❶

محدث اور فقیہ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات

محدث اور فقیہ کے امور میں فرق کی مزید وضاحت کے لیے ائمہ حدیث و فقہ کی

تصریحات درج ذیل ہیں:

امام ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الشافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۳۴ھ) محدث کے بارے

میں فرماتے ہیں:

المحدث في عصرنا فهو من اشتغل بالحديث رواية ودراية، وجمع

رواة، واطلع على كثير من الرواة والروايات في عصره. ❷

ہمارے زمانے میں محدث وہ کہلاتا ہے ہے جو روایت و درایت حدیث پر عبور رکھتا ہو، رواة

کے بارے میں جانتا ہو، اپنے زمانہ کے کثیر راویوں اور روایات پر مطلع ہو۔

علامہ محمد ابوالفضل الوراقی البخیز اوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۴۶ھ) محدث کے بارے میں رقم

طراز ہیں:

المحدث هو الذي حفظ كثيرا من الأحاديث وعلم عدالة الرجال

و جرحهم. ❸

محدث کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے جسے کثیر احادیث حفظ ہوں اور وہ راویوں کی جرح

❶ حسن العزیز: ص ۳۵ ❷ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی: ج ۱ ص ۳۸

❸ الطراز الحدیث فی فن مصطلح الحدیث: ص ۸

و تعدیل کا بھی علم رکھتا ہو۔

ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ محدث کا کام روایت و درایت حدیث پر گہری نگاہ رکھنا ہے اور یہی اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جب کہ اس کے مقابل فقیہ کا کام حدیث کے مضمون پر تدبر و تفکر کرنا ہے۔

تابعی اور محدث کبیر حضرت سلیمان بن مہران رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۷ھ) نے راوی حدیث اور فقیہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

و ليعلم أن الإكثار من كتب الحديث وروايته لا يصير بها الرجل فقيهاً،
إنما يتفقه باستنباط معانيه و إتمام التفكير فيه. ❶

جاننا چاہئے کہ کثیر احادیث کو لکھنے اور روایت کرنے سے کوئی شخص فقیہ نہیں ہو جاتا بلکہ حدیث کے معانی میں استنباط کرنے اور ان میں غور و خوض کرنے سے ہی کوئی شخص فقیہ بنتا ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے راوی اور فقیہ کے درمیان فرق پر یوں تصریح کی ہے:

أن راوی الحديث ليس الفقه من شرطه إنما شرطه الحفظ، أما الفهم
والتدبر فعلى الفقيه. ❷

بے شک حدیث کے راوی کے لیے فقہ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اس کے لیے صرف حفظ حدیث کی شرط ہے جب کہ حدیث میں فہم و تدبر سے کام لینا فقیہ کی ذمہ داری ہے۔

محدث الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”المُصَفَّى فِي شَرْحِ الْمُؤَوَّطَاءِ“ فارسی زبان میں تحریر کی جس کا مبسوط مقدمہ عربی زبان میں نقل کر لیا گیا ہے۔ اس

❶ نصيحة أهل الحديث : ص ۳۷ ❷ فيض القدير شرح الجامع الصغير : حرف

میں انہوں نے محدث اور مجتہد کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے ان کے درمیان فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

فوظيفة المحدث هي رواية الحديث، وتمييز التحريف من غيره وشرح الغريب، وبيان معنى العبارة حسب ما تقتضيه اللغة العربية، ومعرفة أسماء الرجال جرحا وتعديلا، وضبطا لمشكله، والحكم بصحة الحديث أو ضعفه، والاعتبار بالشواهد والمتابعات، والحكم عليه بالاستفاضة والغرابة، وتسمية المبهم وما يشابه ذلك. وإذا بلغ المحدث هذه المرتبة فقد ارتقى إلى ذروة الحفظ والضبط والاتقان.

ووظيفة المجتهد تحديد الألفاظ الواردة التي يقع فيها الاشتباه وتعيين الأركان والشروط والآداب من كل شيء، وتعيين الندب أو الوجوب من الصيغ الدالة على الأمر، وتعيين الكراهة أو الحرمة من الصيغ الدالة على المنع، ومعرفة علل الأحكام مع أدلتها وإطلاق الحكم وتقييده حسب العلل، ومعرفة القيود الاحترازية والاتفاقية منها، واستخراج قاعدة جامعة مانعة بالنظر إلى ذلك الإطلاق والتقييد والاحتراز والاتفاق واستخراج الأقوال المخرجة ونقلها من باب إلى باب. وتفريع المسائل الحادثة على الأحكام المذكورة بدرج في العموم بالاقتضاء والإيماء والقياس الالتزام وأمثاله. وإذا تخالفت الأدلة فيفصل بينها بالتطبيق والجمع أو بنسخ أحدهما أو ترجيح أحدهما.

محدث کے ذمہ یہ امور ہیں: حدیث کو روایت کرنا، احادیث کے مابین لفظی تحریف میں تمیز کرنا، غریب الفاظ کی شرح کرنا اور لغت عرب کے مطابق عبارت کے معنی بیان کرنا، جرح

وتعدیل کے اعتبار سے حدیث کے رواۃ کے ناموں کی معرفت رکھنا، بظاہر دو متضاد احادیث میں ضبط رکھنا، حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگانا، حدیث کے توابع اور شاہد پر عبور رکھنا اور اس پر شہرت اور غرابت کا حکم لگانا اور مبہم وغیرہ کی مثل اطلاق کرنا۔ کوئی بھی محدث جب حدیث میں اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حفظ، ضبط اور اتقان کی انتہاء کو پالیتا ہے۔

مجہد کے ذمہ یہ امور ہوتے ہیں: حدیث میں وارد ہونے والے مشتبہ الفاظ کی حد بندی، حدیث میں ارکان، شرائط اور آداب میں سے ہر ایک کی تعین، امر پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مستحب یا وجوب کا تعین، نہی پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مکروہ یا حرام کا تعین، احکام کی علتوں تک ان کے دلائل سمیت رسائی اور علتوں کے لحاظ سے کسی حکم کے مطلق اور مقید ہونے کی نشاندہی کرنا، ان علتوں سے احترازی اور اتفاقی قیود کی معرفت، اس اطلاق و تقیید اور احتراز و اتفاق پر غور و فکر کرنے کے بعد جامع مانع قاعدہ کا استخراج اور ان کو نقل کرنا، مختلف اسالیب اقتضاء النص، اشارۃ النص، قیاس اور التزام وغیرہ پر نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل پر مذکورہ احکام کا اطلاق کرنا۔ اسی طرح جب دلائل میں باہم تعارض ہو تو تطبیق اور جمع کے ذریعہ ان میں حد فاصل قائم کرنا یا ان میں سے کسی ایک کو منسوخ یا راجح قرار دینا فقہ کے امور میں سے ہیں۔

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے محدث اور فقیہ کی حدود کار واضح ہو جانے کے بعد ان کے درمیان فرق نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر محدث فقہ نہیں ہوتا مگر ہر فقہ محدث ہوتا ہے کیونکہ محدث ہوئے بغیر کوئی فقہ ہی نہیں ہو سکتا۔ فقہ میں کوئی بھی اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حدیث میں امام نہ ہو، مگر محدث کے لیے لازم نہیں کہ وہ فقہ بھی ہو کیونکہ فقہ نہ بھی ہو تو وہ محدث بن سکتا ہے لہذا ائمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام حاکم رضی اللہ عنہم اور

اسی طرح دیگر جتنے محدثین ہوئے ہیں ضروری نہیں کہ ان میں ہر کوئی فقہ میں بھی امام ہو مگر فقہ کے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اس وقت تک فقیہ نہیں ہوئے جب تک کہ پہلے وہ علم الحدیث کے امام نہ بنے۔

محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ کی لا جواب فقہت

محدث اور فقیہ کے درمیان فرق درج ذیل واقعہ سے بھی اظہر من الشمس ہو جاتا ہے جسے امام حسن بن عبدالرحمن رامہرمزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۰ھ) اور ابو بکر خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۳ھ) نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

محدثین کے ایک مجمع میں امام یحییٰ بن معین، ابو خیشمہ اور خلف بن سالم رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے جو کسی حدیث پر گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ایک عورت نے آکر ان سے مسئلہ پوچھا کہ کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟ ان میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا اور سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں فقیہ ابو ثور رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئے تو ان محدثین نے اس عورت سے کہا کہ وہ اپنا مسئلہ فقیہ صاحب کو بتلائے، سو وہ اپنا سوال لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئی تو انہوں نے اس کے سوال پر یہ فتویٰ دیا کہ حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے، دلیل کے طور پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی جسے عثمان بن احنف نے قاسم سے اور انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ ①

تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

① صحیح مسلم: کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... إلخ،

ج ۱ ص ۲۴۴، رقم الحدیث: ۲۹۸

دوسری حدیث بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَفْرِقُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَاءِ وَأَنَا حَائِضٌ.

میں حالت حیض میں بھی نبی اکرم ﷺ کے سر انور میں پانی کے ساتھ کنگھا کرتی تھی۔

امام ابو ثور رضی اللہ عنہ نے کہا حالت حیض میں جب آپ پانی کے ساتھ کسی زندہ شخص کو کنگھا کر

سکتی ہیں تو مردہ اس سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے پاس موجود محدثین نے

تصدیق کر دی کہ یہ روایت ہمیں فلاں فلاں طریق سے پہنچی ہے اور پھر مختلف طرق سے اس

روایت کی سند سنانے لگے، غور و خوض کرنے لگے، اس پر عورت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

فَأَيْنَ كُنْتُمْ إِلَى الْآنَ. ①

تم اب تک کہاں تھے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا ہے کہ احادیث کو یاد رکھنا اور روایت کرنا محدثین کا کام ہے

جب کہ ان سے مسائل کا استخراج اور استنباط کرنا فقہاء کا کام ہے۔ محدث نبی اکرم ﷺ کی

زبان اقدس سے ادا ہونے والے الفاظ یا آپ ﷺ سے سرزد ہونے والے کسی فعل یا عمل کو

من وعن لفظ بلفظ بیان کر دیتا ہے، محدث کے فرائض میں یہ شامل نہیں کہ وہ کسی حدیث کا

مفہوم بیان کرے۔ اس کا کام فقط حدیث کو سن کر لفظ بلفظ آگے منتقل کرنا ہوتا ہے جیسے قرآن

کا حافظ قرآن مجید یاد کر کے من وعن سنا دیتا ہے، اسی طرح محدث احادیث کو یاد کر کے صحت

سند کے ساتھ لفظ بلفظ متن سنا دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس حدیث کے قرائن کیا ہیں؟

اس کا اطلاق کیا ہے؟ اس کے مختلف الفاظ کے معانی کیا ہیں؟ اس سے مراد کیا ہے؟ وغیرہ

وغیرہ۔ نصوص میں بیان کردہ احکام کے علل، ان کے مقامات، ان کے قرائن اور ان کے

معانی کو صحیح طور پر متعین کر کے آگے سمجھانا اور اس طرح کے بہت سے سوالات کے

جوابات دینا محدث کا کام نہیں بلکہ فقیہ اور مجتہد کا کام ہے۔

اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقہ پر اعتماد کرنا اگر امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو علم حدیث میں دسترس نہ ہوتی، یا آپ کا پایہ فن حدیث میں کمزور ہوتا، یا آپ کی فقہ حدیث کے مطابق نہ ہوتی، تو دوسری صدی سے لے کر آج تک جبال علم و عمل کبھی آپ کی تقلید نہ کرتے اور نہ آپ کا مذہب اتنی کثرت کے ساتھ پھیلتا، چنانچہ مشہور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزير رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۰ھ) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

ولو كان الإمام أبو حنيفة جاهلاً، ومن حلية العلم عاطلاً، ماتطابقت جبال العلم من الحنفية على الاشتغال بمذهبه، كالقاضي أبي يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني والطحاوي وأبي الحسن الكرخي وأمثالهم وأضعافهم. فعلماء الطائفة الحنفية في الهند والشام ومصر واليمن والجزيرة والحرمين والعراقين منذ مائة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة، فهم أوف لا ينحسرون، وعوالم لا يحصون من أهل العلم والفتوى والورع والتقوى. ①

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر (قرآن و حدیث کے علم سے) جاہل ہوتے اور زیور علم سے ناآراستہ ہوتے تو حنفیہ کے جبال علم (علم کے پہاڑ) جیسے امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسی صفات والے دیگر علماء جو تعداد میں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں، ہرگز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ہندوستان (پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) شام (فلسطین، سوریہ، بیروت وغیرہ) مصر، یمن، جزیرہ، حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) اور عراق کے شہروں میں ۱۵۰ ہجری (امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات) سے اب تک جو کہ چھ سو سے زیادہ سال بنتے ہیں علمائے حنفیہ پائے جاتے ہیں۔

یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور شمار سے باہر ہیں۔ اور ملکوں کے ملک ہیں کہ ان کو گنا نہیں جا سکتا، یہ سب اہل علم، صاحب فتویٰ، پرہیزگاری اور متقی لوگ ہیں۔

اکثر صحابہ کرام روایات حدیث تھے

ایک لاکھ چودہ یا چوبیس یا چالیس ہزار سبھی کے سبھی صحابہ کرام روایات حدیث اور محدثین تھے، اس بات کو امام الحدیث ابو زرہ رازی رضي الله عنه (متوفی ۲۶۳ھ) نے بیان کیا ہے۔ خطیب بغدادی رضي الله عنه (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع“ اور امام تقی الدین ابو عمر و عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح رضي الله عنه (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تصنیف ”معرفة أنواع علوم الحديث“ المعروف ”مقدمہ ابن صلاح“ میں اور بہت سے دیگر ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

عن أبي زرعة الرازي أنه سئل عن عدة من روى عن النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ومن يضبط هذا؟ شهد مع النبي صلى الله عليه وسلم حجة الوداع أربعون ألفاً، وشهد معه تبوك سبعون ألفاً.

(وفي رواية أخرى) قال له رجل: يا أبا زرعة! أليس يقال: حديث النبي صلى الله عليه وسلم أربعة آلاف حديث؟ قال: ومن قال ذا قلقل الله أنيابه، هذا قول الزنادقة. ومن يحصى حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض رسول الله عن مائة ألف وأربعة عشر ألفاً من الصحابة ممن روى منه وسمع عنه. فقال له الرجل: يا أبا زرعة! هؤلاء أين كانوا وسمعوا منه؟ قال: أهل المدينة وأهل مكة ومن بينهما والأعراب، ومن شهد معه حجة الوداع كل رآه وسمع منه بعرفة. ①

① الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع: ترتيب مسانيد الصحابة الاختيار في

تخريج المسند... إلخ، ج ۲ ص ۲۹۳، ۲۹۵ / معرفة أنواع علوم الحديث: النوع

التاسع والثلاثون، معرفة الصحابة: ص ۲۷۹

امام ابو زرہ الرازی سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنے صحابہ نے روایت کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ تعداد کون بتا سکتا ہے؟ (البتہ روایات صحابہ کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چالیس ہزار صحابہ تھے اور غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستر ہزار صحابہ تھے۔

(دوسری روایت میں ہے) ان سے ایک شخص نے پوچھا: ابو زرہ! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چار ہزار احادیث مروی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے۔ کون شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا۔ اس شخص نے کہا: ابو زرہ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور کہاں انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہل مدینہ، اہل مکہ اور ان کے گرد و نواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے میدان عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بھی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع حدیث بھی کی۔

امام ابو زرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر نقاد رجال اور معتبر ترین محدث کی بیان کردہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ کل صحابہ کرام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت حدیث کا شرف حاصل تھا۔

جمع صحابہ کرام میں سے صرف دس مجتہد تھے

گزشتہ صفحے میں امام ابو زرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، ائمہ حدیث نے اسماء الرجال کی کتب میں ان تمام صحابہ میں سے بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام کے احوال جمع کیے ہیں، قابل غور بات یہ

ہے کہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں مجتہد اور فقیہ صحابہ کی تعداد صرف دس (۱۰) تھی، اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ منصب کتنے بلند مرتبہ کا حامل ہے جو ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام میں سے صرف دس کو نصیب ہوا۔ ذیل میں اس پر تصریحات ملاحظہ کیجیے۔

۱..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ (متوفی

۶۳ھ) سے مروی ہے:

كان أصحاب الفتوى من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: عمر و علي و ابن

مسعود و زيد و أبي بن كعب و أبو موسى الأشعري. ①

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ دینے والے صحابہ کرام یہ تھے: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۲... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

كان ابو بكر و عمر و عثمان و علي يفتون علي عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم. ②
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتویٰ دیتے تھے۔

۳..... قاسم بن محمد ہی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار میں

سات مشیر فقہاء حضرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

أن أبا بكر الصديق كان إذا نزل به أمر يريد فيه مشاورة أهل الرأي وأهل الفقه، ودعا رجلا من المهاجرين والأنصار. دعا عمر و عثمان و علياً

① الطبقات الكبرى: باب أهل العلم والفتوى من أصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲

ص ۲۶۷ ② التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد: تابع لمحمد ابن شهاب

الزهري، الحديث الثامن، ج ۹ ص ۷۶

وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وزيد بن ثابت. رضى الله عنهم. وكل هؤلاء كان يفتى في خلافة أبي بكر، وإنما تصير فتوى الناس إلى هؤلاء النفر فمضى أبو بكر علي ذلك، ثم ولى عمر فكان يدعو هؤلاء النفر وكانت الفتوى تصير. ❶

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں وہ اہل رائے اور فقہاء کی مشاورت چاہتے تو مہاجرین اور انصار میں سے صاحب الرائے حضرات کو بلا تے۔ آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبد الرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو طلب کرتے۔

ان میں سے ہر ایک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتویٰ دیتا رہا، لوگ فتویٰ کے لیے ان حضرات کی طرف ہی رجوع کرتے۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح معاملہ جاری رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ بھی ان ہی حضرات کو بلا تے اور ان ہی کا فتویٰ چلتا تھا۔

۴..... تابعی کبیر امام عامر بن شراحیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۴ھ) بیان کرتے ہیں:

كان العلم يؤخذ عن ستة: عمر وعلي وأبي وابن مسعود وزيد وأبي

موسى رضى الله عنهم. ❷

علم چھ اشخاص سے حاصل کیا جاتا تھا: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

۵..... امام سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۰ھ) نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۱۸۱

❷ تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری، ج ۱ ص ۲۲

بارے میں یہاں تک فرمایا ہے:

ما كان عمر وعثمان يقدمان علي زيد أحدا في الفرائض والفتوى

والقراءة والقضاء. ❶

حضرت عمر اور حضرت عثمان کسی کو بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر علم فرائض (میراث) فتویٰ، قرأت اور قضاء کے معاملہ میں مقدم نہ کرتے تھے:

لم يكن يفتي في زمن النبي ﷺ غير عمر وعلي ومعاذ وأبي موسى رضى

الله عنهم. ❷

ان روایات سے پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کل دس صحابہ کرام فقیہ اور مجتہد شمار کیے جاتے تھے، جن میں چاروں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت اکابر صحابہ حضرات عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بلند

پایہ فقاہت کا بیان

نبی کریم ﷺ کی بشارت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعا کا ہی نتیجہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آسمان علم و عمل پر تابندہ ستارہ بن کر جگمگا رہے ہیں، امام اعظم کی قرآن و حدیث میں بلند درجہ فقاہت کا جمیع ائمہ حدیث و فقہ نے اعتراف کیا ہے۔ محدثین کی کثیر تعداد آپ کے فقہ الحدیث سے فیض یاب ہونے کا درس دیتے رہے، اس پر ذیل میں چند

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: زيد بن ثابت، ج ۲ ص ۴۳۴

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو موسى الأشعري، ج ۱ ص ۲۳

اجل اور اوثق ائمہ حدیث کی تصریحات درج کی جاتی ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ امام صاحب کی بلند پایہ فقہت پر سب ہی ائمہ حدیث متفق ہیں۔

۱..... امام مغیرہ بن مقسم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں

امام جریر بن عبد الحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے امام مغیرہ بن مقسم رضی اللہ عنہ (جو امام شعبہ بن حجاج اور امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہما کے شیخ ہیں، چنانچہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں: روی عنه الثوری وشعبة. ①

امام مغیرہ بن مقسم رضی اللہ عنہ جن کے متعلق امام ذہبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الإمام، العلامة، الفقیہ) نے فرمایا: ②

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي مُغِيرَةُ: جَالِسٌ أَبَا حَنِيفَةَ تَفَقَّهُ، فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَوْ

كَانَ حَيًّا لَجَالَسَهُ. ③

آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کریں آپ کو دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہوگی، اگر (محدث اور فقیہ اکبر) امام ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ حیات ہوتے تو وہ بھی ان کے پاس بیٹھتے۔

۲..... امام سلیمان بن مهران اعمش رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں

کسی شخص نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شیخ امام سلیمان بن مهران اعمش رضی اللہ عنہ (امام ذہبی رضی اللہ عنہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، شیخ الإسلام، شیخ المقرئین والمحدثین، الحافظ) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

① التاريخ الكبير: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۷ ص ۳۲۲

② سير اعلام النبلاء: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۶ ص ۱۰

③ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

④ سير اعلام النبلاء: ترجمة: الأعمش سليمان بن مهران، ج ۶ ص ۲۶۲

أنه سئل عن مسألة، فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه بورك له في علمه. ❶

اس کا اور اس جیسے دیگر سوالات کا جواب نعمان بن ثابت خزاز خوب جانتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

امام اعظمؒ سے کچھ مسائل پوچھے گئے، اور اس محفل میں امام اعظمؒ بھی موجود تھے تو انہوں نے امام اعظمؒ کی طرف رجوع کیا۔ پس آپ نے تمام مسائل کا جواب دے دیا، امام اعظمؒ نے دلیل طلب کی تو آپ نے وہی احادیث و روایات جو خود انہی (امام اعظمؒ) سے مروی تھیں دلیل کے طور پر پیش کر دیں، اس استنباط پر امام اعظمؒ حیران رہ گئے اور امام اعظمؒ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

أَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! الْأَطِبَّاءُ وَنَجَى الصَّيَادِلَةُ. ❷

اے گروہ فقہاء! آپ طبیب ہیں اور ہم (محدثین) صاحب ادویات ہیں۔

مراد یہ ہے کہ جس طرح ایک میڈیکل اسٹور میں ہر قسم کی دوائیاں تو موجود ہوتی ہیں اور اسٹور چلانے والے دوا فروش کو ان کے نام اور دیگر معلومات کا علم ہوتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ کس مریض کے لئے کون سی دوا تجویز کرنی ہے؟ کتنی مقدار میں دینی ہے؟ یہ کام صرف ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین کے پاس احادیث کا ذخیرہ تو ہوتا ہے مگر ان سے احکام کا استنباط و استخراج ایک فقیہ ہی کر سکتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ امام اعظمؒ سے جو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ فرماتے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۰۳

❷ الثقات لابن حبان: باب العين، ج ۸ ص ۴۶۷، رقم: ۱۴۴۶۵ / أخبار أبي

عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلْقَةِ. يَعْنِي حَلْقَةَ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

لوگو! تم ابوحنیفہ کی مجلس میں ضرور جایا کرو۔

امام اعمش رضی اللہ عنہ کا علم الحدیث میں بہت بلند رتبہ ہے لیکن ان کے اس قول سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ وہ فقیہ اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے خود فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے۔

۳..... امام ابن جریج رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

امام عبد الملک بن عبد العزیز المعروف ابن جریج رضی اللہ عنہ (امام ذہبی رضی اللہ عنہ ان کے متعلق

فرماتے ہیں:

الإمام، العلامة، الحافظ، شيخ الحرم، صاحب التصانيف، أول من

دون العلم بمكة. ②

کے درس میں ایک دفعہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

اسکتوا، إنه لفقیه، إنه لفقیه، إنه لفقیه. ③

خاموش ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں۔

۴..... امام مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ،

أحد الأعلام) ④

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۷۸

② سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن جريج عبد الملك بن عبد العزيز، ج ۶ ص ۳۲۵

③ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۳

④ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مسعر بن کدام، ج ۱ ص ۱۴۱

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بلند پایہ فقہی بصیرت پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

سمعت مسعر بن کدام يقول: ما أحسد أحدا بالكوفة إلا رجلين: أبو

حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده. ❶

مجھے کوفہ میں سوائے دو اشخاص کے کسی پر بھی رشک نہیں آیا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر ان کے فقہ میں بلند درجے کے باعث اور حسن بن صالح رضی اللہ عنہ پر زہد میں ان کے مقام کے باعث۔

۵..... امام سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ عنہ (امام ذہبی رضی اللہ عنہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، عالم البصرة، أول من

صنف السنن النبوية) ❷

کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا يَا تَأْتِينَا مِنْ بِلْدِكَ مِنْ أَبِي حَنِيْفَةَ
وَدَدت ان الله أخرج العلم الذي معه إلى قلوب المؤمنين فلقد فتح الله
لهذا الرجل في الفقه شيئا كأنه خلق له. ❸

اے ابو محمد! (یہ سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں نے ایسی علمی تحائف کو اس سے قبل نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر (کوفہ) سے ابوحنیفہ کی طرف سے آرہے ہیں، میری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علمی فیض کو مؤمنین کے قلوب میں منتقل فرمادے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے فقہ کے ذرا اس طرح کھول دیئے ہیں کہ گویا

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۹ ❷ سير أعلام النبلاء:

ترجمة: سعيد بن أبي عروبة، ج ۶ ص ۱۳۰ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما

روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۶..... امام اوزاعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں

ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام عبدالرحمن رضی اللہ عنہ بن عمر والمعروف امام اوزاعی رضی اللہ عنہ (جو امام زہری، امام شعبہ، امام مالک رضی اللہ عنہم کے شیخ ہیں) کی ایک ملاقات نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے امام صاحب سے چند مسائل پوچھے اور آپ کے ساتھ دلائل سے بحث بھی کی، آپ نے سب کے جوابات بحسن خوبی دیئے تو امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے یہ جواب کس دلیل سے اخذ کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

من الأحادیث التي رویتموها، ومن الأخبار والآثار التي نقلتموها،
وبین له وجه دلالتها وطریق استنباطها فأنصف الأوزاعي ولم يتعسف،

فقال: نحن العطارون وأنتم الأطباء. ①

ان احادیث سے جو آپ نے روایت کی ہیں اور ان اخبار و آثار سے جو آپ نے نقل کیے ہیں، پھر امام صاحب نے انہیں احادیث و آثار سے استدلال اور استنباط کے طریقے بیان کیے، تو امام اوزاعی رضی اللہ عنہ نے اعتراف حق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہم صرف ادویات بیچنے والے ہیں اور آپ لوگ طبیب ہیں۔

امام اوزاعی رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہم محدثین کو احادیث تو یاد ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ ان سے مسائل کس طرح اخذ کیے جاتے ہیں؟ جیسے دو فروشوں کے پاس قسم قسم کی دوائیں تو موجود ہوتی ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی بیماری میں کون سی دوا مفید ہے؟ یہ صرف اطباء ہی جانتے ہیں۔ امام اوزاعی رضی اللہ عنہ جیسے محدث اور امام اہل زمانہ کے جملہ پرغور کیا جائے تو امام صاحب کا علم حدیث و فقہ میں عظیم ترین رتبہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

۷..... امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں

عبداللہ بن مبارک اور امام شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی امام اعظم کی فقہت کا حال سنئے۔ امام محمد بن بشر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفیان. فأتى أبا حنيفة فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفیان. فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فأتى سفیان، فيقول لي: من أين؟ فأقول: من عند أبي حنيفة. فيقول: لقد جئت من عند أفضه أهل الأرض. ①

میں سفیان ثوری اور ابوحنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب میں ابوحنیفہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں، یہ سن کر فرماتے: آپ ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر حضرت علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو یقیناً ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر جب میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: ابوحنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بے شک آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے ہو کر آئے ہیں۔

۸..... امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں

امام عبدالرحمن بن مہدی، امام وکیع، امام حفص بن عبداللہ رحمہ اللہ کے شیخ امام خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھوٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال

اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پر کھتا ہے:

كان أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحي و كالجهد الذي ينقد

الذهب. ①

۹.... قاسم بن معن بن عبد الرحمنؒ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پڑپوتے محدث و فقیہ قاسم بن معن بن عبد الرحمنؒ

(امام ذہبیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الفقيه، المجتهد، قاضي الكوفة ومفتيها في زمانه.) ②

امام اعظمؒ کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے، ایک روز کسی شخص نے ان سے کہا

کہ آپ عبد اللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہونے کے باوجود ابوحنیفہ کی غلامی کو پسند کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہؒ کی مجلس سے زیادہ نفع بخش کوئی مجلس نہیں:

ما جلس الناس إلى أحد أنفع مجالسة من أبي حنيفة. ③

۱۰.... امام مالک بن انسؒ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں

امام شافعیؒ نے امام مالک بن انسؒ (امام ذہبیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الحافظ، فقيه الأمة، شيخ الإسلام، إمام دار الهجرة.) ④

سے پوچھا: کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے امام اعظمؒ کی قوت

استدلال کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

① عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۳ ② سير

أعلام النبلاء: ترجمة: القاسم بن معن بن عبد الرحمن، ج ۸ ص ۱۹۰ ③ أخبار أبي

حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة،

ص ۸۳ ④ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مالك بن انس بن مالك، ج ۱ ص ۱۵۳

نعم، رأیت رجلا لو کلمک فی هذه الساریة أن يجعلها ذهابا لقام

بحجته. ❶

جی ہاں! میں نے اس شخص کو ایسا دیکھا ہے اگر وہ آپ کے ساتھ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنے پر کلام کرے تو اس پر حجت قائم کر دے۔

..... امام عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی نظر میں

امام سفیان ثوری، امام ابو داؤد، امام عبد الرزاق بن ہمام، امام یحییٰ بن معین، امام یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ کے شیخ اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الحافظ، العلامة، شیخ الإسلام، فخر المجاہدین، قدوة الزاہدین، صاحب

التصانیف النافعة) ❷

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے تفقہ فی الدین، فہم اور مسائل میں دقت نظر کا تقابل دواجل ائمہ کرام کے ساتھ اس طرح کراتے ہیں:

إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي، فرأى مالك، وسفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه

الثلاثة. ❸

اگر کوئی معروف اثر ہو جس میں رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، امام سفیان ثوری

❶ تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۹

❷ تذكرة الحفاظ. ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۰۱

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۳۴۲/ أخبار أبي حنيفة

وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۴

اور امام ابوحنیفہ کی آراء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور پھر امام ابوحنیفہ ان سب سے زیادہ اچھے ہیں، باریک بینی میں ان سب سے زیادہ ذہین ہیں، اور فقہ میں سب سے زیادہ غور و خوض کرنے والے ہیں، اور وہ ان تینوں میں سب سے بہتر مسائل کو سمجھنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وَأَمَّا أَفْقَهُ النَّاسِ فَأَبُو حَنِيفَةَ، ثُمَّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الْفِقْهِ مِثْلَهُ. ①

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

إِنْ كَانَ أَحَدٌ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ بِرَأْيِهِ، فَأَبُو حَنِيفَةَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ بِرَأْيِهِ. ②

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ أَغَاثَنِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسَفْيَانَ لَكُنْتُ كَسَائِرِ النَّاسِ. ③

۱۲..... امام ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۳ھ) کی نظر میں

شیخ البخاری امام یحییٰ بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور امام عبدالعزیز بن رفیع کے شاگرد امام ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْقَهُ أَهْلِ زَمَانِهِ. ④

① تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۲ ② تاریخ بغداد: ترجمہ:

النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳ ③ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة

النعمان: ص ۱۸۸ ④ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔

۱۳..... امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ صحاح ستہ کے معروف راوی، عبداللہ بن مبارک، عبدالرحمن بن مہدی، یحییٰ بن معین اور امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، وہ آپ کی شانِ فقاہت یوں بیان فرماتے ہیں:

ما لقیۃ أحدا أفقه من أبي حنيفة ولا أحسن صلاة منه. ①

میں نے امام ابوحنیفہ سے بڑھ کر فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ امام وکیع بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک روز ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بڑے غور و خوض کا متقاضی تھا، اس پر امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا:

لا تنفع الندامة ، أين الشيخ؟ فيفرج عنا. ②

ندامت سے کچھ فائدہ نہیں، وہ شیخ (یعنی ابوحنیفہ) کہاں ہیں؟ جو ہمیں اس مشکل سے

نکالتے۔

امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاس موجود محدثین حضرات سے کہا کرتے تھے:

اے گروہ محدثین! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معانی سے واقفیت حاصل نہیں کرتے، اسی میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا حالاں کہ:

و ددت أن يجتمع لي عشر فقه أبي حنيفة. ③

میری آرزو ہے کہ کاش امام ابوحنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی مجھے نصیب ہو جائے۔

ایک روز انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر واشگاف الفاظ میں فقہ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۵ ② مناقب الإمام أبي

حنيفة: ج ۱ ص ۹۷ ③ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷

کے اصحاب کا یوں ذکر کیا:

يا أيها الناس! لا ينفعكم سماع الحديث بلا فقه، ولا تفقهون حتى
تجالسوا أصحاب أبي حنيفة فيفسروا لكم أقاويله. ①

لوگو! فقہ کے بغیر حدیث سنا تمہیں کچھ نفع دے گا، اور تم کو حدیث کی فقہ اور بصیرت
اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ تم امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کی مجالست
اختیار نہ کر لو تا کہ وہ تمہیں حدیث کی تفسیر کر کے بتائیں۔

۱۴..... امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام شعبہ، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی، امام
ابوبکر بن ابی شیبہ، امام عبدالرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ، محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ
(امام زہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الكبير، حافظ العصر، شیخ
الإسلام، انتھی إلیہ علو الإسناد) ②

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کو یوں بیان کرتے ہیں:

من أراد المَغَازِي فَاَلْمَدِينَةَ وَمَنْ أَرَادَ الْمَنَاسِكَ فَمَكَّةَ وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ
فَالْكُوفَةَ وَيَلْزَمُ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ. ③

جو شخص علم مغازی کو جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسک حج سیکھنا
چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتا ہو وہ کوفہ جا کر اصحاب
ابوحنیفہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھے۔

① مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷ ② سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفیان بن عیینہ، ج ۸
ص ۳۵۵ ③ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم
في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم مغازی جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسک حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے اور جو علم فقہ پسند کرے اسے کوفہ جانا چاہئے اور اصحاب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہئے:

سمعت سفیان بن عیینة يقول: من أراد المغازی فالمدینة ومن أراد

المناسک فمکة ومن أراد الفقه فالكوفة ويلزم أصحاب أبي حنيفة. ①

امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام شعبی،

امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانہ میں امام ہے:

العلماء أربعة: ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنيفة في

زمانه والثوري في زمانه. ②

۱۵.... امام یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

فن أسماء الرجال کے بلند پایہ عالم امام یحییٰ بن سعید القطان رضی اللہ عنہ (امام ذہبی ان کے

متعلق فرماتے ہیں: الإمام الكبير، أمير المؤمنين في الحديث، الحافظ) ③

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر

أقواله. ④

قسم بخدا! ہم نے (کسی بھی مسئلہ پر) امام ابوحنیفہ سے زیادہ بہتر رائے کسی کی نہیں

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۲۸

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۲۸

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۵

④ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۳۳۳

سنی، اور ہم نے ان کے کافی اقوال لئے ہیں۔

۱۶..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں

فقہ شافعیہ کے بانی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے تفقہ فی الدین اور فہم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

من اراد أن يعرف الفقه، فليلمز أبا حنيفة وأصحابه فإن الناس كلهم

عيال عليه في الفقه. ①

جو شخص فقہ کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کی صحبت لازمی اختیار کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی مجتہد ہیں، سینکڑوں محدثین اور فقہاء کے شیخ ہیں، حدیث اور فقہ میں انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں، ان کی نظر میں بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر اصول الدین اور فقہ میں کوئی بھی ان سے آگے نہیں بلکہ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ جس کسی کو فقہ قرآن و حدیث میں جو بھی میسر آئے گا وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہوگا۔

۱۷..... امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ (امام زہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، القدوة، شیخ

الإسلام، الحافظ، كان راسا في العلم والعمل، ثقة، حجة، كبير الشأن) ②

کی نگاہ میں امام صاحب کی فقاہت کا حال پڑھیے، امام حسن بن حماد سجادہ (متوفی

۲۴۱ھ) بیان کرتے ہیں:

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۶

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يزيد بن هارون بن زاذی، ج ۹ ص ۳۵۸

دخلت أنا وأبو مسلم المُستَمَلِي علي يزيد بن هارون وهو نازل ببغداد علي منصور بن مهدي فصعدنا إلي غرفة هو فيها فقال له أبو مسلم ما تقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه فقال أنظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فإنني ما رأيت أحدا من الفقهاء يكره النظر في قوله ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. ①

میں اور ابو مسلم المستملي، يزيد بن ہارون سے ملنے گئے، جو بغداد میں خلیفہ منصور بن مہدی کے ہاں مہمان تھے، ہم اوپر کی منزل میں ان کے کمرے میں گئے تو ابو مسلم نے ان سے پوچھا: ابو خالد! آپ امام ابوحنیفہ اور ان کی کتب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟

يزيد بن هارون رضي الله عنه نے فرمایا: اگر تم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی کتب میں غور و فکر کیا کرو کیونکہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو بھی نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے علمی اقوال میں غور و فکر کرنے کو ناپسند کرتا ہو۔ امام سفیان ثوری رضي الله عنه ان کی کتاب الرهن میں ایک سال تک غور و فکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے نقل کر لیا۔

امام يزيد بن هارون رضي الله عنه کی نگاہ میں امام صاحب کے مقام و مرتبہ کا حال پڑھیے جسے تمیم بن المنتصر رضي الله عنه نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كنت عند يزيد بن هارون فذكر أبو حنيفة فقال منه إنسان ، فأطرق طويلاً، فقالوا: رحمك الله حدثنا! فقال: كان أبو حنيفة تقياً نقياً زاهداً عالماً، صدوق اللسان، أحفظ أهل زمانه، سمعت كل من أدر كته من أهل زمانه يقول: إنه ما رأى أفقه منه. ②

میں يزيد بن ہارون کے پاس موجود تھا وہاں امام ابوحنیفہ کا ذکر خیر ہوا جس پر ایک آدمی

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي حنيفة مع سفیان الثوري، ص ۷۴

② عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۴

نے ان کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون دیر تک گردن جھکائے (غصے سے) خاموش بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں معاملے کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: امام ابوحنیفہ متقی تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، دنیا کی حرص سے بے نیاز تھے، اجل عالم تھے، صدوق اللسان تھے، اپنے زمانہ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، میں نے ان کے ہم عصروں میں سے جس کو بھی پایا سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ابوحنیفہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

۱۸.... امام ابو عاصم نبیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں

امام اعظم کے شاگرد اور امام بخاری کے شیخ ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رضی اللہ عنہ سے امام اعظم کی فقاہت کا حال سنئے۔ امام ابو عاصم رضی اللہ عنہ، امام بخاری رضی اللہ عنہ کے ان پانچ شیوخ میں سے ایک ہیں جن سے امام بخاری نے ثلاثیات روایت کی ہیں، امام ابو عاصم رضی اللہ عنہ سے چھ ثلاثیات مروی ہیں۔ چنانچہ امام ضرار بن مرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سألت أبا عاصم النبيل فقلت: أيما أئمة، سفیان أو أبو حنيفة؟ قال:

غلام من غلمان أبي حنيفة أئمة من سفیان. ①

میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ سب سے بڑھ کر فقیہ کون ہے، ابوحنیفہ یا سفیان؟ انہوں نے فرمایا: ابوحنیفہ کے شاگردوں میں عام سا شاگرد بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور طریق سے یہی روایت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے جسے امام حسن بن علی حلوانی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قلت لأبي عاصم يعني النبيل: أبو حنيفة أئمة أو سفیان؟ قال: عبد أبي

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۴۲

حنيفة أفته من سفیان . ①

میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ ابوحنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ انہوں نے فرمایا: امام ابوحنیفہ کا غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

۱۹.... امام عبداللہ بن داود الخریبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

امام سفیان بن عیینہ، امام علی بن المدینی، امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام عبداللہ بن داود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن یعنی تاریکی اور جہالت کی ذلت سے نکل جائے، اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر آئے تو اسے چاہئے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے:

من أراد أن یخرج من ذل العمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر فی

کتب أبی حنیفة . ②

۲۰... امام ابو عبدالرحمن عبداللہ بن یزید المہتری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام ابو عبدالرحمن عبداللہ بن یزید المہتری رحمۃ اللہ علیہ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے

ہیں: الإمام، العالم، الحافظ، المقري، المحدث، الحجة، شیخ الحرم) ③

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو

فقہ میں سردار نہیں دیکھا:

ما رأیت أسود رأس أفته من أبی حنیفة . ④

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۴۲

② أخبار أبی حنیفة وأصحابه: ذکر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۸۵

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن يزيد الأهوزي، ج ۱۰ ص ۱۶۶

④ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۴

۲۱.... امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۳ھ) کی نظر میں

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہم کے شیخ جب کہ امام سفیان بن عیینہ اور امام عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ سید المحدثین امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

القراءة عندي قراءة حمزة، والفقہ فقہ ابي حنيفة، علی هذا أدركت

الناس. ①

۲۲.... علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نظر میں

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) ”سیر أعلام النبلاء“ میں ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شيخ الإسلام، صاحب التصانيف

الفائقة، كان إماماً ديناً، ثقة، متقناً، صاحب سنة وإتباع.

یہی علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، نہایت ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت عقلمند تھے:

كان أبو حنيفة في الفقه إماماً حسن الرأي والقياس، لطيف

الاستخراج، جيد الذهن، حاضر الفهم، ذكياً ورعاً وعاقلاً. ②

نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذكرة الحفاظ“

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۸۷ / تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳

ص ۳۲۶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

میں آپ کو ”الإمام الأعظم“ اور ”فقیہ العراق“ کے لقب سے یاد کیا، اس طرح علامہ صلاح الدین صفدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۳۷ھ) نے ”الوافی بالوفیات“ میں، امام عبدالقادر قرشی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ”الجواهر المضية“ میں آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ یاد کیا ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ حدیث و فقہ کے اقوال و احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ ”امام اعظم فی الفقہ“ (فقہ میں سب سے بڑے امام) کے رتبہ پر فائز ہیں جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے درج بالا احوال کو بنظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب سے کم علم و کم فہم لوگ مسائل پوچھنے نہیں آتے تھے بلکہ اس دور کے بے شمار صدوق، صالح، ثقہ، اصدق، اوثق اور اثبت و اکابر محدثین آپ سے استفار اور استفتاء کے لیے حاضر ہوتے تھے جن میں سے چند ایک کے نام ہم اوپر درج کر چکے ہیں، وہ سب محدثین آپ کے تفقہ فی الدین، فقہی بصیرت اور آپ کی فقاہت حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، ائمہ حدیث کے یہ سارے احوال و وقائع بغیر کسی مبالغہ کے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام صاحب کے پاس احادیث کا دافر ذخیرہ تھا تب ہی تو آپ سے استفادہ کرنے والے کسی بھی محدث نے آپ کی طرف کبھی بھی انگشت اعتراض بلند نہیں کی۔ جس طرح قرہآن و حدیث پر گہری نظر رکھے بغیر صرف ذہانت اور فقہی بصیرت سے ہی دینی مسائل کا حل تلاش کرنا ناممکن ہے، اسی طرح بغیر فقاہت و فقہی بصیرت اور دقت نظر کے، قرآن و حدیث کے ہزار ہا متون ازبر ہونے کے باوجود فہم قرآن اور فہم حدیث کی مشکل گھاٹی سے گزرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں محدثین کرام کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے ہر ایک

ہزار ہا احادیث کا حافظ تھا مگر مسائل معلوم کرنے کے لیے وہ سب امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے، یہ بات امام صاحب کے کثیر الاحادیث ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے اور اس کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ احادیث جمع کرنا اور انہیں روایت کرنا ایک جہت علم ہے، جب کہ ان احادیث سے مسائل کا استنباط واجتہاد ایک الگ جہت علم ہے جو جمع روایت سے یقیناً بہت ممتاز ہے۔

اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے میں دو امور میں نمایاں فرق

اکابر صحابہ میں بھی دونوں طرح کے فقہاء پائے جاتے تھے، ایک وہ جن کی نگاہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر ہوتی تھی، دوسرے وہ جو معانی حدیث کے غواص تھے اور احکام شرعیہ میں شریعت کی مصالح اور لوگوں کے احوال کو بھی پیش نظر رکھتے تھے، تابعین عہد میں یہ دونوں طریقہ اجتہاد اور ان کے طرز استنباط کا تفاوت زیادہ نمایاں ہو گیا، جو لوگ ظاہر حدیث پر قانع تھے، وہ اصحاب الحدیث کہلائے اور جو نصوص اور ان کے مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرتے تھے، وہ اصحاب الرائے کہلائے، اصحاب الحدیث کا مرکز مدینہ تھا اور اصحاب الرائے کا عراق، اور خاص طور پر عراق کا شہر کوفہ، گو مدینہ میں بعض ایسے اہل علم موجود تھے جو اصحاب الرائے کے طریقہ استنباط سے متاثر تھے، ان کے نام کا جزو ٹھہرا، اسی طرح کوفہ میں امام شراحیل شعبی رضی اللہ عنہ جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اساتذہ میں ہیں لیکن ان کا منہج اصحاب الحدیث کا تھا۔

اصحاب الرائے اور اصحاب الحدیث کے درمیان دو امور میں نمایاں فرق تھا، ایک یہ کہ اصحاب الحدیث کسی کو قبول اور رد کرنے میں محض سند کی تحقیق کو کافی سمجھتے تھے اور خارجی وسائل سے کام نہیں لیتے تھے، اصحاب الرائے اصول روایت کے ساتھ اصول درایت کو بھی ملحوظ رکھتے تھے، وہ حدیث کو سند کے علاوہ اس طور پر بھی پرکھتے تھے کہ وہ قرآن کے مضمون

سے ہم آہنگ ہے یا اس سے متعارض؟ دین کے مسلمہ اصول اور مقاصد کے موافق ہے یا نہیں؟ دوسری مشہور حدیثوں سے متعارض تو نہیں ہے؟ صحابہ کا اس حدیث پر عمل تھا یا نہیں؟ اور نہیں تھا تو اس کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اصحاب الرأی کا منہج زیادہ درست بھی تھا اور دشوار بھی۔

دوسرا فرق یہ تھا کہ اصحاب الحدیث ان مسائل سے آگے نہیں بڑھتے تھے جو حدیث میں مذکور ہوں، یہاں تک کہ بعض اوقات کوئی مسئلہ پیش آجاتا اور ان سے اس سلسلہ میں رائے دریافت کی جاتی، اگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا تو وہ جواب دینے سے انکار کر جاتے اور لوگ ان کی رہنمائی سے محروم رہتے، ایک صاحب سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ایک مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے انکار کیا، اس نے دوبارہ استفسار کیا اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر راضی ہوں، سالم نے کہا کہ اگر اپنی رائے بتاؤں تو ہو سکتا ہے کہ تم چلے جاؤ، اس کے بعد میری رائے بدل جائے اور میں تم کو نہ پاؤں۔ یہ واقعہ ایک طرف ان کے احتیاط کی دلیل ہے لیکن سوال ہے کہ کیا ایسی احتیاط سے امت کی رہنمائی کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

اصحاب الرأی نہ صرف یہ کہ جس مسائل میں نص موجود نہ ہوتی ان میں مصالح شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کرتے بلکہ جو مسائل ابھی وجود میں نہیں آئے لیکن ان کے واقع ہونے کا امکان ہے ان کے بارے میں پیشگی تیاری کے طور پر غور کرتے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے، اسی کو فقہ تقدیری کہتے ہیں، اصحاب حدیث اصحاب الرأی کے اس طرز عمل پر طعنہ دیتے تھے، لیکن آج اسی فقہ تقدیری کا نتیجہ ہے کہ نئے مسائل کو حل کرنے میں قدیم ترین فقہی ذخیرہ سے مدد مل رہی ہے۔

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اصحاب الرأی کا کام بمقابلہ اصحاب الحدیث کے زیادہ دشوار تھا، اسی لیے متقدمین کے یہاں اصحاب الرأی میں سے ہونا ایک

قابل تعریف بات تھی اور مدح سمجھی جاتی تھی، بعد کو جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا، انہوں نے رائے سے مراد ایسی رائے کو سمجھا جو قرآن و حدیث کے مقابلہ میں خود رائی پر مبنی ہو، یہ کھلی ہوئی غلطی اور نا سمجھی ہے۔

حجاز کا اصحاب الحدیث کا مرکز بننا اور عراق کا اصحاب الرائی کا مرکز بننا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا، اس کے چند بنیادی اسباب تھے: اول یہ کہ حجاز عرب تہذیب کا مرکز تھا، عرب اپنی سادہ زندگی کے لیے مشہور رہے ہیں، ان کی تہذیب میں بھی یہی سادگی رچی بسی تھی، عراق ہمیشہ سے دنیا کی عظیم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے اور زندگی میں تکلفات و تعینات اس تہذیب کا جزو تھا، پھر مسلمانوں کے زیر نگیں آنے کے بعد یہ علاقہ عربی اور عجمی تہذیب کا سنگم بن گیا تھا، اس لیے بمقابلہ حجاز کے یہاں مسائل زیادہ پیدا ہوتے تھے اور دین کے عمومی مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لینا پڑتا تھا، یہاں کے فقہاء اگر علمائے اصحاب حدیث کی طرح منصوص مسائل کے آگے سوچنے کو تیار ہی نہ ہوتے تو آخر امت کی رہنمائی کا فرض کیوں ادا ہوتا۔

دوسرے دبستان حجاز پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ کی چھاپ تھی، جن کا ذوق ظاہر نص پر قناعت کرنے کا تھا اور عراق کے استاذ اول حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء تھے، جن پر اصحاب الرائی کے طریقہ اجتہاد کا غلبہ تھا، اس لیے دونوں جگہ بعد کے علماء پر ان صحابہ کے انداز فکر کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی۔

تیسرے اکثر فرق باطلہ کا مرکز عراق ہی تھا، یہ لوگ اپنی فکر کی اشاعت کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے، اس لیے علماء عراق تحقیق حدیث میں اصول روایت کے ساتھ ساتھ اصول درایت سے کام لیتے تھے، اس کے برخلاف علماء حجاز کو وضع حدیث کے اس فتنہ

سے نسبتاً کم سابقہ تھا۔ ①

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم کا نفع

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قرآن و حدیث و فقہ کے دروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کر دیا، خاص کر جب آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ عباسی حکومت میں قاضی القضاة کے عہدہ پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا، چنانچہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دنیا کے کونے کونے میں رائج ہو گئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر باحتی کہ عباسی و عثمانی حکومت میں مذہب ابی حنیفہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی۔ چنانچہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۷۵ فیصد امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے، اور اب تک امت مسلمہ کی اکثریت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اور وضاحت و بیان پر ہی عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت جو دنیا میں مسلم آبادی کا ۶۰ فیصد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی اور روس سے الگ ہونے والے ممالک نیز عرب ممالک کی ایک جماعت قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہیں۔

فرعی مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان اسباب اختلاف

چوں کہ احکام شرعیہ کو مستنبط کرنے میں اجتہاد اور غور و فکر کو دخل ہے، غور و فکر کے نتیجے میں اختلاف رائے کا پایا جانا فطری امر ہے اور انسانی سوچ درست بھی ہو سکتی ہے اور نادرست بھی اور واقعہ کے مطابق بھی ہو سکتی ہے اور اس کے خلاف بھی، اس لیے بہت سے مسائل میں مجتہدین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، جسے قانون شریعت کی زندگی اور حیات کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے اور یہ امت کے لیے رحمت ہے نہ کہ زحمت۔ کیونکہ اس

کی وجہ سے مختلف امور میں امت کو درپیش مشکلات کو حل کرنے کے لیے مختلف نقاط نظر سے استفادہ کی گنجائش فراہم ہوتی ہے، اسی لیے سلف صالحین اور خاص کر امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تمام لوگوں کو ایک ہی رائے کا کرنے پر مجبور کیا جائے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ میں کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا، اس لیے کہ اگر صحابہ کا تمام مسائل میں ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے، کیونکہ صحابہ مقتدی ہیں، اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لے تو اس کی گنجائش ہے، اسی بنیاد پر سلف صالحین نے اختلاف فقہاء کو جمع کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

اختلاف رائے کے اسباب بہت سے ہیں لیکن چند اسباب بنیادی نوعیت کے حامل ہیں، یہاں انہیں کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

۱..... بعض امور کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی حیثیت دلیل شرعی کی ہے یہ نہیں، مثلاً استحسان اور مصالح مرسلہ، احناف و مالکیہ کے یہاں ان کا اعتبار ہے، ذریعہ کے سلسلہ میں مالکیہ کا نقطہ نظر دوسرے فقہاء سے زیادہ وسیع ہے، عرف سے حنفیہ زیادہ کام لیتے ہیں، استصحاب کا اعتبار حنابلہ کے یہاں نسبتاً زیادہ ہے، آثار صحابہ کو دلیل بنانے میں حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں زیادہ وسعت ہے اور بعض فقہاء کی طرف منسوب ہے کہ وہ آثار صحابہ کو مطلق حجت نہ مانتے تھے۔

پس جن فقہاء نے ان کو ماخذ قانون کا درجہ دیا ہے، انہوں نے ان پر مبنی احکام کو قبول کیا اور جنہوں نے ان کو دلیل شرعی نہیں مانا ہے انہوں نے ان احکام سے اختلاف کیا۔

۲..... اختلاف رائے کا دوسرا مرکزی سبب نصوص کے ثابت و معتبر ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے، جیسے حدیث مرسل حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں حجت ہے، شوافع بعض مستثنیات کو چھوڑ کر حدیث کی اس قسم کو ثابت نہیں سمجھتے، قیاس کے مقابلے میں

حنفیہ کے یہاں حدیث ضعیف کا اعتبار ہے، بشرطیکہ اس کا ضعف بہت شدید نہ ہو، دوسرے فقہاء کو اس سے اختلاف ہے۔

اسی طرح کسی روایت کا معتبر یا غیر معتبر ہونا راویوں کے معتبر ہونے اور نہ ہونے پر موقوف ہوتا ہے اور راویوں کے بارے میں مجتہد کی جو رائے ہوتی ہے وہ بھی اجتہاد پر مبنی ہوتی ہے اور اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے، ایسا ممکن ہے کہ ایک راوی بعض اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار ہو اور دوسروں کے نزدیک ناقابل اعتبار، ایسی صورت میں دونوں گروہ کی رائے اپنے اپنے نقطہ نظر پر مبنی ہوگا۔

۳..... کوئی انسان خواہ کتنا بھی صاحب علم ہو وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے معلومات کا احاطہ کر لیا ہے، اس بنیاد پر ایسا نہیں ہو سکتا، یہی وجہ کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ جیسے فقیہ و محدث نے جب حجاز سے نکل کر عراق اور عراق کے بعد مصر کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا تو بے شمار مسائل میں ان کی رائے بدل گئی، اسی لیے فقہ شافعی میں قول قدیم اور قول جدید کی مستقل اصطلاح پائی جاتی ہے، اسی طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رضی اللہ عنہما، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب حجاز آئے اور امام مالک رضی اللہ عنہ سے استفادہ کیا تو بعض مسائل میں نہ صرف یہ کہ ان کی رائے بدل گئی بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس پر مطلع ہوتے تو وہ بھی وہی کہتے جو میں کہہ رہا ہوں، اسی طرح کار جوع و اعتراف فقہاء کے یہاں پایا جاتا ہے، جو طلب حق کے سلسلہ میں ان کے اخلاص اور بے نفسی کی دلیل ہے۔

۴..... بعض مسائل میں دلیلیں متعارض ہوتی ہیں، ایک مسئلہ سے متعلق دو مختلف احادیث ہوتی ہیں، اب مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں کس پر عمل کرنا اولیٰ و افضل ہے؟ یا یہ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے اور کس کا حکم باقی ہے؟ چوں کہ حدیث میں اس کی صراحت نہیں

ہوتی اس لیے فقہاء کو اپنے ذوق سے ترجیح دینا پڑتا ہے، اسی طرح کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کا واضح حکم موجود نہیں ہوتا اور صحابہ کی رائے مختلف ہوتی ہے، ان آراء میں ترجیح سے کام لینا ہوتا ہے، اسی طرح ایک ہی مسئلہ میں قیاس کے دو پہلو ہوتے ہیں اور دونوں متضاد ہوتے ہیں، اس صورت میں بھی مجتہد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایک قیاس کو دوسرے پر ترجیح دے۔

ایسے مواقع پر ترجیح کے سلسلہ میں فقہاء کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، کوئی حدیث کو قوت سند کی بناء پر ترجیح دیتا ہے، کوئی قرآن اور دین کے مسلمہ اصول و قواعد کی موافقت کو ترجیح دیتا ہے، کسی کے نزدیک اس بات کی اہمیت ہوتی ہے کہ کس حدیث کس سند میں واسطے کم ہیں، اور کسی کے یہاں یہ بات اہم قرار پاتی ہے کہ کس حدیث کے روایت کرنے والے تفقہ کے حامل ہیں؟ کسی کا رجحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی طرف ہے اور کسی کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آراء کی طرف، کسی کے نزدیک ایک راوی بہت ہی ضعیف و ناقابل اعتبار ہے، اور کسی کی نگاہ میں وہ ایک بلند پایہ معتبر راوی ہے، اس اختلاف ذوق کی وجہ سے ان کے اجتہاد و استنباط میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے۔

۵..... قانون شریعت کے اصل ماخذ قرآن و حدیث ہیں، اور یہ دونوں عربی زبان میں ہیں اس لیے عربی زبان کے قواعد طرز تعبیر اور اسالیب بیان سے بھی مسائل کے استنباط کا گہرا تعلق ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ خود اہل زبان کے نزدیک بعض الفاظ اور افعال کی مراد کے سلسلہ میں اختلاف ہے، یا اہل زبان کے نزدیک اس کے ایک سے زیادہ معنی مراد لیے جاسکتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔

مثلاً فعل امر لا زنا کسی بات کے ذاجب ہونے کو بتاتا ہے، یا مباح اور مستحب کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ ”واو“ صرف جمع کے معنی میں ہے یا اس کے معنی میں ترتیب بھی ملحوظ

ہوتی ہے؟ ”إلی“ اپنے مابعد کو شامل ہوتا ہے یا شامل نہیں ہوتا؟ ”ب“ کا اصل معنی بعض کا ہے یا بیان کے لیے ہے؟ وغیرہ، اس لیے اصول فقہ کی کتابوں کا ایک اہم موضوع دلالت کلام سے متعلق ہے اور حنفیہ کی کتب اصول جیسے اصول بزدوی اور اصول سرخسی وغیرہ کی تالیفات میں بڑا حصہ انہیں مباحث پر مشتمل ہے۔

۶..... بعض مسائل میں اختلاف رائے کی بنیاد حالات کی تبدیلی، سیاسی و معاشی نظام میں تغیر اور اخلاقی قدروں میں ارتقاء سے بھی متعلق ہوتا ہے، اس لیے فقہاء کے یہاں ایک متفقہ اصول ہے ”لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان“ کہ زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں خواتین کے حالات کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا ہوتا تو انہیں مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہوتا، اس طرح بعض مسائل میں بعد کے فقہاء نے اپنے سلف کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر گذشتہ بزرگوں نے آج کے حالات کو دیکھا ہوتا تو وہ بھی اس کے قائل ہو گئے ہوتے۔

اسی کو بعض اہل علم نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف برہان نہیں بلکہ اختلاف زمان ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن متاخرین نے اس کی اجازت دی، متقدمین اجیر کو اس کے پاس ضائع ہو جانے والے مال کا ضامن نہیں ٹھہراتے تھے لیکن متاخرین نے بڑھتی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے ان کو ضامن ٹھہرایا، اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں فقہاء متقدمین اور متاخرین کے نقاط نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک ہی دبستان فقہ سے متعلق پہلے اور بعد کے اہل علم کی رائیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

یہ فقہی اختلافات کے اہم اور بنیادی اسباب ہیں، ورنہ اسباب اختلاف کی بڑی تعداد

ہے، اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین علماء نے اختلاف کے اسباب کے بارے میں کئی کتابیں اور رسائل تصنیف کیے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) کی ”رفع الملام عن الأئمة الأعلام“ نیز محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”الإنصاف فی بیان سبب الاختلاف“ میں ان نکات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو اہل علم کے درمیان اختلاف کا موجب بنے ہیں، ماضی قریب میں بھی اس سلسلہ میں بعض اہم خدمات انجام پائی ہیں جن میں عرب کے مشہور محقق و محدث شیخ محمد عوامہ کی ”أثر الحدیث فی اختلاف الأئمة الفقہاء“ اردو زبان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی ”اختلاف الأئمة“ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلاف ذوق

اسباب اختلاف کے سلسلہ میں اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں فقہاء کو علاقائی اثرات اور مقامی افکار نے بھی متاثر کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کوفہ میں پیدا ہوئے، یہیں آپ کی علمی نشوونما ہوئی اور یہیں سے آپ کے فقہ و اجتہاد کا خورشید عالم تاب طلوع ہوا، کوفہ میں زیادہ تر اہل علم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کی درس گاہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فتاویٰ کو ترجیح دیتے تھے، اس لیے امام ابوحنیفہؒ کی آراء پر ان صحابہ کے فتاویٰ اور فیصلوں کی اتباع کا رجحان غالب ہے، امام مالکؒ نے پوری زندگی مدینہ میں گزار دی، یہیں فیض اٹھایا اور یہیں سے آپ کے فیضان کا چشمہ جاری ہوا، مدینہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے تلامذہ و مستسبین کی فکر کی گہری چھاپ تھی، اس لیے امام مالکؒ کے مسلک پر ان صحابہ کی آراء اور علماء مدینہ کے افکار کا غلبہ ہے، یہاں تک کہ تعامل اہل مدینہ ان کے یہاں مستقل ایک مصدر شرعی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں آپ کی علمی نشوونما انجام پائی، مکہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے علمی فیوض و برکات کا مرکز بنایا تھا اور ان کے لائق و فائق تلامذہ مکہ کی علمی فضاء پر چھائے ہوئے تھے، چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی آراء پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کے فتاویٰ کا واضح اثر ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا خاص ذوق رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذوق یہی تھا، اس لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ان صحابہ کے فتاویٰ کی پیروی کا رجحان نمایاں ہے۔^①

علم شریعت کے مدوّن اول امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، اسی لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال علی ابي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبها أبو ابا ثم تبعه مالك ابن أنس في

ترتيب الموطا ولم يسبق ابا حنيفة أحد.^②

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے باب وار مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں کی پیروی کی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

① قاموس الفقه: ج ۱ ص ۳۳۴ تا ۳۳۷

② تبييض الصحيفه بمناقب الإمام أبي حنيفة: أول من دون علم الشريعة، ص ۱۲۹

علامہ ابن حجر مکیؒ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

انه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبو ابا وكتبا على نحو ما هو عليه

اليوم وتبعه مالک في موطنه. ❶

امام ابوحنیفہؒ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب فرمایا، جیسا کہ آج موجود ہے اور امام مالک نے اپنی موطن میں انہیں کی اتباع کی ہے۔ پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کی، بلکہ حضرت عمرؓ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق مکیؒ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة مذهبه شوري بينهم لم يستمد بنفسه دونهم.

امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، وہ شرکاء شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفقؒ ہی رقم طراز ہیں:

كان يتقي مسألة مسألة يقلبهم ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده

وينظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها. ❷

امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے، یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

مجلس فقہ میں مدون کیے گئے مسائل کی تعداد

اس مجلس تدوین میں جو مسائل مرتب ہوئے اور جو زیر بحث آئے ان کی تعداد کیا تھی؟

❶ الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، ص ۲۳۳ مناقب أبي حنيفة: ج ۲ ص ۱۳۳

اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں کے مختلف بیانات ملتے ہیں، مسانید امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جامع علامہ خوارزمی رضی اللہ عنہ نے تراسی ہزار کی تعداد لکھی ہے، جس میں اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے تھا اور باقی کا معاملات سے۔ بعض حضرات نے ۶ لاکھ اور بعضوں نے ۱۲ لاکھ سے بھی زیادہ بتائی ہے، مشہور محقق مولانا مناظر احسن گیلانی رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ اس تعداد میں ان مسائل کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو امام کے مقرر کیے ہوئے اصول و کلیات کی روشنی میں مستنبط کیے گئے تھے، پس اگر تراسی ہزار مسائل ہی اس مجلس تدوین کے مستنبط کیے ہوئے مانے جاتے تو یہ کیا کم ہے۔ ①

مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنین وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے وابستگی کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کارِ تدوین میں ہاتھ بٹایا اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانہ میں اس کام میں شرکت کی، عام طور پر شرکاء مجلس کا نام ایک جگہ نہیں ملتے، مفتی عزیز الرحمن اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالہ سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

- ۱..... زفر بن ہذیل رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۸ھ) ۲..... مالک بن مغول رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۹ھ)
- ۳..... داود طائی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۶۰ھ) ۴..... مندل بن علی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۶۸ھ)
- ۵..... نصر بن عبدالکریم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۶۹ھ) ۶..... عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۷۱ھ)

- ۷..... حبان بن علیؒ (متوفی ۱۷۲ھ) ۸..... ابو عاصمہ (متوفی ۱۷۳ھ)
- ۹..... زہیر بن معاویہؒ (متوفی ۱۷۳ھ) ۱۰..... قاسم بن معنؒ (متوفی ۱۷۵ھ)
- ۱۱..... حماد بن ابی حنیفہؒ (متوفی ۱۷۶ھ) ۱۲..... ہیا ج بن بطامؒ (متوفی ۱۷۷ھ)
- ۱۳..... شریک بن عبد اللہؒ (متوفی ۱۷۸ھ) ۱۴..... عافیہ بن یزیدؒ (متوفی ۱۸۱ھ)
- ۱۵..... عبد اللہ بن مبارکؒ (متوفی ۱۸۱ھ) ۱۶..... نوح بن دراجؒ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۱۷..... امام ابو یوسفؒ (متوفی ۱۸۲ھ) ۱۸..... ہشیم بن بشیر سلمیؒ (متوفی ۱۸۳ھ)
- ۱۹..... ابو سعید یحییٰ بن زکریاؒ (متوفی ۱۸۴ھ) ۲۰..... فضیل بن عیاضؒ (متوفی ۱۸۷ھ)
- ۲۱..... اسد بن عمروؒ (متوفی ۱۸۸ھ) ۲۲..... محمد بن حسن شیبانیؒ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۳..... علی بن مسہرؒ (متوفی ۱۸۹ھ) ۲۴..... یوسف بن خالدؒ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۵..... عبد اللہ بن ادریسؒ (متوفی ۱۹۲ھ) ۲۶..... فضل بن موسیٰؒ (متوفی ۱۹۲ھ)
- ۲۷..... حفص بن غیاثؒ (متوفی ۱۹۴ھ) ۲۸..... وکیع بن جراحؒ (متوفی ۱۹۷ھ)
- ۲۹..... ہشام بن یوسفؒ (متوفی ۱۹۷ھ) ۳۰..... یحییٰ بن سعید القطانؒ (متوفی ۱۹۸ھ)
- ۳۱..... شعیب بن اسحاقؒ (متوفی ۱۹۸ھ) ۳۲..... ابو حفص بن عبد الرحمنؒ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۳..... ابو مطیع بلخیؒ (متوفی ۱۹۹ھ) ۳۴..... خالد بن سلیمانؒ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۵..... عبد الحمیدؒ (متوفی ۲۰۳ھ) ۳۷..... ابو عاصم النبیلؒ (متوفی ۲۱۲ھ)
- ۳۸..... مکی بن ابراہیمؒ (متوفی ۲۱۵ھ) ۳۹..... حماد بن دہیلؒ (متوفی ۲۱۵ھ) ⑩

استنباط مسائل میں امام اعظمؒ کا طریقہ کار

خطیب بغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر قرطبیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیریؒ (متوفی ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے کہ:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، فان لم أجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله ﷺ آخذ بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر أو جاء إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالا، فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا. ①

میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنت رسول ﷺ کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے راجح معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعید بن مسیب رضی اللہ عنہم اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبیؒ (متوفی ۴۸۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول ﷺ، والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات، فان لم أجد فبقول أصحابه آخذ

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما ذكر من وفور عقل أبي حنيفة، ۱۳ /

۳۶۵ / الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة:

ص ۱۴۲ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول: ص ۲۴

بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي والحسن وعطاء، فاجتهد كما اجتهدوا. ①

میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن و سنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول کو لے لیتا ہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہم جیسے مجتہدین تابعین پر آٹھرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات

یہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین شورائی طریقے پر ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اجتماعی طریق اجتہاد اور آزادانہ بحث و نقد نے فقہ حنفی میں نصوص و رائے اور مقاصد شریعت و انسانی مصالح کے درمیان ایک خاص قسم کا توازن پیدا کر دیا ہے، جو دوسرے مکاتب فقہیہ میں کم نظر آتا ہے، فقہ حنفی کے طریق اجتہاد اور اصول خاص استنباط نیز اس کی مستنبط جزئیات و فروعات پر غور کرنے کے بعد اس فقہ کا عمومی مزاج و مذاق اور خصائص و امتیازات جو سمجھ میں آتے ہیں ان کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں اسی نقطہ نظر سے گفتگو کی گئی ہے۔

..... نصوص سے غایت اعتناء

فقہ حنفی کی سب سے بڑی خصوصیت اس فقہ میں نصوص شرعیہ سے غایت درجہ اعتناء ہے، اسی وجہ سے فقہ حنفی میں خبر واحد قیاس پر مقدم ہے، علامہ ابو بکر جصاص رضی اللہ عنہ (متوفی

۳۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے:

وَذَلِكَ لِأَنَّ خَيْرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ①

نیز اس بات کا اظہار آپ نے ایک اور مقام پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

أَنَّ خَيْرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ②

جب خبر واحد اور قیاس میں تعارض ہو جائے اس طور پر کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو تو خبر واحد کو اکثر علماء کے نزدیک مطلقاً قیاس پر مقدم کیا جائے گا، ان علماء میں سرفہرست امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ: إِذَا تَعَارَضَ خَيْرُ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسُ بِحَيْثُ لَا جَمْعَ بَيْنَهُمَا مُمَكِّنٌ

قَدَّمَ الْخَيْرَ مُطْلَقًا عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. ③

علامہ جمال الدین منہجی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۸۶ھ) ایک مسئلہ کی تحقیق کے دوران فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ہے کہ خبر واحد کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا:

وَهَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَدِلَّةِ عَلَى أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْدُمُ

الْخَيْرَ الْوَاحِدَ عَلَى الْقِيَاسِ. ④

اسی طرح حدیث مرسل یعنی وہ حدیث جس کو تابعی براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل

کرے اور درمیانی واسطہ یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام مالک رضی اللہ عنہ

① الفصول في الأصول: باب العام، القول في تخصيص العموم بالقياس، ج ۱ ص ۲۱۱

② الفصول في الأصول: فصل في الدلالة على الصحيح مما قسمنا عليه أخبار الآحاد،

ج ۳ ص ۱۴۱ ③ التقرير والتحجير: الباب الثالث: السنة، مسألة: إذا تعارض خبر

الواحد القياس، ج ۲ ص ۳۹۸ ④ اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: كتاب

البيوع، باب ما لا يجوز شراء ما باقلا مما باع، ج ۲ ص ۴۹۳

کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ حجت نہیں، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔

علامہ ابن صلاح رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالْاِحْتِجَاجُ بِهٖ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَ اَبِي حَنِيفَةَ وَ اَصْحَابِهِمَا. ❶

اور مرسل روایت سے دلیل پکڑنا امام مالک اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ. ❷

حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ فَإِنَّهُمْ يَقْبَلُونَ الْمُرْسَلَ وَلَا يَرُدُّونَهُ. ❸

بہر حال امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں اور اس کو رد نہیں کرتے۔

مجدد قرنِ عاشر محدث کبیر ملا علی قاری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَكِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُورِ. ❹

لیکن مرسل حدیث ہمارے اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

❶ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع، معرفة المرسل، ج ۱ ص ۵۵

❷ فتح القدير: كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۲۰

❸ التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۵

❹ مرقاة المفاتيح: كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء، ج ۱ ص ۳۶۸

أما أهل القرون الثلاثة فمرسلهم مقبول عندنا مطلقاً. ❶
 بہر حال قرون ثلاثہ کی مرسل روایت تو ہمارے نزدیک مطلقاً قبول ہے۔
 اسی طرح احناف کے ہاں ضعیف احادیث بھی قیاس پر مقدم ہیں۔
 ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) فرماتے ہیں:

❷ إن مذهبهم القوي تقديم الحديث الضعيف على القياس. ❷
 علمائے احناف کا قوی مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف قیاس پر مقدم ہے۔
 غیر مقلدین کے مقتدا علامہ ابن حزم ظاہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

قال ابن حزم جميع الحنفية مجموعون على أن مذهب أبي حنيفة أن
 ضعيف الحديث أولى من الرأي. ❸

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ تمام حنفیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر
 عمل کرنا قیاس کرنے سے اولیٰ ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم و افکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ)
 فرماتے ہیں:

أَبُو حَنِيفَةَ يُقَدِّمُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ عَلَى الرَّأْيِ وَأَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ
 رَحِمَهُ اللَّهُ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ عِنْدَهُ
 أَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ.

امام ابوحنیفہ حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے اصحاب کا اس
 بات پر اجماع ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا ان کے نزدیک

❶ قواعد في علوم الحديث: الفصل الخامس في أحكام المرسل، ص ۱۳۹

❷ مرقاة المفاتيح: مقدمة، ج ۱ ص ۴۱

❸ قواعد في علوم الحديث: الفصل الثالث في حكم العمل بالضعيف، ص ۹۵

قیاس اور رائے پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ ①

علامہ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بات جھوٹ ہے، اللہ کی قسم! ہمارے خلاف یہ بات گھڑی گئی ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی نص کے ہوتے ہوئے ہمیں قیاس کرنے کی کیا ضرورت ہے، قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جبکہ اس مسئلہ میں صراحتاً نص موجود نہ ہو:

كذب والله افتري علينا من يقول اننا نقدم القياس على النص وهل

يحتاج بعد النص الى القياس. ②

علمائے احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی، اب قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز تو ٹوٹ جائے لیکن وضو نہ ٹوٹے، کیونکہ نواقض وضو میں سے کسی کا صدور نہیں ہوا، اگر کوئی خارج صلاۃ دن بھر بھی قہقہہ لگاتا رہے تو وضو برقرار رہے گا۔ اب احناف نے نماز میں قہقہہ کی صورت میں وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ محض اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض حضرات نے نماز کے دوران قہقہہ لگایا تو آپ نے وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ حدیث سند کے اعتبار سے کافی کمزور ہے لیکن اس کے باوجود احناف نے قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اندازہ کیجئے اس کے باوجود احناف کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے:

كُنَّا نَصَلِّيَ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ ضَرِيرٌ

① إعلام الموقعين عن رب العالمين: الرأي الباطل وأنواعه، ج ۱ ص ۶۱

② الميزان الكبرى: الفصل الأول في شهادة الأئمة له بغزارة العلم، ج ۱ ص ۶۳

الْبَصْرِ فَرَدَى فِي حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ، فَضَحِكَ نَاسٌ مِنْ خَلْفِهِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ. ❶

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کی سند پر کلام کیا ہے، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث قہقہہ باوجود یہ کہ یہ ضعیف ہے لیکن پھر بھی احناف کے نزدیک یہ قیاس اور رائے پر مقدم ہے:

كَمَا قَدَّمَ حَدِيثَ الْقَهْقَهَةِ مَعَ ضَعْفِهِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ. ❷

اسی طرح احناف کے نزدیک مہر کی اقل مقدار دس دراہم ہے، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے ”لامہر لأقل من عشرة دراهم“ یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس کے باوجود احناف نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا ہے۔ اسی طرح دس دراہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک حیض کی اکثر مدت دس دن ہے حالانکہ اس بارے میں جو روایت وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک قیام جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، حالانکہ اس کے متعلق روایت ضعیف ہے:

وَمَنْعَ قَطْعِ السَّارِقِ بِسَرِقَةٍ أَقَلَّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَالْحَدِيثِ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَجَعَلَ أَكْثَرَ الْحَيْضِ عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثِ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَشَرَطَ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ الْمِصْرَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ كَذَلِكَ. ❸

اس طرح کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احناف نے قیاس کو ترک کر کے ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایت پر عمل کرنا ہی جائز نہیں۔

❶ سنن الدارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب أحادیث الفقہۃ فی الصلوٰۃ، ج ۱، ص ۲۹۸،

رقم الحدیث: ۶۰۲ ❷ إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱، ص ۶۱

❸ إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱، ص ۶۱

اسی طرح آثار صحابہ بھی فقہ حنفی میں حجت ہیں، اس سلسلے میں فقہائے احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن مسائل میں قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں ہے ان میں صحابہ کی رائے حدیث رسول کے درجے میں ہوگی، کیونکہ ان حضرات نے یہ رائے آپ ﷺ سے سن کر یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی قائم کی ہوگی، مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا يَكُونُ الْحَمْلُ أَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ. ①

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَقْصَاهُ عَشْرَةٌ. ②

جبکہ نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک نہ حدیث مرسل حجت ہے، نہ حدیث ضعیف، اور نہ اقوال صحابہ، پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم اہلحدیث ہیں، جب کہ احناف کے نزدیک خبر واحد حجت ہے اور قیاس پر مقدم ہے، اسی طرح حدیث مرسل اور حدیث ضعیف، اور اقوال صحابہ بھی حجت ہیں، پھر بھی یہ دن رات پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ احناف حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

۲..... مصاد شرعیہ کے مدارج کی رعایت

مختلف دلائل کے درجات و مراتب کی رعایت اور ان میں غایت درجے تو ازن واعتدال فقہ حنفی کا نمایاں وصف ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی اولیت اور اس کی برتری کا اس میں ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

① سنن الدار قطنی: کتاب النکاح، باب المہر، ج ۳ ص ۴۹۹، رقم الحدیث:

② ۳۸۷۵ سنن الدار قطنی: کتاب الحيض، ج ۱ ص ۳۸۹، رقم الحدیث: ۸۰۸

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ ❶

جب قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو خوب غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

جبکہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

❷ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ.

قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوا کہ جب قراءت ہو تو غور سے سنو اور خاموشی اختیار کرو، جبکہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، اب حنفیہ نے ان دونوں مصادر شرعیہ کو اپنے مقام پر رکھا، چنانچہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا امام اور منفرد کے لئے، اور مقتدی کو حکم ہے وہ خاموش رہے تاکہ قرآن کریم کے حکم پر عمل ہو جائے، اور ان احادیث پر بھی جن میں آپ نے امام کی قراءت کو مقتدی کی قراءت قرار دیا۔ احناف یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے حکم یعنی استماع اور انصاف کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہے اور حدیث میں قراءت کا حکم امام اور منفرد کو ہے، امام کی قراءت اصلاً اپنی طرف سے ہوتی ہے نیابتاً مقتدی کی طرف سے ہوتی ہے، تو مقتدی کو قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب حنفیہ نے ہر ایک کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے دونوں پر عمل کیا۔

اسی طرح قرآن کریم نے چار ارکان وضو کا ذکر کیا، چہرے کا دھونا، دونوں ہاتھوں

کا کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ ❸

❶ الأعراف: ۲۰۴ ❷ صحیح بخاری: کتاب الآذان، باب في وجوب القراءة للامام

والماموم، ج ۱ ص ۱۵۱، رقم الحديث: ۷۵۶ ❸ المائدة: ۶

اب قرآن کریم نے ارکان وضو میں تسمیہ کا تذکرہ نہیں کیا، تسمیہ کا ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی میں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ. ①

اس حدیث سے وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے کی نہایت تاکید معلوم ہوتی ہے، اب احناف نے قرآن و حدیث دونوں پر عمل کیا، وضو کے انہی افعال کو رکن قرار دیا جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اور حدیث سے جو تسمیہ کی تاکید معلوم ہوتی ہے اسے مسنون کہا تا کہ دونوں پر عمل ہو جائے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں آمین کا ثبوت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی، آپ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافق ہوگی تو اس کے گذشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَاَفَّقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

مِنْ ذُنُوبِهِ. ②

ذخیرہ احادیث میں کوئی قولی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو جہرایا سرا آمین کہنے کا حکم دیا ہو، آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن یہ آمین جہرا کہی جائے یا سرا کہی جائے اس بارے میں آپ نے امت کو کوئی حکم قولاً نہیں دیا، البتہ فعلی روایات دونوں قسم کی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آمین سرا کہی:

سمعت حجرا أبا العنيس، يحدث عن علقمة بن وائل، عن أبيه، أنه

① سنن الترمذی: أبواب الطهارة، باب في التسمية عند الوضوء، ج ۱، ص ۳۷، رقم

الحديث: ۲۵ ② صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ج ۱

صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قال: ﴿غیر المغضوب علیہم ولا الضالین﴾ قال: آمین یخفض بہا صوتہ. ❶

امام حاکم رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۰۵ھ) اور امام ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۸۸ھ) دونوں نے فرمایا کہ یہ روایت شیخین کی شرائط کے مطابق ہے، اب اس حدیث میں آپ کا فعلی عمل یہ نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین سرا کہی، جبکہ امام بیہقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے آپ نے آمین جہرا کہی:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا قال: آمین رفع بہا صوتہ. ❷
اب چونکہ آپ سے فعلا دونوں قسم کا عمل منقول ہے تو حنفیہ نے سرا والی روایات کو اولی قرار دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآن کریم نے دعا کا جواب بتلایا وہ یہ ہے کہ کیفیت میں خشوع اور تضرع ہو اور آواز پست ہو:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ ❸

اب حنفیہ نے دونوں کی رعایت کی، آمین چونکہ دعا ہے تو ہدایت قرآنی کے مطابق آہستہ کہی جائے اور جہر کی احادیث کو ابتدائے اسلام یا تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقتی عمل سمجھا جائے تاکہ کسی کو انکار کرنے کی نوبت نہ آئے۔

۳..... نقد حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

احناف کی اصل سے دوسرے فقہاء و محدثین نے بھی فائدہ اٹھایا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو چھ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورة الفاتحة، ج ۲،

ص ۲۵۳، رقم الحدیث: ۲۹۱۳ ❷ السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الصلوة، باب جهر

الامام بالتأمين، ج ۲ ص ۸۳، رقم الحدیث: ۲۴۴۵ ❸ الأعراف: ۵۵

سال کے بعد حضرت ابو العاص کی زوجیت میں نکاح جدید کے بغیر سابقہ نکاح ہی کی بناء پر دے دیا تھا:

رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَيَّ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ

بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، وَلَمْ يُحَدِّثْ نِكَاحًا. ①

حالانکہ درمیان میں چھ سال کا وقفہ ہوا جس میں ابو العاص مشرک تھے، گویا آپ نے شرک کے باوجود رشتہ نکاح کو باقی رکھا اور از سر نو نیا نکاح نہیں کروایا، اب یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے، اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے، اس لئے امام ترمذی رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے فرمایا اس روایت کی سند میں کوئی گفتگو نہیں لیکن ہم اس حدیث کی وجہ نہیں جانتے:

هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ، وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ وَجْهَ هَذَا الْحَدِيثِ. ②

اس کے برخلاف عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دونوں کا نکاح کیا، یعنی نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ حضرت زینب کو حضرت ابو العاص کے نکاح میں دیا:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَيَّ أَبِي الْعَاصِ بْنِ

الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ. ③

اس روایت کے متعلق امام ترمذی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کلام ہے:

① سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳ ② سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء

في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳

③ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳

هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ ①

مگر ساتھ ہی امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی صراحت کی کہ اہل علم کا عمل اسی روایت پر ہے:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ②

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا، وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شَعِيبٍ ③

نیز دیگر فقہاء اور محدثین نے بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مزاج کے مطابق روایت کے

رد و قبول میں درایت سے کام لیا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام

ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ اصول کوئی خود ساختہ نہیں تھا بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی ہمیں

اس کی مثالیں ملتی ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ بانہ کے سکنی اور نفقہ کے متعلق

حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کو یہی کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک ایسی عورت کی بات پر اعتماد

کر کے ہم کس طرح کتاب و سنت کو نظر انداز کر دیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ

اس نے بات کو یاد رکھا یا بھول گئی:

قَالَ عُمَرُ: لَا نَدْعُ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ

امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَحْفِظْتُ أَمْ نَسِيتُ ④

اسی طرح ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ بعض فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنہا روایت قبول

① سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشرکين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳ ② سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء

في الزوجين المشرکين يسلم أحدهما، ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳

③ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشرکين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحدیث: ۱۱۴۳ ④ سنن الترمذی: أبواب الطلاق، باب ماجاء

في المطلقة ثلاثا، ج ۳ ص ۴۷۶، رقم الحدیث: ۱۱۸۰

کر لیتے ہیں، اور بعض صحابہ کی روایت کسی اور صحابی کی تائید کے بغیر قبول نہیں کرتے، مثلاً حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْأَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ. ①

اجازت تین مرتبہ طلب کرنا پس اگر آپ کو اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ

لوٹ جاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور نے بھی سنی ہے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے اور استفسار کیا، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں میں نے بھی یہ فرمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنا ہے، تفصیلاً دیکھئے: ②

یہی طریقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طریقہ استنباط میں اختیار کیا۔

۴..... حقوق اللہ میں احتیاط

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حلال و حرام میں احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب ”أصول الكرخي“ میں فرماتے ہیں:

إن الاحتياط في حقوق الله جائز وفي حقوق العباد لا يجوز.... إذا

دارت الصلوة بين الجواز والفساد فالاحتياط أن يعيد الأداء.

حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں، چنانچہ جب نماز میں جواز و فساد کے دو پہلو پیدا ہو جائیں تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔

① صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب الاستیذان، ج ۳ ص ۱۶۹۴، رقم الحدیث:

۲۱۵۳ صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب الاستیذان، ج ۳ ص ۱۶۹۴، رقم

چنانچہ غور کیا جائے تو عبادات میں امام صاحب کے یہاں احتیاط کے پہلو کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ نماز میں گفتگو کو مطلقاً مفسد قرار دیا گیا، چاہے یہ گفتگو بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، خطا ہو یا قصداً، چاہے یہ کلام کم ہو یا زیادہ، یا اصلاح نماز کی غرض سے کیوں نہ گفتگو کی گئی ہو تب بھی نماز فاسد ہے:

إِذَا تَكَلَّمْتَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ غَامِدًا خَاطِبًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا اتَّكَلَّمْتَ

لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ. ①

اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر کوئی شخص مصحف دیکھ کر نماز میں قراءت کرے تو اسکی نماز فاسد ہوگی:

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى. ②

اسی طرح احناف کے نزدیک اگر کسی شخص نے نماز میں قہقہہ لگایا تو اس کی نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے:

الْقَهْقَهَةُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ تَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ

عِنْدَنَا. ③

جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز میں قہقہہ لگانے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چوہا، بلی یا انس طرح کا دیگر کوئی جانور اگر کنویں میں گر جائے تو اگر وہ پھولا پھٹا نہیں ہے تو ایک دن کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، اور پھولنے پھٹنے کی صورت میں تین دن رات کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، امام صاحب نے عبادات میں احتیاط کے پیش نظر تین دن کا حکم دیا:

① الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۹۸

② الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۱۰۱

③ الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۱۲

فَقَدْ رَجَحُوا قَوْلَ الْإِمَامِ بِحُكْمِهِ بِالنَّجَاسَةِ مِنْ يَوْمٍ أَوْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَإِنَّهُ

الاحتياط في أمر العبادۃ. ❶

اسی طرح احناف کے نزدیک روزہ خواہ کسی بھی طور پر توڑا جائے، خواہ خور و نوش کے ذریعے سے ہو یا جماع کے ذریعے سے، اس کو موجب کفارہ قرار دیا:

مَنْ جَامَعَ عَمْدًا فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ، إِذَا أَكَلَ

مُتَعَمِّدًا مَا يُتَغَدَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى بِهِ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ. ❷

اسی طرح حرمت مصاہرت میں بھی سختی برتی گئی، زنا بلکہ دواعی زنا کو بھی حرمت کے ثبوت کے لئے کافی سمجھا گیا۔ ❸

اسی طرح حرمت رضاعت کے معاملے میں بھی دودھ کی کسی خاص مقدار کے پینے کی قید نہیں رکھی گئی بلکہ ایک قطرہ دودھ کو بھی حرمت رضاعت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

۵..... یسر و سہولت کا لحاظ

فقہ حنفی میں انسانی ضروریات اور مجبوریوں کا خیال اور شریعت کے اصل مزاج یسر اور رفع حرج کی رعایت قدم قدم پر نظر آتی ہے، مثلاً اکثر فقہاء نے نجاست کو مطلقاً نماز کے منافی قرار دیا ہے، اور ادنیٰ درجے کی نجاست کو بھی عفو نہیں مانا، لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اول تو نصوص کے لب و لہجہ، فقہاء کے اتفاق و اختلاف، اور ان کے حالات اور مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہوئے نجاست کی تقسیم کی اور غلیظہ و خفیفہ دو قسمیں قرار دیں، نیز نجاست غلیظہ میں ایک درہم اور نجاست خفیفہ میں ایک چوتھائی تک معاف قرار دیا:

❶ رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱ ص ۲۱۹

❷ الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الصوم، النوع الثانی ما یوجب القضاء و الکفارۃ، ج ۱ ص ۲۰۵

❸ رد المحتار علی الدر المختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۳ ص ۳۱

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدَّرْهِمِ فَعَسَلُهَا فَرِيضَةٌ
وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِقْدَارَ دِرْهِمٍ فَعَسَلُهَا وَاجِبٌ وَالصَّلَاةُ مَعَهَا
جَائِزَةٌ وَإِنْ كَانَتْ أَقَلَّ مِنْ الدَّرْهِمِ فَعَسَلُهَا سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَفِيفَةً فَإِنَّهَا لَا
تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ حَتَّى تَفُحَّشَ. ❶

نجاست اگر غلیظہ ہو اور ایک درہم سے زائد ہو تو اس کا دھونا فرض ہے، اور اس نجاست
کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے، اور اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کا دھونا واجب
ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور ایک درہم سے کم ہو تو اس کا دھونا
سنت ہے، اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو یہ نماز کے جواز کو نہیں روکتی یہاں تک کہ (ربع
سے) زائد ہو۔ آگے نجاست خفیفہ کی حد یعنی ربع مقدار کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح پانی کی کثیر و قلیل مقدار کے لئے کوئی تحدید نہیں کی اور اس کو لوگوں کی رائے پر
رکھا جو خود پاپا کی یا ناپاکی کے مسائل سے دوچار ہوں، اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت
یہ ہے کہ جس کسی مسئلے میں احتیاج ہو کسی متعین عدد کے اندازہ لگانے کے ساتھ یا مخصوص
مقدار مقرر کرنے کے ساتھ تو اگر اس بارے میں کوئی نص وارد نہ ہو تو اپنی رائے سے عدد
یا مقدار مقرر نہیں کرتے، بلکہ اسے مبتلی بہ کی رائے کے حوالے کرتے، پس اسی وجہ سے یہ
قول راجح ہے:

أَنَّ عَادَةَ الْإِمَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ مَا كَانَ مُحْتَاجًا إِلَى تَقْدِيرٍ بَعْدَ أَوْ
مِقْدَارٍ مَخْصُوصٍ وَلَمْ يَرِدْ فِيهِ نَصٌّ لَا يُقَدَّرُهُ بِالرَّأْيِ، وَإِنَّمَا يُفَوِّضُهُ إِلَى رَأْيِ
الْمُبْتَلَى فَلِذَا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ أَرْجَحَ. ❷

❶ الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فی الطہارۃ وستر العورۃ، ج ۱ ص ۵۸

❷ رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱ ص ۲۲۱

حقیقت یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کمال ذہانت اور غایت درجے فراست کی بات ہے جو انہوں نے اس سلسلے میں اختیار کی ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مقدار کسی علاقے کیلئے کثیر اور کسی علاقے کے لئے قلیل قرار پائے، مثلاً ہندوستان پاکستان کے نشیبی خطے جہاں جگہ جگہ پانی کے بڑے بڑے تالاب ہیں، اور پانی کی سطح ۶۰۵۰ فٹ پر ہے، اور بعض صحراء ایسے ہیں جہاں پانی کی شدید قلت ہے اور پانی کی سطح نہایت نیچے ہے، اس وجہ سے قلیل و کثیر کے معاملے میں لوگوں کو ایک ہی پیمانے کے تحت رکھنا لوگوں کے لئے نہایت تنگی اور دشواری کا باعث ہوگا، اس رائے کی روشنی میں ایسے مختلف حالات میں تنگی و دشواری سے بچا جاسکے گا۔

اسی طرح ظہر کی نماز موسم گرما میں تاخیر کے ساتھ، یعنی نسبتاً ٹھنڈا ہونے کے بعد اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے:

وَفِي الظُّهْرِ الْمُسْتَحَبُّ هُوَ آخِرُ الْوَقْتِ فِي الصَّيْفِ وَأَوَّلُهُ فِي الشِّتَاءِ. ①
اس میں لوگوں کی آسانی اور یسر کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ نماز کے لئے آنے والوں کو موسم گرما میں دشواری نہ ہو۔

اسی طرح فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا اندھیرے میں پڑھنے سے افضل ہے، چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، موسم گرما کا ہو یا سرما کا، تمام لوگوں کے لئے یہی حکم ہے، سوائے حجاج کرام کے ان کے لئے مزدلفہ میں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے:

وَيَكُونُ الْإِسْفَارُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ أَفْضَلَ مِنَ التَّغْلِيْسِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ وَالصَّيْفِ وَالشِّتَاءِ وَفِي حَقِّ جَمِيعِ النَّاسِ إِلَّا فِي حَقِّ الْحَاجِّ بِمُزْدَلِفَةَ فَإِنَّ التَّغْلِيْسَ بِهَا أَفْضَلَ فِي حَقِّهِمْ. ②

① تحفة الفقهاء: كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة، ج ۱ ص ۱۰۲

② تحفة الفقهاء: كتاب الصلوة، باب مواقيت الصلوة، ج ۱ ص ۱۰۲

زکوٰۃ کی ادائیگی میں شوائع کے یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ آٹھوں مصارف، اور ہر مصرف کے کم سے کم تین مستحقین کو زکوٰۃ دی جائے، اسی طرح ہر صاحب نصاب شخص اپنی زکوٰۃ کو چوبیس حقداروں پر تقسیم کرے تو تب جا کر زکوٰۃ ادا ہوگی، اس میں جس قدر دقت و پریشانی ہے وہ محتاج اظہار نہیں۔ احناف نے کہا کسی ایک مصرف اور اس کے کسی ایک فرد کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اس میں جس قدر یسر و سہولت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تاہم ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ احناف یسر و سہولت کے لئے اور حرج و مشقت کے ازالے کی غرض سے نصوص اور حدیث کی صراحتوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

الْمَشَقَّةُ وَالْحَرَجُ إِنَّمَا يُعْتَبَرَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ. ①

مشقت اور حرج کا اعتبار ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں نص موجود نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ احناف نے اس باب میں جس درجہ توازن برتا ہے اور شریعت الہی اور ضرورت انسانی کو جس طرح دوش بدوش رکھا ہے وہ شریعت کے اواخر و نواہی اور شریعت کے مقاصد و مصالح دونوں میں گہری بصیرت اور عمیق فہم کا ثبوت ہے۔

۶..... مذہبی رواداری

مذہبی آزادی اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور مذہبی و انسانی حقوق کا لحاظ جس درجہ فقہ حنفی میں رکھا گیا ہے وہ غالباً اس کا امتیاز ہے، غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات کے بارے میں اور ان اعتقادات پر مبنی معاملات کے بارے میں احناف کے یہاں خاص فراخ دلی اور وسیع النظری پائی جاتی ہے، قاضی ابوزید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۰ھ) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس ذوق و مزاج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

الأصل عند أبي حنيفة أن ما يعتقده أهل الذمة ويدينونه يتركون عليه. ①
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو عقیدہ رکھتے ہوں اور جس دین پر چلتے ہوں ان کو اس پر چھوڑ دیا جائے۔

چنانچہ جن غیر مسلموں کے یہاں محرم رشتہ داروں سے نکاح جائز ہو، امام صاحب کے نزدیک ان کے لئے اپنے ایسے رشتہ داروں سے نکاح کرنے پر روک نہیں لگائی جائے گی، چنانچہ امام حنفی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) ”باب نکاح الکافر“ کے تحت تین اصول نقل کرتے ہیں، پہلا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو مسلمانوں کے درمیان صحیح ہے وہ اہل کفر کے درمیان بھی صحیح ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ صَحِيحٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ صَحِيحٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكُفْرِ.
دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو مسلمانوں کے درمیان کسی شرط کے فوت ہونے کی وجہ سے مثلاً گواہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، تو ایسا نکاح ان کے حق میں جائز ہے، جبکہ ایسا نکاح ان کے مذہب کے مطابق جائز ہو:

كُلُّ نِكَاحٍ حَرَمٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ لِفَقْدِ شَرْطِهِ لِعَدَمِ شُهُودٍ يَجُوزُ فِي حَقِّهِمْ إِذَا اعْتَقَدُوهُ.

تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو محل کی حرمت کی وجہ سے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو یہ نکاح جائز ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ حَرَمٍ لِحُرْمَةِ الْمَحَلِّ كَمَحَارِمٍ يَقَعُ جَائِزًا. ②
چونکہ یہ نکاح ان کی شریعت میں جائز ہے، جبکہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔ شریعت نے انہیں فروعات کا مکلف نہیں کیا۔

① تاسیس النظر: ص ۱۳

② الدر المختار: کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۳ ص ۱۸۳، ۱۸۵

اسی طرح غیر مسلم زوجین میں سے ایک فریق مسلمان قاضی کی طرف رجوع کرے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کا طلب گار ہو تو قاضی اس معاملہ میں دخل نہیں دے گا، جب تک کہ دونوں فریق اس کے خواہش مند نہ ہوں، اسی طرح اگر مسلم ملک کا غیر مسلم شہری کسی مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں قصاصاً قتل کیا جائے گا، تو ویسے وہی مسلمان سے بھی غیر مسلم شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا، یہی حال دیت اور خون بہا کا بھی ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے انسانی خون میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، مسلمانوں اور غیر مسلموں کی دیت کی مقدار برابر رکھی جبکہ دیگر فقہاء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی جزئیات موجود ہیں جن سے فقہ حنفی کے اس مزاج کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ❶

۷۔۔۔۔۔ نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو پرکھنے کے لیے درایت سے فائدہ اٹھانے کی طرح ڈالی اور اس کے لیے دو صورتیں اختیار کیں، اول تو روایت کے متن اور اس کے مضمون پر نظر ڈالی کہ آیا یہ دین کے مجموعی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی اخبار آحاد کی کوئی مناسب تاویل کی اور اس پر رائے کی بنیاد نہیں رکھی، دوسرے راوی پر بھی غور کیا کہ خود راوی میں حدیث کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے اور منشا نبوی تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا نہیں کہ کبھی راوی معتبر ہوتا ہے مگر غلط فہمی سے بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے، یا کبھی دور وایتیں متعارض نظر آتی ہیں اور تاویل و توجیہ کے ذریعہ ان میں تطبیق کی گنجائش بھی نہیں رہتی تو جس مضمون کی روایت زیادہ فقیہ راویوں سے مروی ہو اس کو ترجیح دی جائے گی، اس سلسلہ میں

❶ کتاب الام للشافعی: کتاب الرد علی محمد بن الحسن، باب دية أهل الذمة،

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے جو امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے وقت پیش آیا تھا، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں ہے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ مجھ سے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ سے اور حضرت سالم رحمۃ اللہ علیہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام حماد رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے، امام ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت علقمہ واسود رضی اللہ عنہما نے اور ان دونوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف آغاز نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے، امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تین ہی واسطے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ اپنے اعتبار و ثقاہت کے لحاظ سے حدیث اور روایت کی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نقطہ نظر کی ترجمانی اس طرح کی کہ حماد زہری سے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحبت ملحوظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں، یہ سن کر امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔ ①

۸..... قانون تجارت میں دقیقہ سنجی

عبادات کے باب میں نصوص وافر مقدار میں منقول ہیں، نکاح کے متعلق بھی جزئیات اور تفصیلات کا ایک قابل لحاظ حصہ کتاب و سنت میں موجود ہے، لیکن تجارت کے باب میں کتاب و سنت میں صرف ضروری اصول اور بنیادی قواعد کی نشاندہی کر دی گئی ہے، جن سے شریعت کے مقاصد کی وضاحت ہو جاتی ہے، جزوی تفصیلات بہت کم مذکور ہیں اور ایسا ہونا

مصلحت کے عین مناسب ہے کیونکہ اگر معاملات میں عبادات کی طرح حد بندی کر دی جاتی تو تغیر پذیر حالات اور متعین قدروں میں ان پر عمل مشکل ہو جاتا، اس لیے تجارت کی جزوی تفصیلات قیاس و رائے اور اجتہاد و استنباط ہی کی رہن منت ہیں اور ان تفصیلات کی تنقیح میں شروح و بسط اور دقت نظر مجتہد کی بصیرت اور فہم کا اصل مظہر ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بڑے تاجروں میں تھے اور کوفہ میں سب سے بڑی دوکان آپ ہی کی تھی، اس لیے طبعی بات ہے کہ تجارت کے احکام جس تفصیل اور وسعت و عمق اور دقت نظری کے ساتھ آپ کے یہاں ملتے ہیں دوسرے فقہاء کے یہاں نہیں ملتے، مثلاً: حدیث میں قبضہ سے پہلے کسی سامان کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے زمین کو منقولہ جائداد کے حکم سے مستثنیٰ رکھا کہ شریعت کا اصل منشا دھوکہ اور غرر سے تحفظ ہے، منقولہ اشیاء میں اس کا امکان موجود ہے کہ شاید قبضہ میں آنے سے پہلے ہی یہ شئی ہلاک ہو جائے اور غیر منقولہ جائداد میں بظاہر یہ امکان نہیں ہے۔ ❶

حدیث میں بعض مواقع پر کسی تفصیل کے بغیر ذخیرہ اندوزی (احتکار) کو منع کیا گیا ہے۔ ❷ بعض مواقع پر خصوصیت سے اشیاء خوردنی میں ذخیرہ اندوزی کی مذمت آئی ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ لوگوں کی ضروریات سے بخوبی واقف تھے اور اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ بعض اشیاء کی سال بھر ان کی رسد برقرار رکھنے کے لیے ایک گونہ ذخیرہ اندوزی ضروری ہے اور اس میں شارع کا اصل منشا فروخت کے ذخیرہ کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ گاہوں کے استحصال سے روکنا اور روزمرہ کی زندگی میں ان دشواریوں سے بچانا ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے امام صاحب نے یہ رائے قائم کی کہ نہ ہر شئی میں احتکار ممنوع ہے اور

❶ البحر الرائق: کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی المبیع والتمن قبل قبضہ،

ج ۶ ص ۱۲۶ ❷ صحیح مسلم: باب تحريم الاحتکار فی الأقوات، ج ۳ ص ۱۲۷،

نہ یہ ممانعت غذائی اشیاء تک محدود ہے، بلکہ عام انسانی ضرورت بھی اس ممانعت میں داخل ہے کہ ان میں احتکار اسی درجہ لوگوں کے لیے مشکلات اور دقتوں کا باعث ہے جتنا کہ اشیاء خوردنی میں۔^①

بیع سلم میں معاملہ کے وقت بیع موجود نہیں ہوتی، بعد میں ادا کی جاتی ہے، فقہ حنفی میں اس کی بڑی تفصیل ملتی ہے، چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ضروری قرار دیا کہ اس شیء کی جنس، نوعیت، مقدار، صفت، ادائیگی کی مدت، بیع کی حوالگی کے مقام کے علاوہ کس شہر کی صنعت ہے؟ اور اس کی صراحت بھی کر دیا جائے کہ مختلف شہروں اور علاقوں کی صنعتوں اور ان کی قیمتوں میں قابل لحاظ فرق ہوتا ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے گوشت میں بیع سلم کی اجازت نہیں دی اور وجہ یہ بیان کی کہ گوشت کبھی فریب ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ بہر حال تجارتی قوانین میں اس کی بہت سی جزئیات موجود ہیں جو امام صاحب کی دقت نظر، مقاصد شریعت، فہم صحیح، انسانی ضروریات سے آگہی، تاجروں کے مزاج سے واقفیت اور احتیاطی پیش بندی کا مظہر ہیں۔^②

۹.....فقہ تقدیری

فقہ حنفی کا ایک امتیاز فقہ تقدیر بھی ہے، فقہ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ مسائل کے پیش آنے سے پہلے ہی ممکن الوقوع مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے، فقہاء حجاز جو عقلی امکانات کے تفحص اور قبیل و قال سے دور اور سادہ طور پر مسائل کو سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے خوگر تھے، وہ اس طرح کے مسائل کے احکام بتانے سے گریز کرتے تھے، لیکن فقہاء عراق جن کے یہاں دقیقہ سنجی، دور بینی، طلب و تفحص اور شریعت کی روح اور مقاصد میں غواصی کا رنگ غالب تھا۔ فقہ تقدیری ان کے مزاج میں داخل تھی اور وہ اس پر مجبور بھی تھے

① بدائع الصنائع: کتاب الاستحسان، ج ۵ ص ۱۲۹

② الدر المختار: باب السلم، ج ۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳

کہ مشرق کے علاقہ میں نئی نئی قوموں اور علاقوں کے مملکت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے وہ نوپید مسائل سے بمقابلہ فقہاء حجاز کے زیادہ دوچار تھے، اسی لیے فقہاء احناف کے یہاں فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے، اور افسوس کہ نصوص کے ظاہر پر جمود اور اس کے دقیق مطالعہ اور روح و مقصد تک رسائی سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بعض محدثین نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس ہنر کو عیب سمجھ لیا، حالانکہ خود حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ دجال کے ظہور اور اس زمانہ میں دن اور رات کے اوقات کی غیر معمولی وسعت کا ذکر فرمایا تو صحابہ نے استفسار کیا کہ اس وقت نماز پنجگانہ کیوں کرا دیا کی جاسکے گی۔^①

غور کیجئے کہ یہ مسئلہ قبل از وقوع حل کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

فقہ تقدیری کے بارے میں فقہاء عراق اور فقہاء حجاز کے نقطہ نظر کا فرق اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ تشریف لائے تو غائب شخص کی بیوی اور اس کے مہر کے بارے میں امام ابوحنیفہ اور قتادہ رضی اللہ عنہ کے درمیان گفتگو ہوئی، امام قتادہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نفی میں جواب دیا، امام قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب یہ واقعہ پیش نہیں آیا تو اس کے بارے میں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم مسائل کے پیش آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے ہیں تاکہ مسائل جب پیش آجائیں تو ہم باسانی اس سے عہدہ برآ ہو سکیں:

إِنَّا نَسْتَعِدُّ لِلْبَلَاءِ فَإِذَا مَا وَقَعَ عَرَفْنَا الدُّخُولَ فِيهِ وَالْخُرُوجَ مِنْهُ. ②

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اس کے شیوع کی

① صحیح مسلم: کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذكر الدجال وصفته، ج ۴

ص ۲۵۵۰، رقم الحدیث: ۲۹۳۷

② تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۸

اصل وجہ اس کی یہی خصوصیات ہیں یعنی توازن و اعتدال، ضرورتِ انسانی کی رعایت، نصوص و مصالح کی باہم تطبیق، شریعت کی روح اور مقصد کی رعایت اور ظاہر پر جمود بے جا سے گریز، اقلیت کے ساتھ منصفانہ رویہ، شخصی آزادی کا احترام اور تقاضائے تمدن سے زیادہ مطابقت اور بالخصوص ایک ترقی یافتہ تمدن کا ساتھ دینے کی صلاحیت ایسی بات ہے جس نے بجا طور پر خطہ مشرق کو جو بمقابلہ دوسرے علاقوں کے زیادہ متمدن اور تہذیب آشنا تھا، فقہ حنفی پر فریفتہ کر دیا۔

۱۰..... مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ فعل مسلم کو حتی المقدور حرمت کی نسبت سے بچائے اور حلال جہت پر محمول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

إن أمور المؤمنین محمولة علی السداد والصلاح حتی یظہر غیرہ،
مثال من باع درهما و دینارا بدرہمین و دینارین جاز البیع و صرف الجنس
إلی خلاف جنسہ. ①

مسلمانوں کے معاملات و درستی پر محمول کئے جائیں گے، یہاں تک کہ اس کے برخلاف ظاہر ہو جائے، مثلاً کوئی شخص ایک درہم اور ایک دینار، دو درہم اور دو دینار کے بدلے فروخت کرے تو معاملہ جائز ہوگا، اور ایک درہم کو دو دینار اور ایک دینار کو دو درہم کے مقابل سمجھا جائے گا، یعنی خلاف جنس کی طرف نسبت کی جائے گی تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔

اسی طرح ثبوت نسب کے معاملے میں حنفیہ نے ممکن حد تک احتیاط اور زنا کی طرف انتساب سے بچانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ قاضی ابو یزید بوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۰ھ) لکھتے ہیں:

الأصل عندنا أن العبرة في ثبوت النسب صحة الفراش وكون الزوج

من أهله لا بالتمكن بالوطي. ①

ہمارے یہاں اصل یہ ہے کہ ثبوت نسب کیلئے (نکاح کے ذریعے) فراش کا صحیح ہونا اور شوہر کا اس کا اہل ہونا کافی ہے، فی الواقع وطی پر قادر ہونا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح نکاح سے ٹھیک چھ ماہ پر ولادت ہو تب بھی حنفیہ کے یہاں نسب ثابت ہو

جائے گا۔ ②

اسی طرح زوجین میں مشرق و مغرب کا فرق ہو اور بظاہر زوجین کی ملاقات ثابت نہ ہو اس کے باوجود نسب ثابت ہو جائے گا، تاکہ کسی مسلمان کی طرف فعل زنا کی نسبت نہ ہو، اور حتی الامکان اس کو اس قبیح نسبت سے بچایا جاسکے۔ (یہاں عادتاً لقاؤ کا انکار ہے نہ کہ کرامتاً)

اسی طرح کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگائے جانے اور دائرہ اسلام سے خارج کئے جانے

میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کس درجہ محتاط تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے، امام صاحب

سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مجھے جنت کی امید نہیں، جہنم کا

اندیشہ نہیں، خدا سے ڈرتا نہیں ہوں، رکوع سجدہ کے بغیر نماز پڑھ لیتا ہوں، اور ایسی چیز کی

شہادت دیتا ہوں جسے دیکھا تک نہیں، حق کو ناپسند کرتا ہوں اور فتنہ کو پسند کرتا ہوں، امام

صاحب نے ان تمام باتوں کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسلمان ہے، فرمایا کہ جنت

کے امیدوار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضا کا امیدوار ہوں، اور جہنم سے نہ ڈرنے

کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، بغیر رکوع و سجدہ کی نماز سے مراد

نماز جنازہ ہے، بن دیکھے گواہی سے مراد توحید کی گواہی ہے کہ ہم نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے

① تأسیس النظر: ص ۵۹

② ردالمحتار علی الدر المختار: کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۳ ص ۵۴۰

لیکن اللہ کے وجود اور توحید کی گواہی دیتے ہیں، حق سے بغض رکھنے سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے، موت ایک حقیقت ہے لیکن اس کے باوجود کوئی موت کو پسند نہیں کرتا اور اس حق سے بغض رکھتا ہے، فتنہ سے محبت کے معنی اولاد سے محبت ہے کیونکہ اولاد کو اور مال کو قرآن میں فتنہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود عموماً ہر شخص کو مال اور اولاد سے محبت ہوتی ہے، چنانچہ استفسار کرنے والا کھڑا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ ظرف علم ہیں۔ ①

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حتی الامکان کسی مسلمان کی طرف کفر کی نسبت نہیں کرتے اور ان کے کلام کا ایک درست محمل مراد لے کر ان کو کفر کی نسبت سے بچاتے ہیں، یاد رہے کہ اگر ایک شخص خود ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے یا قائل خود ہی کفر کا اعتراف کرے تو پھر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۱۱..... حیلہ شرعی

حیلہ کے اصل معنی معاملات کی تدبیر میں مہارت کے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَهِيَ الْجِدْقُ فِي تَدْبِيرِ الْأُمُورِ. ②

شریعت کی اصطلاح میں حرمت و معصیت سے بچنے کے لئے ایسی خلاصی کی راہ اختیار کرنے کا نام ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔ حیلہ کے تعلق سے احناف کے نقطہ نظر کا انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور صرف حیلہ کی تعبیر پر توجہ مرکوز

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۸ / الجواهر المضية

في طبقات الحنفية، فصل في مقام علمه، ج ۲ ص ۳۷۵

② الأشباه والنظائر: الفن الخامس، الحيل ص ۳۵۰

نہ رکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فنِ احناف کے ہاں کمالِ ذکاوت، امت کو حرام سے بچانے کی سعی اور شریعت کی حدودِ اربعہ میں رہتے ہوئے انسانیت کو حرج سے بچانے کے محمود جذبات کا عکاسی ہے۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى
الْحَلَالِ مِنَ الْحِيلِ فَهُوَ حَسَنٌ، وَإِنَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ أَنْ يَحْتَالَ فِي حَقِّ لِرَجُلٍ
حَتَّى يُبْطِلَهُ أَوْ فِي بَاطِلٍ حَتَّى يُمَوِّهَهُ. ①

حاصل یہ ہے کہ وہ حیل جن کے ذریعے انسان حرام سے خلاصی یا حلال تک رسائی کا خواہاں ہو تو بہتر ہے، ہاں کسی کے حق کا ابطال یا باطل کی ملع سازی مقصود ہو تو ناپسندیدہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ صورت درست نہیں ہے اور پہلے ذکر کی گئی صورت درست ہے، اس وضاحت کے بعد کسی صاحبِ انصاف کے لئے احناف کے نقطہ نظر سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ہمارے فقہاء کرام نے عام طور پر عبادات میں حیلے سے گریز کیا ہے، عبادات میں ان کی تعداد نہایت ہی محدود ہے۔

مثلاً کسی شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اتنا مال بھی نہیں چھوڑا کہ اسکی تجہیز و تکفین ہو سکے، اور ورثہ میں بھی کوئی صاحبِ حیثیت بھی نہیں ہے، اب اگر کوئی اپنی زکوٰۃ کسی فقیر کو دے دے، اور وہ اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم کو میت کی تجہیز و تکفین میں خرچ کر دے تو یہ درست ہے، اب زکوٰۃ اس لئے ادا ہوگئی کہ زکوٰۃ ایک مستحق کو دی گئی اور تملیک بھی ہوگئی۔

اسی طرح کسی علاقے میں تعمیر مسجد کی اشد ضرورت ہے، اور اہل محلہ میں کوئی ایسے

صاحب حیثیت نہیں ہیں جو اس مد میں تعاون کر سکیں، تو اس صورت میں اگر کسی نے اپنی زکوٰۃ کسی مستحق شخص کو دی اور اس نے تملیک کے بعد اپنی خوشی سے اگر اس رقم کو تعمیر مسجد میں خرچ کرے تو یہ درست ہے، اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں۔^①

اندازہ کریں کہ ان صورتوں میں کہیں بھی تحریم حلال یا فرائض و واجبات سے پہلو تہی کا کوئی جذبہ نظر آتا ہے؟ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے طلاق وغیرہ کے مسائل میں جو حیلے منقول ہیں، وہ ان کی حیرت انگیز اور تعجب خیز ذکاوت کا ثبوت ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی ”المشال الخماس و الثمانون من لطائف حیل ابي حنيفة“ میں امام صاحب کے اسی طرح کے ذکاوت کے حیلے نقل کر کے فرمایا:

وهذا من أحسن الحيل. ②

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ جو حیلہ کے ناقدین میں سے ہیں، انہوں نے ”إعلام الموقعین“ میں حیلہ کی تین قسمیں بیان کیں ہیں، ایک وہ ہے جس کا مقصد ظلم کو قبل از وقت روکنا ہو، دوسرے یہ کہ جو ظلم ہو چکا ہو اس کو دفع کیا جائے، تیسرے جس ظلم کو دفع کرنا ممکن نہ ہو اس کے مقابلے میں اس طرح عمل کیا جائے، خود حضرت فرماتے ہیں کہ پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں، اور تیسری صورت میں تفصیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ کا مقصد اگر تحریم حلال ہو یا فرائض و واجبات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنا ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے

جس حیلے کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہ ہو، بلکہ حرام سے بچنا ہو اس کا ثبوت قرآن سے بھی

① الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الحیل، ج ۶ ص ۳۹۲، ۳۹۳

② إعلام الموقعین، القسم الثالث من أنواع الحیل، ج ۴ ص ۱۳

ہے اور صحابہ کے آثار سے بھی۔

ایک خاص واقعہ کے ضمن میں (جس کی تفصیل تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے) حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی اطاعت گزار اور قناعت شعار بیوی کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں سوچھڑی ماریں گے، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ تدبیر بتائی کہ آپ تنکوں کا گٹھا ہاتھ میں لیں اور اس سے ایک مرتبہ مار دیں، تاکہ قسم بھی پوری ہو جائے اور اس نیک صالحہ کو ایذا بھی نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ صورت حیلہ ہی کی تھی۔

علامہ جار اللہ زنجشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۳۸ھ) سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے کے تحت فرماتے ہیں: گویا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلایا کہ ﴿خُذْ بِيَدِكَ ضِغْتًا﴾ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک گٹھا لیں ﴿فَاصْرِبْ بِهِ﴾ اور ایک دفعہ اپنی بیوی کو ماریں اور قسم میں جھوٹے نہ ہوں یعنی اس طرح اپنی قسم پوری کر لیں، علامہ زنجشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حیلہ کی یہ رخصت اب بھی باقی ہے:

① وهذه الرخصة باقية.

حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ایک عرصہ دراز کی فرقت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ پہنچے، حضرت یوسف علیہ السلام اپنی شخصیت کو ان بھائیوں سے چھپانا بھی چاہتے تھے اور بنیامین کو روکنا بھی، لیکن اس روکنے کے لیے کوئی قانونی جواز بھی ہونا چاہئے تھا، چنانچہ انہوں نے بنیامین کے تھیلے میں پیمانہ شاہی رکھوا دیا اور قانون ملکی کے مطابق اعلان فرما دیا کہ جس کے پاس یہ پیمانہ پایا جائے گا اسے روک رکھا جائے گا۔ اس حسن تدبیر کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ تدبیر اللہ ہی نے آپ کو بتلائی تھی: كَذٰلِكَ كٰذٰنًا لِّيُؤَسِّفَ. (یوسف: ۷۶) غور کیا جائے کہ اس ”کید“ سے بجز حیلہ کے اور کیا مراد ہے۔

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت کا ایک خاص دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، اس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے قانون تکوین کے تحت ایسے عمل کیے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حیرت و استعجاب کا باعث ثابت ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ٹو کے بغیر نہ رہ سکے، یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد لینا پڑا کہ آئندہ وہ اس طرح ٹوکنے سے گریز کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بظاہر عہد کرتے ہوئے ”ان شاء اللہ“ کا اضافہ کر دیا، ان شاء اللہ ایسا کلمہ ہے جو وعدہ کو بے اثر کر دیتا ہے، تاکہ اگر وہ آئندہ بھی اپنی بات پر قائم نہ رہ سکیں اور بے ساختہ سوال کر ہی بیٹھیں تو عہد خلافی کا ارتکاب نہ ہو، چنانچہ فرمایا: **سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا ۝**

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے دو صاع معمولی کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور خریدی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سود (ربا) قرار دیا، اور فرمایا کہ تم نے دو صاع اس کھجور سے کوئی اور سامان خرید لیا ہوتا اور اس سامان کے عوض یہ ایک صاع کھجور خرید کر لیتے تو یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔ ۱۵

گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود سے بچنے کے لئے اس معاملہ کی ایک تدبیر بتائی۔ ۱۶
علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۳ھ) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس نے بیوی کو مشروط طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں کہ اگر اس (شوہر) نے اپنے بھائی سے گفتگو کی تو اس کی بیوی پر تین طلاق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیوی کو ایک طلاق دے دو، عدت گزر جانے دو، اس کے بعد اپنے بھائی سے گفتگو کر

۱ المبسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

۲ صحيح مسلم: باب بيع الطعام مثلا بمثل، ج ۳ ص ۱۲۱، رقم الحديث: ۱۵۹۴

۳ الأشباه والنظائر: الفن الخامس: الحيل، ص ۳۵۰

لو، پھر دوبارہ اس مطلقہ عورت سے نکاح کر لو، اس طرح بیوی پر تین طلاق واقع ہوئے بغیر بھائی سے گفتگو ہو جائے گی۔^①

اس طرح حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ حق تلفی اور زیادتی کے بغیر حیلہ شرعی اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں ایسے مسائل کو کتاب الحیل یا کتاب المخارج کے عنوان سے جمع کیا ہے، اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے فقہاء حنفیہ کو ہدف ملامت بھی بنایا ہے، اس طعن و تشنیع کا سبب یا تو غلط فہمی ہے، چوں کہ ائمہ احناف سے اس زمانے کے فرق باطلہ معتزلہ اور روافض وغیرہ کو کدورت تھی اور وہ ان کو بدنام کرنے کے لیے اپنی طرف سے بعض تحریریں لکھ کر انہیں اس حضرات ائمہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدگمان ہوں، غالباً اسی طرح کی ایک تحریر وہ ہے جسے بعض لوگوں نے کتاب الحیل کے نام سے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اختلف الناس في كتاب الحيل أنه من تصنيف محمد أم لا، كان أبو سليمان الجوزجاني ينكر ذلك ويقول من قال ان محمدا صنف كتابا سماه الحيل فلا تصدقه وما في أيدي الناس فانما جمعه وراقوا بغداد وقال: إن الجهال ينسبون علمائنا رحمهم الله إلى ذلك على سبيل التغيير فكيف يظن بمحمد رحمه الله انه سمى شيئا من تصانيفه بهذا الاسم ليكون ذلك عوناً للجهال على ما يتقولون.^②

کتاب الحیل کے سلسلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ یہ امام محمد کی تصنیف ہے یا نہیں؟

① المبسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

② المبسوط: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

ابوسلیمان جوزجانی اس کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے کہ امام محمد نے حیل کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، اور لوگوں کے ہاتھ میں اس نام سے جو کتاب ہے اسے دراصل بغداد کے کاتبوں نے جمع کیا ہے، علامہ جوزجانی نے کہا کہ جاہل لوگ عار دینے کی غرض سے ہمارے علماء کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں، تو امام محمد کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کوئی کتاب اس نام سے لکھی ہوگی، تاکہ جاہلوں کے لیے ان کی من گھڑت بات میں معاون ہو جائے۔

ایسا لگتا ہے کہ اسی غیر مستند اور الحاقی تحریف کی وجہ سے بعض اہل علم کو غلط فہمی پیدا ہوئی، اور انہوں نے احناف کو طعن و تنقید کا ہدف بنایا، یا پھر کوتاہ نظری کی وجہ سے فقہ حنفی کے اسباب پر ظاہریت پسند علماء نے ہدف ملامت بنایا، فقہاء نے حیل اور مخارج کے تحت جو مسائل ذکر کیے ہیں اگر بنظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہیں ہے، بلکہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے حرام سے بچنے اور سہولت پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے، ہاں ممکن ہے کہ متاخرین سے بعض حیلوں کی تعبیر میں لغزش ہوئی ہو جس کی وجہ سے بظاہر وہ بات شریعت کے مزاج کے خلاف محسوس ہوتی ہے، حالانکہ مجتہدین کا اصل مقصد کچھ اور ہو۔

مثال کے طور پر علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۰ھ) بلند پایہ فقہاء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”الأشباه والنظائر“ میں پانچواں فن حیل کا رکھا ہے، اس میں اسلام کے رکن اعظم نماز کی بابت صرف ایک حیلہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص ظہر کی چہارگانہ فرض ادا کر رہا ہے کہ مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ فرض ایک سے زیادہ دفعہ بلا کسی نقص کے ادا نہیں کی جاسکتی اور اس نماز کو یوں ہی پوری کر لے تو جماعت سے محروم ہو جاتا ہے، ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا حیلہ بتایا گیا کہ چوتھی

رکعت کے اخیر میں بیٹھے بغیر اٹھ کھڑا ہوتا کہ یہ نفل ہو جائے اور اب امام کے ساتھ شریک نماز ہو کر جماعت کے ثواب سے محروم بھی نہ رہے۔^①

اسی انداز کے حیلے ہیں جو عبادات کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

عبادات میں ایک حیلہ ایسا ضرور ہے جو درست نہیں اور وہ ہے سال گزرنے سے پہلے اموالِ زکاۃ کی ملکیت میں نام نہاد تبدیلی تاکہ زکاۃ سے بچا جاسکے، لیکن امام محمد رضی اللہ عنہ نے اس حیلہ پر نکیر کی ہے اور اسے مکروہ قرار دیا ہے، اور علمائے احناف نے انہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ قاضی ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف اس حیلہ کی نسبت کی گئی ہے، لیکن ظاہر روایت میں امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی طرف کہیں اس رائے کی نسبت نہیں کی گئی ہے، اور امام موصوف کے ورغ و احتیاط سے یوں بھی یہ بات بعید محسوس ہوتی ہے، اس لیے نوادر کی اس روایت کو مشکوک قرار دینے میں یقیناً ہم حق بجانب ہی قرار دیئے جائیں گے۔ زکاۃ کے باب میں حنفیہ کے یہاں فقراء کے نفع کی جہت کو جس طرح ہر جگہ مقدم رکھا ہے وہ اہل علم کے لیے محتاج اظہار نہیں، اس کے باوجود ان کی طرف اس طرح کے مسائل کی نسبت کو آخر کس منطق کے تحت صحیح باور کیا جاسکتا ہے۔

علامہ محمود آلوسی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں نے اس آیت سے حیلہ کے جواز پر استدلال کیا اور حیلہ کی صحت کے لئے اس آیت کو اصل قرار دیا ہے، میرے نزدیک ہر وہ حیلہ جو حکمت شرعیہ کو باطل کرے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے زکوٰۃ اور استبراء ساقط کرنے کا حیلہ، یہ اس مسئلے میں اعتدال کا راستہ ہے، بعض علماء نے حیلہ کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے:

و کثیر من الناس استدل بها علی جواز الحیل وجعلها أصلاً لصحتها،

وعندي أن كل حيلة أوجبت إبطال حكمة شرعية لا تقبل كحيلة سقوط الزكاة وحيلة سقوط الاستبراء وهذا كالتوسط في المسألة فإن من العلماء من يجوز الحيلة مطلقاً ومنهم من لا يجوزها مطلقاً. ❶

معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے شرعی حکم کو باطل کیا جائے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ جو حیلے ہیں وہ درست ہیں انہیں قبول کیا جائے گا، اور یہی اعتدال کا راستہ ہے، نہ مطلقاً ہر قسم کے حیلے کو جائز قرار دیا جائے گا اور نہ مطلقاً عدم جواز کا حکم لگایا ہے بلکہ درمیان کا راستہ جو اعتدال کا اسے اختیار کیا جائے گا۔ ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے آدمی غیر کے حق کو باطل کرے یا اس میں کوئی شبہ داخل کرے یا باطل کی ملمع سازی کے لئے ہو تو یہ مکروہ ہے، ہر وہ حیلہ کہ جس کے ذریعے سے آدمی حرام سے چھٹکارا پائے یا اس کے ذریعے کسی حلال تک پہنچے تو یہ حیلہ بہتر اور پسندیدہ ہے:

أَنَّ كُلَّ حِيلَةٍ يَحْتَاطُ بِهَا الرَّجُلُ لِإِبْطَالِ حَقِّ الْغَيْرِ أَوْ لِإِدْخَالِ شُبْهَةٍ فِيهِ أَوْ لِمُسُوبِهِ بِاطِّلٍ فَهِيَ مَكْرُوهَةٌ وَكُلُّ حِيلَةٍ يَحْتَاطُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَخَلَّصَ بِهَا عَنْ حَرَامٍ أَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا إِلَى حَلَالٍ فَهِيَ حَسَنَةٌ. ❷

حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ کی تنقیدات پر ایک نظر

علامہ ابن قیم رضی اللہ عنہ حیلہ کے شدید ناقدین میں سے ہیں، بلکہ اس گروہ کے سرخیل ہیں، لیکن حیل کے موضوع پر ان کی مبسوط تحریر کا مطالعہ کرنے سے جس بات کا اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نوع کے حیل کو غلط ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کی ہے

❶ روح المعانی: سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کے تحت، ج ۲۴ ص ۲۷۷

❷ الفتاویٰ الہندیة: کتاب الحیل، ج ۶ ص ۳۹۰

وہ یہ ہے کہ پہلے ہی سے فقہاء ان کی کراہت و ممانعت پر متفق ہیں، اختلاف زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کے انطباق میں ہو سکتا ہے کہ وہ اصولی طور پر حیلے کی کسی نوع میں داخل ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بنیادی طور پر حیلہ کی تین قسمیں ہیں، اول وہ جس کا مقصد کسی حرام کا ارتکاب ہو، لیکن بظاہر اس پر شریعت کا غلاف چڑھا دیا گیا ہو اور اس کو ایسی شکل دے دی گئی ہو کہ گویا وہ مطابق شریعت ہے، مثلاً عورت فسخ نکاح کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے کہ وہ نکاح کے وقت بالغ تھی، لیکن اس سے اجازت حاصل نہ کی گئی، یا فروخت کنندہ جھوٹا عذر کرے کہ فروخت کرتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں نہ تھی اور اصل مالک نے اس کی اجازت بھی نہ دی، اس لیے یہ معاملہ خرید و فروخت منسوخ کر دیا جائے وغیرہ، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس کو بدترین گناہ اور دین کے ساتھ تلاعب قرار دیتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حیلہ خود بھی مشروع ہو اور جس مقصد کے لیے اس کا استعمال ہو رہا ہو وہ بھی مشروع ہو، نیز بظاہر شریعت میں اس حیلے کو اسی مقصد کا ذریعہ بنایا گیا ہو، جیسے کسب حلال وغیرہ کی تدبیریں، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال ہے کہ یہ ہے تو حلال لیکن فقہاء کے ہاں حیلے کی جو تعریف ہے یہ حیلے اس زمرہ میں نہیں آتے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حیلہ کے طور پر جو عمل کیا گیا ہے وہ بھی مشروع ہو، حیلہ کا مقصد حق کا حاصل کرنا، یا بطریق مباح ظلم کا دفع کرنا ہو، لیکن جس جائز عمل کو اس جائز مقصد کے لیے ذریعہ و وسیلہ بنایا گیا ہے، شریعت میں بظاہر وہ اس مقصد کے لیے وسیلہ نہیں بنایا گیا ہے، یا اگر بنایا گیا ہے تو یہ جہت اس درجہ دقیق ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ نارسا کی رسائی سے باہر ہے، علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک میرا حقیر مطالعہ ہے، حنفیہ کے یہاں جن حیلوں کا ذکر ہے اور ان پر فتویٰ ہے وہ اسی دوسری اور تیسری قسم کا ہے، نہ کہ پہلی قسم کا کہ اس کی حرمت کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے،

احناف کے ہاں بھی یہ ناجائز اور حرام ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ آپ آزاد آدمی پر حجر کی اجازت دینے میں بڑے محتاط تھے، اور تین لوگوں کے منجملہ ”فقیہ ماجن“ (آزاد مزاج مفتی) کو حجر کا صحیح حمل قرار دیتے تھے ”لا یجزی الحجر إلا علی ثلاثة: الجاهل والمکاری والمفلس“

احناف نے فقیہ ماجن یعنی آوارہ خیال مفتی پر پابندی عائد کرنے کی جو وجہ لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: لأن المفتی الماجن یفسد أديان المسلمین. اس سے ظاہر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایسی باتیں جو دین میں بگاڑ پیدا کرنے اور اسے کھلونا بنالینے کا سبب بنے کس قدر ناقابل قبول ہیں، اس لیے یہ بات کیوں کر سوچی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے حیلوں کی رہنمائی کریں جن کا مقصود حرام کو حلال کرنا یا کسی شخص پر ظلم اور اسے حق سے محروم کرنا ہو۔^①

تالیفات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے مراد وہ ملائی تصانیف ہیں جن کو ان کے لائق اور قابل قدر تلامذہ مثلاً امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قید تحریر میں لائے تھے، جب کسی مسئلے پر اچھی طرح غور و خوض ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ ”أثبتوها“ اب اس مسئلہ کو لکھ لو اور بجائے سینہ کے سفینہ میں محفوظ کر لو، اسی طرح آپ سے عقائد اور فقہ کے متعلق سوالات کئے جاتے آپ جو جواب ارشاد فرماتے تو تلامذہ اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے اسی طرح اسی فن پر ایک دستاویز تیار ہو جاتی، اہل علم میں تصنیف کے دو ہی طریقے شروع سے اب تک رائج رہے ہیں یا تو مصنف خود کوئی کتاب

تصنیف کرے یا املاء کروائے، اور تلامذہ اسے نوٹ کریں، آج کل بھی درس کے دوران طلبہ اگر استاذ کے افادات نقل کریں تو استاذ ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ کتاب اہل علم کے دوران متداول ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العیدؒ (متوفی ۷۰۲ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ”احکام الأحکام شرح عمدة الأحکام“ آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ املاء کرواتے اور آپ کے لائق و فائق شاگرد اسے لکھتے تھے۔^①

اسی طرح علامہ سرحسیؒ (متوفی ۴۸۳ھ) کی مشہور و معروف کتاب ”المبسوط“ جو تیس ضخیم جلدوں میں یہ کتاب آپ نے کنویں کے اندر سے املاء کروائیں اور آپ کے تلامذہ منڈیر پر بیٹھے اسے لکھا کرتے تھے، چنانچہ علامہ سرحسیؒ کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لَا أَزِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤَثَّرِ
فِي بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى
ذَلِكَ سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبْسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأَنْبَسِي، أَنْ
أُمْلِي عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتَهُمْ إِلَيْهِ.^②

میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں، جس میں ہر مسئلے کے بارے میں راجح بات پر کوئی اضافہ نہ کروں اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں، جو قابل اعتماد ہو، اس پر مزید اضافہ یہ ہو اگر میرے ساتھیوں میں سے کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری انیسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املاء کرواؤں، چنانچہ میں نے ان کی فرمائش کو قبول کیا۔

① طبقات الشافعية الكبرى: ترجمہ: محمد بن علي بن وهب بن مطيع، ج ۹ ص ۲۱۲

② المبسوط للسرخسي: خطبة الكتاب، ج ۱ ص ۴

چنانچہ جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے کہ امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ نے اوزجند میں قید ہونے کی حالت میں ہمیں املاء کرواتے ہوئے فرمایا:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَيْمَةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرْحَسِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَنَوَّرَ ضَرِيحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأَوْزَجَنْدِ إِمْلَاءً.

اسی طرح کی سینکڑوں کتابیں اس وقت موجود ہیں جو املاء کروائی گئی اور بعد میں انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کتابوں کی شہرت ہوئی، اس طرح کی کتابوں کے متعلق اگر دیکھنا ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں:

الفهرست لابن النديم، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، معجم الكتب، صلة الخلف بموصول السلف، إيضاح الممكنون، هدية العارفين، الرسالة المستطرفة، وغير ذلك.

بعض لوگوں نے بوجہ عدم تحقیق یہ دعویٰ کر دیا کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے، حالانکہ یہ دعویٰ حقائق کے سراسر منافی اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ متعدد جلیل المرتبت ائمہ نے ”کتب ابي حنيفة“ کہہ کر آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے چند ایک کی تصریحات ان شاء اللہ آگے آئیں گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کی تصانیف سے مراد وہ المائے تصانیف ہیں جو آپ کے سامنے آپ کے حکم سے آپ کے قابل فخر تلامذہ قید تحریر میں لاتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۶۳ھ) اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كان أصحاب أبي حنيفة الذين يذاكرونه، أبو يوسف وزفر وداود الطائي

وأسد بن عمرو وعافية الأودي والقاسم بن معن وعلي بن مسهر ومندل وحبان ابنا علي، وكانوا يخوضون في المسألة، فإن لم يحضر عافية قال أبو حنيفة: لا ترفعوا المسألة حتى يحضر عافية، فإذا حضر عافية فإن وافقهم قال أبو حنيفة أثبتوها، وإن لم يوافقهم قال أبو حنيفة: لا تثبتوها. ❶

اصحاب ابی حنیفہ جو ان کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے یہ تھے امام ابو یوسف، زفر داؤد طائی، اسد بن عمرو، عافیہ الاودی، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، حبان بن علی، اور جب وہ کسی مسئلے میں بحث و تمحیص شروع کرتے تو اگر عافیہ ان میں شریک نہ ہوتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اس مسئلہ میں بحث عافیہ کے آنے تک ختم نہ کرو، جب عافیہ آجائے اور ان کی رائے سے وہ متفق ہو جاتے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے اب اس مسئلہ کو لکھ لو، اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔

امام صدر الائمہ موفق مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة رحمه الله مذهبه شوري بينهم لم يستبد فيه بنفسه دونهم اجتهاد منه في الدين ومبالغة في النصيحة لله ورسوله والمؤمنين فكان يلقي مسئلة مسئلة ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده وينظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها ثم يثبتها أبو يوسف في الأصول حتى أثبت الأصول كلها. ❷

امام ابوحنیفہ نے اپنا مذہب ان میں بطور شوری رکھا تھا، اور اپنے اصحاب کے بغیر محض اپنی رائے پر وہ مصر نہ رہتے تھے، اور یہ سب کچھ انہوں نے دین میں احتیاط اور اللہ تعالیٰ اور

❶ تاریخ بغداد: ترجمة، عافية بن يزيد بن قيس بن عافية، ج ۱۲ ص ۳۰۴

❷ مناقب ابی حنیفہ، ج ۲ ص ۱۲۳

اس کے رسول برحق اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کے جذبہ کے تحت کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے سامنے ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کی رائے سنتے اور اپنا نظریہ بیان فرماتے، اور ایک ایک مہینہ بلکہ ضرورت پڑتی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس مسئلہ میں مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہتے حتیٰ کہ جب کسی ایک قول پر سب کی رائے جم جاتی تو اس کے بعد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اس کو اصول میں درج کر دیتے یہاں تک کہ سب اصول انہوں نے منضبط کر دیئے۔

تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہل علم کی تصریحات
 ۱..... شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام اعمش رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۸ھ) جو جلیل القدر محدث اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، ایک دفعہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے جا رہے تھے، جب مقام ”خیرہ“ پر پہنچے تو اپنے شاگرد علی بن مسہر رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۰۹ھ) سے فرمایا:

أَذْهَبُ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَتَّى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَابِكَ. ❶

امام ابوحنیفہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمارے لئے حج کے مسائل پر کتاب لکھیں۔
 ۲..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتابوں کو کئی مرتبہ لکھا:

كُتِبَتْ كِتَابُ أَبِي حَنِيفَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ. ❷

۳..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں شام گیا تو امام اوزاعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے دوران ملاقات مجھ سے پوچھا اے خراسانی یہ کوفہ میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بدعتی کون پیدا ہوا

❶ الانتقاء: ترجمة: نعمان بن ثابت، الأعمش ص ۱۲۶

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار عبد الله بن المبارك، ص ۱۴۱

ہے؟ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو کوئی جواب دیئے بغیر اپنے گھر آ گیا:

فأقبلت على كتب أبي حنيفة، فأخرجت منها مسائل من جواد المسائل، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام، فجئت يوم الثالث، وهو مؤذن مسجدهم وإمامهم، والكتاب في يدي، فقال: أي شيء هذا الكتاب؟ فناولته فنظر في مسألة منها وقعت عليها قال النعمان: فما زال قائما بعد ما أذن حتى قرأ صدرا من الكتاب. ثم وضع الكتاب في كفه، ثم أقام وصلى، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها. فقال لي: يا خراساني من النعمان بن ثابت هذا؟ قلت: شيخ لقيته بالعراق. فقال: هذا نبيل من المشايخ، اذهب فاستكثر منه. قلت: هذا أبو حنيفة الذي نهيت عنه. ❶

اور تین دن امام ابوحنیفہ کی کتابیں دیکھتا رہا اور ان سے اچھے اچھے مسائل نکال کر جمع کر لئے، اور تیسرے دن امام اوزاعی کی مسجد میں جہاں وہ مؤذن اور امام تھے ان سے ملنے چلا گیا، انہوں نے جب میرے ہاتھ میں کتاب دیکھی تو فرمانے لگے یہ کتاب کونسی ہے؟ میں نے وہ کتاب ان کو پکڑا دی انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، دوران مطالعہ ان کی نظر ایک مسئلہ پر پڑی جس پر میں نے لکھا ہوا تھا: قال النعمان: وہ اذان کے بعد کھڑے کھڑے ہی اس کتاب کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا، پھر کتاب اپنی آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر کتاب کا بقیہ حصہ پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، پھر مجھ سے فرمایا: اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا، تو فرمانے لگے یہ شخص تو کوئی بڑا معزز شیخ معلوم ہوتا ہے، تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو، اس پر میں نے کہا یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن سے آپ نے مجھے منع فرمایا تھا۔

اس کے بعد حج کے موقع پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی اور پھر ان کے آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے، میں نے دیکھا کہ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ان مسائل میں بحث کر رہے تھے جو میری تحریر میں انہوں نے پڑھے تھے، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میری تحریر سے بھی اچھی طرح ان مسائل کی وضاحت کر رہے تھے، جب دونوں جدا ہوئے تو اس کے بعد میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

غبطت الرجل بكثر علمه ووفور عقله واستغفر الله لقد كنت في غلط

ظاهر، الزم الرجل فانه يخالف ما بلغني عنه. ①

مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر ان کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آیا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں کھلی غلطی میں تھا، تم ان کو لازم پکڑو، مجھے ان کے بارے میں جو خبر ملی تھی وہ اصل حقیقت کے بالکل خلاف تھی۔

۴..... امام عبداللہ بن غانم افریقی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۰ھ) ان کے علمی مقام و مرتبہ کا

اظہار قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أهل العلم والدين والفضل والورع والتواضع والفصاحة

والجزالة.

امام معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابن غانم رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعہ کے دن ہمیں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کی کتابیں پڑھ کر سنااتے تھے:

كان ابن غانم يقرئنا كتب أبي حنيفة في الجمعة يوماً. ②

۵..... امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

① عقود الجمان: الباب العاشر، ص ۱۹۲

② ترتيب المدارك: ترجمة: عبداللہ بن غانم، ج ۳ ص ۶۷

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في الفقه. ①
جو شخص امام ابوحنيفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا اس کو فقہ میں تبحر حاصل نہیں ہوگا۔

۶..... حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رضي الله عنه (متوفی ۲۰۶ھ) سے ان کے شاگرد مستملی نے پوچھا کہ آپ امام ابوحنيفه رضي الله عنه اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

انظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فإنني ما رأيت أحدا من الفقهاء
يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. ②
اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابوحنيفه کی کتب کو اپنے مد نظر رکھو، اس لئے کہ میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری نے توحیلے سے ان کی کتاب الرهن لے کر نقل کی ہے۔

۷..... امام المغازی امام واقدی رضي الله عنه (متوفی ۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:

كُتِبَتْ كُتُبُ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْهُ. ③
میں نے امام ابوحنيفه کی کتابیں حاتم بن اسماعیل سے اور انہوں نے خود امام ابوحنيفه سے لکھی تھیں۔

۸..... امام عبداللہ بن داؤد رضي الله عنه (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں:

من أراد أن يجد لذة الفقه فلينظر في كتب أبي حنيفة. ④

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۷ ② تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۲ ③ الجواهر المضوية في طبقات الحنفية: ترجمة: حاتم بن اسماعيل، ج ۱ ص ۱۸۱ ④ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۵

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ فقہ کی لذت کو پائے تو اسے چاہیے کہ وہ امام ابوحنیفہ کی کتابوں میں غور و فکر کرے۔

۹..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام اسد بن فرات رضی اللہ عنہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

إنه لما قدم مصر من الكوفة جاء إلى ابن وهب فقال له: هذه كُتُبُ أبي حنيفة. ①

اسد بن فرات جب کوفہ سے مصر آئے تو ابن وهب کے پاس گئے اور ان سے کہا یہ امام ابوحنیفہ کی کتابیں ہیں۔

۱۰..... مشہور محدث امام ابو نعیم فضل بن دین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أول من كتب كتب أبي حنيفة أسد بن عمرو. ②

سب سے پہلے امام ابوحنیفہ کی کتابیں امام اسد بن عمرو نے لکھی تھیں۔

۱۱..... امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ کرخ مقام پر اترے تو دیکھا کہ ایک شیخ طلبہ حدیث کو (احادیث اور فقہی مسائل) املاء کروا رہے تھے، تو جب میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ ان کی گود میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جس سے وہ انہیں املاء کروا رہے تھے:

فإذا في حجره كتاب من كتب أبي حنيفة، وهو يملئ عليهم. ③

① تاریخ الإسلام: ترجمة: أسد بن فرات، ج ۱۵ ص ۳۹

② الجواهر المضیة: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج ۱ ص ۱۴۰

③ تاریخ بغداد: ترجمة: سليمان بن عمرو بن عبد الله، ج ۹ ص ۲۰

۱۲..... سید الحافظ امام ابو زرعة رازی رضي الله عنه (متوفی ۲۶۴ھ) علامہ عینی رضي الله عنه (متوفی

۸۵۵ھ) ان کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ انہیں سات لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں:

كان يحفظ سبعمائة ألف حديث.

انہوں نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی کتابیں چالیس دن میں حفظ کیں:

حفظ كتب أبي حنيفة في أربعين يوماً. ①

۱۳..... امام ابو یعلیٰ خلیلی رضي الله عنه (متوفی ۴۲۶ھ) نے امام طحاوی رضي الله عنه (متوفی ۳۲۱ھ)

کے بارے میں لکھا کہ محمد بن احمد شروطی رضي الله عنه نے امام طحاوی رضي الله عنه سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں امام مزنی رضي الله عنه (متوفی ۲۶۴ھ) جو امام شافعی رضي الله عنه (متوفی ۲۰۴ھ) کے خاص شاگرد ہیں، ان کا مذہب چھوڑ کر امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا مذہب کیوں اختیار کیا؟ تو انہوں نے

جواب میں فرمایا:

لَأَنِّي كُنْتُ أَرَى خَالِي يُدِيمُ النَّظَرَ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَلِذَلِكَ انْتَقَلْتُ

إِلَيْهِ. ②

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ماموں کو ہمیشہ امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی کتابوں کا مطالعہ

کرتے ہوئے دیکھتا تھا، اس لئے میں نے بھی امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا مذہب اختیار کر لیا۔

امام ابن خلکان رضي الله عنه (متوفی ۶۸۱ھ) نے بھی امام طحاوی رضي الله عنه کے ترجمہ میں یہ بات

نقل کی ہے۔ ③

علامہ یافعی رضي الله عنه (متوفی ۷۶۸ھ) نے بھی تین سو اکیس ہجری (۳۲۱ھ) کے حالات

① مغانی الأخیار: ترجمة: عبيد الله بن عبد الكريم أبو زرعة الرازي، ج ۲ ص ۲۷۸

② الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ترجمة: أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى

المزني، ج ۱ ص ۴۳۱ ③ وفيات الأعيان: ترجمة: الطحاوي، ج ۱ ص ۷۱

کے تحت امام طحاوی رضي الله عنه کے ترجمہ میں اس بات کو نقل کیا ہے۔ ①

۱۳..... قاضی امام ابو عاصم محمد بن احمد نامری رضي الله عنه (متوفی ۳۱۵ھ) فرماتے ہیں:

لو فقدت كتب أبي حنيفة رحمه الله لأمليتها من نفسي حفظا. ②
اگر امام ابوحنیفہ کی کتابیں نایاب بھی ہو جائیں تو میں ان کو اپنے حافظے سے لکھوا
سکتا ہوں۔

۱۵..... امام امیر ابن ماکولا رضي الله عنه (متوفی ۴۷۵ھ) احمد بن اسماعیل ابو احمد مقرئ الصرام

کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

وسمع كتب أبي حنيفة وأبي يوسف من أحمد بن نصر عن أبي سليمان

الجوز جاني عن محمد. ③

انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی کتابوں کو امام احمد بن نصر سے، انہوں نے

امام ابو سلیمان جوز جانی سے، اور انہوں نے امام محمد بن حسن سے سنا تھا۔

۱۶... امام ابو الحسن یحییٰ بن سالم یمنی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۵۵۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه

کی کتب کا تذکرہ کیا ہے:

يجوز أن تباع منهم كتب أبي حنيفة. ④

۱۷..... اسی طرح فرائض اور شروط جیسے موضوعات پر بھی آپ ہی نے سب سے پہلے قلم

اٹھایا، جیسا کہ امام احمد بن ابراہیم المعروف سبط ابن ^{تعمیر} انجی اور امام محمد بن یوسف صالحی

① مرآة الجنان: سنة إحدى وعشرين وثلاث مائة، ج ۲ ص ۲۱۱ ② الأنساب

للسمعاني: باب العين والألف، العامري، ج ۹ ص ۱۵۹ ③ الإكمال في رفع الارتباب:

ترجمة: أحمد بن إسماعيل الصرام، باب فيل وقيل وقتل، ج ۷ ص ۲۱ ④ البيان في

مذهب الإمام الشافعي: كتاب البيوع، باب من نهي عنه من بيع الغرر، ج ۵ ص ۱۲۲

شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۲۲ھ) نے لکھا ہے:

النعمان بن ثابت الإمام أبو حنيفة أول من وضع كتاب الفرائض

وكتاب الشروط. ①

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تصنیف کیں۔

۱۸..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ میں کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل کیا، چنانچہ امام محمد بن عبدالرحمن ابن الغزوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) آپ کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

وهو أول من صنف في الفقه والرأى. ②

امام ابوحنیفہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ اور رائے میں کتب تصنیف کیں۔

بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم کی تصنیف ہے

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے عقائد پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الفقہ الاکبر“ تصنیف کی،

آپ سے اس کتاب کو روایت کرنے والے ابو مطیع بلخی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹۹ھ) ہیں۔

۱..... مشہور مورخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۳۳۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

میں درج ذیل کتابیں ذکر کی ہیں:

① کنوز الذهب في تاريخ حلب: حرف النون، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۹۱/

عقود الجمان: الباب التاسع، ص ۱۸۴

② ديوان الإسلام: حرف الحاء، الفصل الثالث في الكنى، ج ۲ ص ۱۵۲

۱... الفقه الأكبر، ۲... رسالة إلى البتي، ۳... العالم والمتعلم،

۳... الرد على القدرية.

اور ساتھ یہ بھی لکھا:

العلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوينه رضي الله عنه. ①
برو بحر (خشکی اور تری) مشرق و مغرب اور دور نزدیک میں جو علم ہے وہ امام ابو حنیفہ کا
مدون کردہ ہے۔

۲.... علامہ ابو المظفر اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۷۱ھ) نے بھی قابل اعتماد اور صحیح
سند کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے:

الْفِقْهُ الْأَكْبَرُ الَّذِي أَخْبَرْنَا بِهِ الثَّقَّةَ بِطَرِيقٍ مُعْتَمَدٍ وَإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنِ

نَصِيرِ بْنِ يَحْيَى عَنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنِ أَبِي حَنِيفَةَ. ②

۳.... شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۲۸ھ) بڑے وثوق کے ساتھ فقہ اکبر

کو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دیا ہے:

فَبِإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنَ الْمُقَرَّرِينَ بِالْقَدَرِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِهِ وَبِمَذْهَبِهِ،

وَكَلامُهُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ مَعْرُوفٌ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

نیز علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ”مجموع الفتاوى“ میں بھی صراحتاً فقہ

اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کرتے ہیں، دیکھئے: ④

① الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱ ② التبصير في

الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكة: الفرقة السابعة عشرة، ج ۱ ص ۱۸۴

③ منهاج السنة النبوية: الفصل الثاني، فصل من كلام الرافضي على مقالة أهل السنة

في القدر، ج ۳ ص ۱۳۹ ④ مجموع الفتاوى: الأسماء والصفات، رد ابن الماجشون

على الجهمية، ج ۵ ص ۴۶

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رضي الله عنه اپنی کتاب ”درء تعارض العقل والنقل“ میں بھی صریح الفاظ کے ساتھ فقہ اکبر کا انتساب امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی طرف کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة في كتاب الفقه الأكبر. ①

۴..... امام ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی رضي الله عنه (شافعی ۷۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ جلیل القدر تابعی امام ابوحنیفہ رضي الله عنه فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ التَّابِعِيُّ الْجَلِيلُ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ②

۵..... علامہ شمس الدین ذہبی رضي الله عنه (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہوئے کہا امام ابوحنیفہ رضي الله عنه تقدیر کا اقرار کرنے والے ہیں، اور آپ نے فقہ اکبر میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے:

فَإِنْ أَبَا حَنِيفَةَ مَقْرَبًا بِالْقَدْرِ وَقَدْ رَدَّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

۶..... علامہ عبدالقادر قرشی رضي الله عنه (متوفی ۷۷۵ھ) ابو مطیع بلخی رضي الله عنه کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه سے ”الفقه الأكبر“ کی روایت کی ہے:

أَبُو مُطِيعِ الْبَلْخِيِّ رَأَى كِتَابَ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ عَنِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ. ④

۷..... علامہ ابن ابی العزیز دمشقی رضي الله عنه (متوفی ۷۹۲ھ) اپنی معروف کتاب ”شرح العقيدة الطحاوية“ میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی طرف کرتے ہیں:

① درء تعارض العقل والنقل: الوجه الثالث والأربعون، كلام أبي حنيفة في كتاب الفقه

الأكبر، ج ۶ ص ۲۶۳ ② إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: قول السلف في

الصفات، ج ۱ ص ۴۱ ③ المنتقى من منهاج الاعتدال: الفصل الثاني في المذهب الواجب

الاتباع، ج ۱ ص ۱۳۷ ④ الجواهر المضوية: ترجمة: أبو مطيع البلخي، ج ۲ ص ۲۶۵

- فَمِنْ كَلَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ①
 وَكَذَلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ②
 كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

چونکہ علامہ ابن ابی العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح غیر مقلدین کے ہاں بھی معروف و مشہور ہے، جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی نے بھی اس شرح کے تین ایڈیشن چھاپ دیئے ہیں، تیسرا ایڈیشن ۱۳۱۹ھ ۱۹۹۸ء میں چھپا ہے، علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس شرح کی احادیث کی تخریج کی، اس کا ذکر ان کے شاگرد زہیر الشاوش نے ان الفاظ میں کیا ہے:

قد قام أستاذنا الجليل المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني بتخريج ما فيها من الأحاديث. ④

زہیر الشاوش نے اس شرح کی تعریف ان الفاظ میں کی:
 و كان أحسن شروحا المعروفة هذا الشرح، وهو يمثل عقيدة السلف
 أحسن تمثيل، والمؤلف يكثر من النقل عن كتب شيخ الإسلام ابن تيمية
 وتلميذه ابن القيم من غير إحالة عليها. ⑤

۸..... امام کروری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ اگر آپ یہ کہو کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات معتزلہ نے کہی ہے، اور ان کا دعویٰ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے، اور اس سے معتزلہ کی غرض یہ ہے کہ تاکہ ”الفقہ الأكبر“ اور ”العالم والمتعلم“ کی امام صاحب سے نفی کی جائے،

① شرح العقيدة الطحاوية: الرد على المشبه، ص ۸۵ ② شرح العقيدة الطحاوية:
 اتفاق أهل السنة والجماعة أن كلام الله غير مخلوق، ص ۱۸۶ ③ شرح العقيدة
 الطحاوية: كلام الله محفوظ في الصدور، ص ۱۹۰ ④ شرح العقيدة الطحاوية:
 مقدمة الناشر، ص ۹ ⑤ شرح العقيدة الطحاوية: مقدمة الناشر، ص ۹

اسلئے اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اکثر قواعد ذکر کئے ہیں، تو اب معتزلہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ کتاب ابوحنیفہ بخاری کی تصنیف ہے، یہ بات صریح طور پر غلط ہے، میں نے دین اور ملت کی روشنی و چراغ علامہ کردری عمادی رحمۃ اللہ علیہ کی ان دونوں (الفقہ الأكبر، العالم والمتعلم) کتابوں پر انکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھا جس پر انہوں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہیں، اور کہا کہ مشائخ میں سے ایک بڑی جماعت نے اس بات کی موافقت کی ہے:

قَالَ الْكَرْدَرِيُّ: فَإِنْ قُلْتَ لَيْسَ لِأَبِي حَنِيفَةَ كِتَابٌ مُصَنَّفٌ قُلْتَ هَذَا كَلَامَ الْمُعْتَزَلَةِ وَدَعْوَاهُمْ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ تَصْنِيفٌ وَغَرَضُهُمْ بِذَلِكَ نَفْيَ أَنْ يَكُونَ الْفِقْهُ الْأَكْبَرُ وَكِتَابَ الْعَالَمِ وَالْمُتَعَلِّمِ لَهُ لِأَنَّهُ صَرَّحَ فِيهِ بِأَكْثَرِ قَوَاعِدِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَدَعْوَاهُمْ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُعْتَزَلَةِ وَذَلِكَ الْكِتَابَ لِأَبِي حَنِيفَةَ الْبُخَارِيِّ وَهَذَا غَلَطٌ صَرِيحٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِحِطِّ الْعَلَامَةِ مَوْلَانَا شَمْسِ الْمَلَّةِ وَالِدِ الْكَرْدَرِيِّ الْبِزَاتِقْنِيِّ الْعِمَادِيِّ هَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ وَكُتِبَ فِيهِمَا أَنَّهُمَا لِأَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ تَوَاطَأَ عَلَيَّ ذَلِكَ جَمَاعَةٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمَشَائِخِ. ①

اس واضح حوالے سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس کتاب کی امام صاحب سے نفی کرنے والے معتزلہ ہیں، چونکہ اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد ذکر کئے تھے، اور فرق باطلہ خصوصاً معتزلہ اور دیگر فرقوں کی تردید کی تھی تو اس بنیاد پر باطل فرقوں نے اس بات کا پرہ پیئینڈا کا یہ امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے۔

۹..... حافظ ابن ناصر الدین دمشقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۴۲ھ) نے ابو مالک نصران

بن نصر الختلی کے ترجمے میں تصریح کی ہے:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة عن علي بن الحسن الغزال وعنه أبو عبد

الله الحسين الكاشغري. ①

انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزال

سے روایت کیا، اور انہوں نے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین کاشغری سے روایت کی۔

۱۰..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ابو مالک نصران بن نصر رحمہ اللہ

کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة، عن علي بن الحسن الغزال، وعنه أبو

عبد الله الحسين الكاشغري. ②

انہوں نے فقہ اکبر جو امام ابوحنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزالی سے روایت

کیا ہے، اور ان سے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین کاشغری روایت کرتے ہیں۔

۱۱..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أبو مطيع البلخي راوى كتاب الفقه الأكبر عن أبي حنيفة. ③

۱۲..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) بڑے وثوق کے ساتھ دو ٹوک

الفاظ میں فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہیں:

قد قال الإمام الأعظم والهمام الأقدم في كتابه المعتبر المعبر بالفقه

الأكبر. ④

۱۳..... علامہ مرعی بن یوسف بن ابی بکر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے بڑی

① توضیح المشتبه: حرف الجیم، ج ۲ ص ۲۰۷ ② تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه:

حرف الجیم، ج ۱ ص ۲۹۸ ③ تاج التراجم: ذکر من اشتهر بالكنية، ج ۲ ص ۱۳۹

④ أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوي الرسول: ص ۲۲

صراحت کے ساتھ فرمایا کہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی تصنیف ہے:

الفقه الأكبر في العقائد تصنيف الإمام أبي حنيفة. ①

۱۴..... علامہ نجم الدین الغزی رضي الله عنه (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے محمد بن بہاء الدین رضي الله عنه کے

ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه کی اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقه الأكبر للإمام الأعظم أبي حنيفة. ②

۱۵..... علامہ شمس الدین ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمن الغزی رضي الله عنه (متوفی ۱۱۶۷ھ) نے

ابن البیاض احمد بن حسن رومی رضي الله عنه (متوفی ۱۰۹۸ھ) کے حالات میں انہوں نے امام

ابوحنیفہ رضي الله عنه کی فقہ اکبر کی شرح کا بھی تذکرہ کیا ہے:

شرح على الفقه الأكبر لأبي حنيفة رضي الله عنه. ③

۱۶..... علامہ شمس الدین سفارینی حنبلی رضي الله عنه (متوفی ۱۱۸۸ھ) صراحتاً فقہ اکبر کو امام

ابوحنیفہ رضي الله عنه کی تصنیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال أبو حنيفة رضي الله عنه في كتاب الفقه الأكبر. ④

۱۷..... امام ابو الفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رضي الله عنه (متوفی ۱۲۰۶ھ) الیاس کردری رضي الله عنه

(متوفی ۱۲۰۰ھ) کے ترجمہ میں ان کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں

نے فقہ اکبر جو امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه کی تصنیف ہے اس پر حاشیہ لکھا:

① أقاويل الثقات في تاويل الأسماء والصفات: مقدمة: ج ۱ ص ۶۳ ② الكواكب السائرة

بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: محمد بن بهاء الدين، ج ۲ ص ۲۹ ③ ديوان الإسلام:

حرف الباء، الفصل الخامس في الأبناء، ج ۱ ص ۳۵۱ ④ لوامع الأنوار البهية: الباب

الأول في معرفة الله تعالى وتعداد الصفات، صفات الله تعالى قديمة، ج ۱ ص ۲۶۲

حاشیة علی الفقہ الأكبر للامام الأعظم أبي حنيفة النعمان رضي الله

عنه. ①

اسی طرح انہوں نے امام علی العمري رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۳۷ھ) کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے ”الفقہ الأكبر“ جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقہ الأكبر للامام الأعظم. ②

۱۸..... علامہ آلوسی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے علامہ نعمان بن محمود بن عبد اللہ آلوسی رضی اللہ عنہ

(متوفی ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فقہ اکبر میں فرمایا:

وقال إمامنا الأعظم في الفقہ الأكبر. ③

۱۹..... امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ

میں کہتا ہوں کہ فقہ اکبر جو مشہور معروف کتاب ہے، اس کی نسبت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف درست ہے، اس بات پر امام صاحب کے اصحاب میں سے متقدمین اور متاخرین کی شہادتیں موجود ہیں، متقدمین میں سے اس کتاب کی شرح امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ اور متاخرین میں ملا علی قاری رضی اللہ عنہ نے اس کی شرح لکھی ہے، اور یہ دونوں شرحیں ہندوستان میں چھپ چکی ہیں:

قلت: وهذا كتاب الفقہ الأكبر معروف مشهور، صحت نسبته لأبي

حنيفة بشهادة المتقدمين والمتأخرين من أصحابه، فممن شرحه من

المتقدمين: الإمام أبو منصور الماتريدي، ومن المتأخرين: الشيخ علي بن

① سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: ترجمة: إلياس كردري، ج ۱ ص ۲۷۳

② سلك الدرر: ترجمه: علي العمري، ج ۳ ص ۲۳۱ ③ جلاء العينين في محاكمة

الأحمدين، الفصل الرابع، التقليد في أصول الدين، ج ۱ ص ۲۱۲

سلطان القاری، والشرحان مطبوعان بالہند. ①

۲۰.... عمر رضا کمالہ دمشقیؒ (متوفی ۱۴۰۸ھ) امام ابوحنیفہؒ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں سب سے پہلے فقہ اکبر کا ذکر کیا:

آثارہ: الفقه الأكبر في الكلام. ②

مشہور غیر مقلدین علماء نے فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف قرار دیا

مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہؒ ”فقہ اکبر“ کو امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اسی سے آں جناب کو قائلین تقدیر میں شمار کرتے ہیں۔ ③

نیز سیالکوٹی صاحبؒ فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہؒ ”منہاج السنۃ“ میں ”فقہ اکبر“ کو حضرت امام صاحبؒ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔ پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بنا پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ④

غیر مقلدین کے شیخ الکل مولانا نذیر حسین دہلویؒ بھی ”فقہ اکبر“ کو بالجزم امام اعظمؒ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ ⑤

مولانا وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح ستہ نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام ابوحنیفہؒ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ ”وجہ“ کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

امام ابوحنیفہؒ بھی ”فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ لیے جائیں۔ ⑥

① الکشف المبدی تمویہ ابی الحسن السبکی: الأسماء والصفات، قول أبی حنیفة،

ج ۱ ص ۲۱۹ ② معجم المؤلفین: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۱۰۲ ③ تاریخ اہل

حدیث: ج ۴ ص ۷۴ ④ تاریخ اہل حدیث: ج ۱ ص ۸۹ ⑤ فتاویٰ نذیریہ: ج ۱ ص ۳۲۳ ⑥ لغات الحدیث: ج ۴ ص ۲۲

مولانا عبداللہ معمار امرتسریؒ نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام اعظمؒ کی تصنیف قرار دیا ہے۔ ❶

ملفوظ رہے کہ جس طرح فقہ حنفی میں درج شدہ مسائل کا اصل ماخذ امام اعظمؒ کی فقہی تصانیف ہیں، اسی طرح عقائد و کلام کے نامور امام علامہ ابو منصور محمد ماتریدیؒ (متوفی ۳۳۳ھ) کی عقائد میں لکھی ہوئی تصانیف کا اصل ماخذ امام اعظمؒ کی عقائد سے متعلق لکھی ہوئی کتب ”فقہ اکبر“ وغیرہ ہیں، جیسا کہ مشہور غیر مقلد عالم وادیب مولانا محمد حنیف ندویؒ نے ”ماتریدیہ“ کے تعارف میں لکھا ہے:

بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت امام ابوحنیفہؒ کی فقہی ژرف نگاہیوں کا تعلق ہے، ان کو تو فقہائے عراق و شام نے خوب نکھارا اور تفریح و مسائل کے ذریعے اچھی طرح مالا مال کیا، مگر ان کے ان متکلمانہ رجحانات کی تشریح کرنا اور ان پر ایک مستقل متکلمانہ مدرسہ فکر کی بنیاد رکھنا بھی باقی تھا جو ”رسائل ابی حنیفہ“ (فقہ اکبر وغیرہ۔ ناقل) میں مذکور تھے۔ اس کام کو فقہائے ماوراء النہر نے خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ ❷

بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کے

مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا

بیس اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہؒ کا ترجمہ نقل کیا ہے، سب نے آپ کے مناقب و محامد، آپ کے اساتذہ و تلامذہ، حالات زندگی، ذریعہ معاش، آپ کی جو دو سخاوت، اخلاص و للہیت، خوف آخرت و تقویٰ، کثرت عبادت، آپ کی فقہی مہارت، خدا داد صلاحیتوں کا تذکرہ، اکابر اہل علم کے آپ کے متعلق تو شیقی و توسیئی اقوال، آپ کے ملفوظات، اور آپ کے متعلق گراں قدر معلومات، مندرجہ ذیل حضرات میں سے کسی نے بھی

امام صاحب کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیلی آپ کی سوانح ذکر کی ہے۔

..... امام ابو الحسن احمد بن عبد اللہ عجل رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب

”الشفقات“ میں کیا، دیکھئے: ①

۲..... علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فقہاء ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء“ یہ کتاب ”دارالکتب العلمیة“ سے اور پاکستان میں ”المکتبۃ الغفوریة العاصمیة“ سے چھپی ہے، اس پاکستانی نسخہ پر محقق العصر شیخ عبدالفتاح ابوعدہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے گراں قدر علمی و تحقیقی حواشی ہیں جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی، علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے سرٹھ (۶۷) اکابر محدثین، فقہاء اور اہل علم کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں کہ یہ سب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح بیان کرتے ہیں:

كُلُّ هَؤُلَاءِ أَثَنُوا عَلَيْهِ وَمَدَحُوهُ بِالْفَاظِ مُخْتَلِفَةٌ.

شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ سب وہ لوگ تھے جو اپنے وقت کے محدث، حفاظ حدیث، چوٹی کے علماء تھے، بعض وہ بھی ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ ہیں، امام بخاری، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ نے بھی آپ کی مدح کی ہے، اور ان میں وقت کے بڑے اتقیاء، ناقدین فن بھی شامل ہیں، اور ان میں فقہاء، صلحاء، عابدین اور عقلاء کی بھی ایک بڑی جماعت ہے، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گزاری، تقویٰ، فقہات، علم و فراست، جلالت شان، آپ کی امامت و ثقاہت، جود و سخاوت، اخلاص و للہیت اور خوف آخرت کی سب نے گواہی دی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ثقاہت و عدالت پر ستر (۷۰) اہل علم کی شہادتیں موجود ہیں، اگر ان میں کوئی ایک بھی کسی کی توثیق ذکر کر دے تو وہ حجت ہے لیکن تعصب کا اندازہ کریں کہ اتنی بڑی جماعت کی گواہی کو رد کر دیا جاتا ہے، تو اتر کے لئے زیادہ سے زیادہ جو تعداد ذکر کی گئی ہے وہ ستر ہے، امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مدح کرنے والوں کی تعداد تو اتر کو پہنچتی ہے، اس لئے شیخ عبدالفتاح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أكثر ما حدد به العلماء التواتر عددا سبعون، فقد بلغ الشناء على الإمام

أبي حنيفة حد التواتر. ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کے سامنے ایک جنازہ گزرا تو صحابہ کرام نے اس میت کی تعریف کی اور بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر خیر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت، اتنے میں ایک اور جنازہ گزرا تو حاضرین مجلس نے اس کا تذکرہ برے الفاظ میں کیا کہ اچھا ہے کہ یہ شخص دنیا سے چلا گیا کہ ایک برا شخص تھا جس سے لوگوں کی جان چھوٹی، آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب پہلا جنازہ گزرا اور اس کی مدح و ثنا کی گئی تو آپ نے فرمایا: وجبت، اور ایک برے آدمی کا جنازہ گزرا تب بھی آپ نے وجبت فرمایا: تو آپ نے فرمایا: جس شخص کا ذکر خیر تم بھلائی کے ساتھ کرو تو اس پر جنت واجب ہوگئی، اور جس کا ذکر تم برائی کے ساتھ کرو تو اس پر جہنم واجب ہوگئی، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو:

مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِنِي عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُتِنِي عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، قَالَ عُمَرُ: فِدَى لَكَ أَبِي وَأُمِّي،
مُرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأَتَيْتِي عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتُ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ،
فَأَتَيْتِي عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتُ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبْتُ لَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا
وَجَبْتُ لَهُ النَّارَ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ،
أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ. ①

اسی طرح علماء زمین میں اللہ کے گواہ ہیں، امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے (۶۷) اسماء
ذکر کئے، شیخ عبدالفتاح رحمۃ اللہ علیہ تین کا اضافہ کر کے (۷۰) ذکر کئے اور بندہ نے (۱۰۰) علماء
کے امام صاحب کے متعلق تو صیغی اقوال نقل کئے:

فهؤلاء العلماء شهداء الله في الأرض.

ایک معتدل مزاج شخص کے لئے اس قدر شہادتیں کافی ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام البوصیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا، اور
آپ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی ہے جو آپ میں نہیں تھیں، اور ناشائستہ امور کی
تہمت آپ پر لگائی جاتی، حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے
اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں:

أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحْسَدُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ فِيهِ وَيُخْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِهِ
وَقَدْ أَتَيْتِي عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ. ②

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس مذکورہ کتاب میں ص ۱۰۸۲ کے تحت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے

① صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب فیمن ینسی علیہ خیرا أو شرا من الموتی، ج ۲

ص ۲۵۵، رقم الحدیث: ۹۳۹ ② جامع البیان وفضلہ: باب ماجاء فی ذم القول فی

دین اللہ، ج ۲ ص ۱۰۸۰، رقم: ۲۱۰۵

استاذ امام علی بن مدینیؒ (متوفی ۲۳۳ھ) امام ابوحنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَهُوَ ثِقَّةٌ لَا بَأْسَ بِهِ.

۳..... علامہ ابواسحاق شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ) نے ”طبقات الفقهاء“ میں

آپ کا ترجمہ لکھا، آپ کی فقاہت کے متعلق اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے، دیکھئے: ①

۴..... امام ابوسعید عبدالکریم معانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے ”الخرزاز“ کے تحت

امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں علم میں تبحر حاصل تھا، معانی کی

گہرائیوں میں غوطہ زن تھے، آپ ریشم کا کاروبار کرتے تھے، اور اس سے اپنے لئے رزق

حلال تلاش کرتے تھے:

فأما من أهل الكوفة أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي مع تبحره في

العلم وغوصه على دقائق المعاني وخفيها كان يبيع الخبز ويأكل منه طلبا

للحلال. ②

انہوں نے کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔

۵..... شارح مسلم امام نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) نے سات صفحات پر مشتمل آپ کا

مبسوط تذکرہ کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔ دیکھئے: ③

۶... علامہ ابن خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) نے دس صفحات پر مشتمل آپ کا تفصیلی

ترجمہ لکھا، اور کوئی بات جس میں آپ کے ضعف کی طرف ادنیٰ اشارہ ہو وہ بھی نقل نہیں

کی، دیکھئے: ④

① طبقات الفقهاء: ذكر فقهاء التابعين بالكوفة، ترجمة: أبو حنيفة، ج ۱ ص ۸۶، ۸۷

② الأنساب: باب النخاء والزاي، الخزاز، ج ۵ ص ۱۱۱

③ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۱۶ تا ۲۲۳

④ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۳۰۵ تا ۳۱۵

۷..... امام محمد بن يوسف جندي يميني رضي الله عنه (متوفى ۳۲۲ھ) نے آپ کا مختصر ترجمہ نقل کیا، اور اہل علم کی آپ کے متعلق آراء نقل کیں، دیکھئے: ①

۸..... امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رضي الله عنه (متوفى ۴۲۲ھ) آپ کی تصانیف میں زیادہ مشہور ”مشکوٰۃ المصابیح“ ہے، جو کہ حدیث کی نہایت مقبول و متداول کتاب ہے، اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے، انہوں نے رجال مشکوٰۃ پر ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”الإكمال في أسماء الرجال“ جو کہ مشکوٰۃ کے آخر میں طبع ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کا ترجمہ لکھا، حالانکہ مشکوٰۃ میں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں، لیکن آپ کے تذکرے میں فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

فانه كان عالما، عاملا، ورعا، زاهدا، عابدا، إماما في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكره في هذا الكتاب، وان لم نرو عنه حديثا في المشكاة للتبرك به للعلو مرتبته ووفور علمه. ②

امام ابوحنيفہ عالم، باعمل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علوم شریعت کے امام تھے، اگرچہ ہم نے مشکوٰۃ میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب میں ہم آپ کا تذکرہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور کثیر علم والے تھے۔

۹..... امام محمد بن احمد بن عبد الہادی رضي الله عنه (متوفى ۴۴۳ھ) نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں ایک عمدہ کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”مناقب الأئمة الأربعة“ ہے اس کتاب میں

① السلوك في طبقات العلماء والملوك: جماعة من أعيان العلماء، ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ ② الإكمال في أسماء الرجال: الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، ص ۶۲۳، الناشر: قديمي كتب خانہ

انہوں نے امام ابوحنيفه رضي الله عنه کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا اور آپ کے تعارف کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

أحد الأئمة الأعلام، فقيه العراق، پھر تفصیل کے ساتھ آپ کے مناقب بیان کئے، لیکن کوئی جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔ نیز انہوں نے محدثین و حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ”طبقات علماء الحدیث“ کے نام سے تصنیف کی، اور اس میں بھی آپ کا بہترین ترجمہ لکھا، نیز آپ کے متعلق لکھا:

كان إماماً، ورعاً، عالماً، عاملاً، متعبداً، كبير الشان، لا يقبل جوائز

السلطان بل يتجر ويكتسب. ①

آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار، اور بڑی شان والے تھے، آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

۱۰.... علامہ صلاح الدین صفدی رضي الله عنه (متوفی ۷۶۳ھ) نے پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اہل علم کی توثیقی اقوال نقل کئے، کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، بلکہ آپ پر ”ولو قتله بابا قيس“ کے اعتبار سے جو نحوی اشکال ہے اس کا بھی عمدہ جواب دیا، اور آپ کا مکمل دفاع کیا ہے: دیکھئے: ②

۱۱.... مشہور مؤرخ علامہ یافعی رضي الله عنه (متوفی ۷۶۸ھ) نے ”سنة خمسين مائة“

کے ماتحت آپ کا ذکر خیر کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے: ③

۱۲... حافظ ابن کثیر رضي الله عنه (متوفی ۷۷۴ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التَّمِيمِيِّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ

① طبقات علماء الحدیث: ج ۱ ص ۲۶۰

② الوافي بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۸۹ تا ۹۵

③ مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲ تا ۲۴۵

فَقِيَهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ،
وَأَحَدِ الْأَيْمَةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبِعَةِ، وَهُوَ أَقْدَمُهُمْ وَفَاءً، لِأَنَّهُ
أَدْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ. ①

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آپ کے مناقب میں ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔
۱۳..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان
القابات کے ساتھ کیا:

الإمام الأعظم والهمام الأقدم تاج الأئمة وسراج الأمة أبو حنيفة نعيمان
ابن ثابت.

آپ کی زندگی کے تمام مخفی گوشوں کا تذکرہ کیا، اور آپ کی مفصل سوانح ذکر کی، دیکھئے: ①
۱۴..... علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان
القابات سے کیا:

الإمام أبو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم في الآفاق.

مختصر الفاظ میں آپ کی جامع سوانح ذکر کی، دیکھئے: ②

۱۵..... علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے آپ کی سوانح کا تفصیلی تذکرہ
کرتے ہوئے دس فصلیں قائم کیں: الفصل الأول في ميلاده ونسبه، الفصل
الثاني في صفته، الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة، الفصل
الرابع في ذكر بعض مشايخه، الفصل الخامس في ذكر من روى عنه
الحديث، الفصل السادس فيمن اتنى عليه واعترف بفضله، الفصل السابع

① البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ج ۱۰ ص ۱۱۴

② الجواهر المضوية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۲ ص ۳۵۱ تا ۳۵۶

③ غاية النهاية في طبقات القراء: باب النون، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۴۲

في فطنته وورعه، الفصل الثامن أن مذهبه أحق بالتقديم، الفصل التاسع في الخبر الذي ورد حقه من طرق عديدة، الفصل العاشر في وفاته.

آپ کے حالات و مناقب دیکھئے تفصیلاً: ❶

۱۶..... علامہ جمال الدین یوسف بن تغریؒ (متوفی ۸۷۴ھ) نے ”ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة“ کے تحت آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، آخر میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہؒ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اگر میں آپ کے کثرت علوم اور مناقب کو جمع کرنا شروع کروں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں، دیکھئے: ❷

۱۷..... علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ”طبقات الحفاظ“ جو امام ذہبیؒ کی ”تذكرة الحفاظ“ کا اختصار ہے اور مزید کچھ اضافات ہیں، یہ کتاب محدثین کرام کے طبقات پر لکھی گئی ہے، امام سیوطیؒ نے آپ کا ذکر محدثین میں کرتے ہوئے اس کتاب میں آپ کا ترجمہ ذکر کیا، اور امام یحییٰ بن معینؒ کا قول بھی نقل کیا کہ امام ابو حنیفہؒ ثقہ ہیں:

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: كَانَ ثِقَّةً.

آپ کے متعلق مزید اہل علم کی آراء بھی نقل کیں لیکن ایک لفظ بھی جرح کا ذکر نہیں کیا۔ ❸

۱۸..... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعیؒ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی معروف کتاب ”سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد“ میں آپ ﷺ کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے تریپن (۵۳) نمبر باب میں عرض کیا کہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے احادیث میں امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، اور امام شافعیؒ کے وجود کی طرف اشارہ

❶ مغاني الأخيار: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۱۲۰ تا ۱۲۲ ❷ النجوم

الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة، ج ۲

ص ۱۲، ۱۳ ❸ طبقات الحفاظ: الطبقة الخامسة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۸۰

کیا، پھر اس کے بعد انہوں نے وہ روایات اسناد کے ساتھ نقل بھی کیں ہیں:

الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله تعالى.

پھر آگے ”لو كان الإيمان عند الثريا“ والی روایت کے مصداق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ) یقین کے ساتھ یہ بات فرماتے تھے کہ اس سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم تک نہیں پہنچ سکا:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه. ①

انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح پر مکمل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ حالانکہ یہ مسلک کوئی حنفی نہیں بلکہ شافعی ہیں، اور کتاب کے نام میں بھی آپ کے اسم گرامی کے ساتھ امام اعظم کا لقب ذکر کیا، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس مکمل ترجمہ میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نہیں ہے۔

۱۹.... علامہ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مفصل کئی صفحات میں آپ کا دفاع کیا ہے، اور آپ پر کئے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے، آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں نور ہوگا وہ کبھی بھی اس بات کی جرات نہیں کرے گا کہ وہ ائمہ کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرے:

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ نُورٌ لَا يَتَجَرَّأُ أَنْ يَذْكَرَ أَحَدًا مِنَ الْأَئِمَّةِ بِسُوءٍ.

آپ فرماتے ہیں کہ ائمہ زمین میں اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں ستارے:

إِذِ الْأَيْمَّةُ كَالنُّجُومِ فِي السَّمَاءِ.

نیز آپ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہے، خصوصاً امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو، کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان پر اعتراض کرے اس لئے کہ وہ تمام ائمہ میں جلیل القدر ہیں، اور ان کا مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اور ان کی سند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہے، آپ اکابر تابعین کے افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں:

لا سيما الإمام أبو حنيفة فلا ينبغي لأحد الاعتراض عليه، لكونه من أجل الأئمة، وأقدمهم تدوينا للمذهب، وأقربهم سندا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومشاهد الفعل أكابر التابعين من الأئمة رضي الله عنهم اجمعين. ①

نیز علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ”الميزان الكبرى“ میں کئی فصلیں قائم کی ہیں اور امام صاحب پر کئے گئے مطاعن کے مفصل جوابات دیئے ہیں، آپ نے جو سب سے پہلی فصل قائم کی ہے اس کا عنوان یہ ہے ”الفصل الأول في شهادة الأئمة له بغزارة العلم وبيان أن جميع أقواله وأفعاله وعقائده مشيدة بالكتاب والسنة“ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مذاہب کے ادلہ پر اپنی کتاب تالیف کر رہا تھا تو میں نے خوب غور و خوض اور تتبع سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب کے اقوال کو دیکھا، میں نے نہیں پایا آپ کے اقوال کو اور نہ ہی آپ کے تبعین کے اقوال کو مگر یہ کہ ان کے پاس اپنے قول پر دلیل موجود ہوتی تھی، قرآنی آیت کی صورت میں، یا حدیث کی

صورت میں، یا اثر یا ایسی ضعیف حدیث جس کے کثرت طرق موجود ہوں یا قیاس صحیح جو اصل صحیح پر مبنی ہو اس کی صورت میں دلیل موجود ہوتی تھی، پس جو ان دلائل پر مطلع ہونا چاہے تو اسے چاہئے کہ میری مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے:

وقد تتبعت بحمد الله أقواله وأقوال أصحابه لما ألفت كتاب أدلة المذاهب فلم أجد قولاً من أقواله أو أقوال أتباعه إلا وهو مستند إلى آية أو حديث أو أثر أو إلى مفهوم ذلك أو حديث ضعيف كثر طرقه أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح فمن أراد الوقوف على ذلك فليطالع كتابي المذكور. ①

نیز اس فصل کے آخر میں فرماتے ہیں کہ ائمہ کرام اور ان کے متبوعین کے بارے میں اپنی زبانوں کو بند رکھو یہ سب صراط مستقیم پر گامزن تھے:

فاعلم ذلك واحفظ لسانك مع الأئمة وأتباعهم فانهم على هدى مستقيم. ②

پھر دوسری فصل قائم کی جس کا عنوان یہ ہے ”فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقديم القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم“.

اس فصل میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے تھے، اور خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی نقل کیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ ہم پر افتراء باندھا گیا ہے، ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص

① الميزان الكبرى: الفصل الأول، ج ۱ ص ۶۳ ② الميزان الكبرى: الفصل الأول،

کے ہوتے ہوئے بھی قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں نص موجود نہ ہو، نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی ضرورت نہیں:

كذب والله! افتري علينا من يقول عنا إننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعد النص إلى القياس.

پھر آگے تیسری فصل قائم کی ہے جس کا عنوان یہ ہے ”فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالباً“ اس کے تحت انہوں نے تفصیلاً نقل کیا کہ میں نے ائمہ حنفیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا میں نے ان کے دلائل کو ہر جگہ قوی پایا۔ اور میں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد ان کے اقوال و دلائل کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا ”المنتهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين“۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل اور مدلل دفاع کیا ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان مباحث کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔ یاد رہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک معتدل مزاج امام کی شہادت ہے۔

۲۰..... علامہ ابن العماد حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) ”سنة خمسين ومائة“ کے تحت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مفصل تذکرہ کیا، آپ کی ذہانت اور تبحر علمی کے چند واقعات بھی نقل کئے، لیکن کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے۔ ①

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں، اور مذکورہ بالا میں اکابر اہل تصانیف جن کا اوپر تذکرہ ہوا کسی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، اگر کتاب کی طوالت اور قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا خیال نہ ہوتا تو بندہ بفضل اللہ تعالیٰ مزید بیس حوالے اور بھی نقل کر سکتا تھا، لیکن ”خیر

الكلام ماقل و دل“

صحاب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی

جرح نہیں

صحاب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی ہے، بلکہ ان تمام کبار محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب اور آپ کے متعلق کبار اہل علم کے توثیقی اقوال اور آپ کی رفعت شان سے متعلق مدحیہ اقوال نقل کئے ہیں، آپ کے ترجمے کو ہر ایک نے بسط کے ساتھ لکھا، اور آپ کی گراں قدر علمی، فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

۱..... امام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی مزنی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا، اور ان کے متعلق فرمایا کہ علم لغت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں مہارت حاصل کی، پھر علم صرف اور علم ادب میں کمال پیدا کیا، اسماء الرجال میں تو آپ کا جواب نہیں تھا، اور نہ اس فن میں آنکھوں نے آپ جیسا کوئی دوسرا آدمی دیکھا:

ونظر في اللغة ومهر فيها وفي التصريف وقرأ العربية، وأما معرفة

الرجال فهو حامل لوائها والقائم بأعبائها لم تر العيون مثله. ①

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے رجال حدیث پر ”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ کے نام سے پینتیس (۳۵) جلدوں میں کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ انتیس نمبر جلد میں نقل کیا ہے، اور صفحہ نمبر ۴۱۷ سے ۴۲۵ تک،

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ المزنی جمال الدین أبو الحجاج یوسف بن الزکی،

تقریباً اٹھائیس صفحات میں آپ کے مبسوط حالات، آپ کے اساتذہ و تلامذہ کا تذکرہ، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے تقویٰ و طہارت، اخلاص و للہیت، عبادت گزارگی و شب بیداری، نیز فقہت میں آپ کی جلالت شان کے متعلق بھی ماہرین فن کی آراء نقل کیں ہیں، لیکن ان اٹھائیس صفحات میں ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافع المسلك اور فن رجال کے ماہر شہسوار کی آپ کے متعلق شہادت ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی توثیق میں فن اسماء الرجال کے ماہرین محدثین کی آراء صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیں ہیں، امام الجرح والتعديل حافظ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں، آپ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ کو حفظ ہوتی تھی، جو حدیث آپ کو حفظ نہ ہو آپ اسے بیان نہیں کرتے تھے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَّةً لَا يَحْدُثُ بِالْحَدِيثِ إِلَّا بِمَا يَحْفَظُهُ وَلَا يَحْدُثُ بِمَا

لَا يَحْفَظُ. ①

یہی امام ابن معین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث میں ثقہ ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَّةً فِي الْحَدِيثِ. ②

نیز امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے نزدیک اہل صدق میں سے ہیں، اور آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی، ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عہدہ قضاء قبول کرنے کے لئے زد و کوب بھی کیا، لیکن آپ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کیا:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ عِنْدَنَا مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ، وَلَمْ يَتَّهَمْ بِالْكَذْبِ، وَلَقَدْ ضَرَبَهُ

ابن هبيرة عَلَى الْقَضَاءِ فَأَبَى أَنْ يَكُونَ قَاضِيًا. ③

① تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ترجمۃ: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۳

② تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ترجمۃ: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۳

③ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ترجمۃ: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۳

ان تینوں اقوال کو امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا ہے، اور آپ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ ہم جس بات کو صیغہ جزم کے ساتھ نقل کریں تو اس کے قائل اور محکی عنہ کے درمیان سند ہمارے علم کے مطابق بالکل درست ہے، یعنی فنی اعتبار سے وہ بات بالکل درست ہے، اور ہم بھی اس کی صحت کے قائل ہیں اسی وجہ سے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا، البتہ اگر ہم صیغہ تمریض کے ساتھ نقل کریں تو اس بات میں نظر ہے:

وما لم نذكر إسنادہ فیما بیننا و بین قائلہ: فما كان من ذلك بصیغۃ الجزم، فهو مما لا نعلم بإسنادہ عن قائلہ المحکی ذلك عنہ بأسأ، وما كان منه بصیغۃ التمریض، فربما كان فی إسنادہ إلی قائلہ ذلك نظر. ❶

اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے صیغہ جزم کے ساتھ اور الفاظ ثقاہت میں سے بھی ”ثقة“ کے صریح اور واضح لفظ سے ثابت ہے۔
۲..... امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۷۴۸ھ) فن اسما الرجال کے مسلم امام، جن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

انہوں نے امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ کا اختصار کیا ”تہذیب تہذیب الکمال“ کے نام سے، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے مکتبہ میں موجود ہے، اور اب یہ کتاب الحمد للہ چھپ چکی ہے، اس کتاب میں آپ کا ترجمہ آٹھ (۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے پندرہ (۱۵) اساتذہ اور اٹھارہ (۱۸) تلامذہ کے اسما نقل

کئے، اور آپ کی توثیق و توصیف میں اکابر اہل علم کی تصریحات نقل کیں، اور ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، آخر میں فرماتے ہیں:

قلت: قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئاً يلزم منه

التضعيف. ①

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں ہمارے شیخ ابو الحجاج مزنی نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نقل نہیں کی جس سے آپ کا ضعف ثابت ہو۔

نیز امام ذہبی رضي الله عنه نے اپنی مشہور تصنیف ’تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام‘ جو دارالکتب العربی سے باون (۵۲) جلدوں میں چھپی ہے، اس کتاب کی نویں جلد میں ’سنة خمسين ومائة‘ کے تحت امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا (۹) صفحات میں مبسوط ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں ایک لفظ بھی جرح پر مشتمل نہیں ہے بلکہ آپ کی توثیق و توصیف میں متعدد کبار اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ①

اسی طرح امام ذہبی رضي الله عنه نے اپنی کتاب ’سير أعلام النبلاء‘ میں پندرہ (۱۵) صفحات میں امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا ترجمہ لکھا ہے، لیکن اس میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں امام صاحب پر جرح ہو، پورا مبسوط ترجمہ امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے مناقب پر مشتمل ہے، دیکھئے تفصیلاً: ②

اسی طرح امام ذہبی رضي الله عنه نے آپ کا تذکرہ متعدد کتب میں کیا مثلاً ’تذكرة الحفاظ، العبر في تاريخ من غير، المعين في طبقات المحدثين، ذکر من يعتمد قوله

① تذهيب تهذيب الكمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۲۱۸ تا ۲۲۶

② تاريخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، ج ۹ ص ۳۰۵ تا ۳۱۴

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۰۵ تا ۳۰۹

في الجرح والتعديل، مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، دول الإسلام “ان تمام کتابوں میں امام صاحب کے متعلق کوئی جملہ جرح کا موجود نہیں، بلکہ ان تمام میں آپ کے مناقب اور آپ کی توثیق و توصیف میں گراں قدر محدثین و فقہاء کی آراء ہیں۔

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے صحاح ستہ کے رجال پر ”الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة“، لکھی اس کتاب میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی سیرت پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس ترجمہ میں امام صاحب پر کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے: ①

امام ذہبی رضی اللہ عنہ کی تصانیف میں صرف ”میزان الاعتدال في نقد الرجال“ میں امام صاحب پر جرح نقل ہے حالانکہ وہ جرح امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے نہیں کی بلکہ متعصبین نے اس جرح کو اپنی طرف سے اس کتاب میں شامل کیا ہے، قدیم نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں ہے، امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ میں اپنی اس کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، اہل اسلام میں ان کی جلالت شان اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت و احترام کی وجہ سے، پھر آپ نے سب سے پہلے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نام ذکر کیا:

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. ②

اب یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ جرح اس کتاب میں کس نے داخل کی؟ اور متعدد علماء کی تصریحات کہ یہ جرح اس کتاب میں متعصبین نے داخل کی، اس کتاب کے آخر میں اس عنوان

کے تحت دیکھیں ”میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابوحنیفہ پر جرح اور اس کا جواب“

۳..... امام محمد بن حسن بن حمزہ المعروف ابوالمحاسن حسینی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۵ھ) کی تصنیف ”التذکرۃ بمعرفة رجال الکتب العشرة“ اس کتاب میں آپ نے صحاح ستہ اور مسند ابی حنیفہ، موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، ان دس کتابوں کے رجال کے حالات لکھیں، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں رقم ۱۲۳ کے تحت موجود ہے، اب الحمد للہ یہ کتاب چھپ چکی ہے، اس میں علامہ حسینی رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نو (۹) اساتذہ اور آٹھ (۸) تلامذہ کا ذکر کیا ہے، پھر آپ کے متعلق اکابر اہل علم کے توصیفی اور توثیقی اقوال نقل کیے، علامہ حسینی رضی اللہ عنہ نے اپنی اس تصنیف میں امام صاحب کے ترجمے میں آپ کے متعلق جرح کا کوئی قول نقل نہیں کیا، اور آپ کی توثیق میں امام یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ کے وہ اقوال نقل کئے جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا۔ ①

۴..... امام برہان الدین ابو الفضل ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی حلبی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۳۱ھ) نے صحاح ستہ کے رجال پر ”نہایۃ السؤل فی رجال الستة الأصول“ لکھی ان کے تفصیلی حالات ”لحظ الألفاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ“ ج ۱ ص ۲۰۱ تا ۲۰۶ میں ملاحظہ فرمائیں، انہوں نے ان کی اس تصنیف کا نام ”غایۃ السؤل فی رجال الستة الأصول“ ذکر کیا ہے، یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے، اس کتاب کے مخطوطے کا عکس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رضی اللہ عنہ نے اس کتاب سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا موجود نہیں ہے۔ ②

① التذکرۃ بمعرفة رجال الکتب العشرة: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، رقم الترجمة: ۷۱۱۸ ② مکانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: ص ۱۰۰، ۱۰۱

۵.... شیخ الاسلام حافظ الدین شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”تہذیب التہذیب“ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عمدہ ترجمہ لکھا، اور ایک قول بھی ایسا نقل نہیں کیا جس میں ادنیٰ اشارہ بھی آپ کے ضعف کی طرف ہو، بلکہ آپ کی توثیق میں امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ کے اقوال نقل کئے:

سمعت ابن معین يقول كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ. عن ابن معين كان أبو حنيفة ثقة في

الحديث. ①

حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فن جرح و تعدیل میں بھی دسترس حاصل تھی، اسی وجہ سے جابر جعفی کے متعلق آپ کی جرح اور امام عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کا توثیقی قول بھی نقل کیا:

ما رأيت أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح.

اور آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، اور جنت الفردوس میں انہیں جگہ عطاء فرمائے:

مناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس.

بندہ نے آپ کے سامنے امام مزنی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہم کے حوالے سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب نقل کئے، اور تینوں حضرات نے امام صاحب کے ترجمے میں آپ پر کوئی جرح نقل نہیں کی، علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محدثین رجال حدیث اور دیگر فنون حدیث میں اس وقت چار حفاظ حدیث کے عیال ہیں، امام مزنی، امام ذہبی، علامہ عراقی، حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہم:

وَالَّذِي أَقُولُهُ إِنَّ الْمُحَدِّثِينَ عِيَالُ الْآنَ فِي الرِّجَالِ وَغَيْرَهَا مِنْ فَنُونِ
 الْحَدِيثِ عَلَى أَرْبَعَةِ الْمَزْيِ وَالذَّهَبِيِّ وَالْعِرَاقِيِّ وَابْنِ حَجْرٍ. ①
 ۶..... امام احمد بن عبد اللہ خزرجی انصاریؒ (متوفی ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب
 ”خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال“ یہ کتاب امام ذہبیؒ کی
 ”تذهيب تهذيب الكمال“ کا بہترین خلاصہ ہے، یہ کتاب بھی صحاح ستہ کے
 رجال پر لکھی گئی ہے، انہوں نے نہایت اختصار کے ساتھ راویان حدیث کے حالات نقل
 کئے ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے ترجمہ میں آپ کے متعلق محدثین کے توصیفی اقوال نقل کئے،
 اور کوئی جرح نقل نہیں کی بلکہ آپ کے متعلق فرمایا کہ امام یحییٰ بن معینؒ نے آپ کی
 توثیق کی ہے:

وَتَقَّهٖ ابْنُ مَعِينٍ. ②

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں امام ابوحنیفہؒ پر کوئی
 جرح نہیں بلکہ سب نے آپ کے مناقب اور توثیق و توصیف نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات

امام ابوحنیفہ اور ابن ابی شیبہؒ

حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہؒ (متوفی ۲۳۵ھ) آپ نے مصنف ابن
 ابی شیبہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، جس کے متعلق ملا چلیبیؒ (متوفی ۱۰۶۷ھ)
 فرماتے ہیں یہ مصنف بڑی عمدہ کتاب ہے، جن میں فتاویٰ تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث

① طبقات الحفاظ: ترجمة: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي،

ص ۵۲۲، رقم الترجمة: ۱۱۴۴

② خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۴۰۲

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو محدثین کے طریقہ پر اسانید کے ساتھ جمع کیا ہے، اور ترتیب فقہی پر اس کی کتب و ابواب کو مرتب کیا ہے:

وہو: کتاب کبیر جدا، جمع فیہ فتاوی التابعین، وأقوال الصحابة، وأحادیث الرسول علی طريقة المحدثین بالأسانید مرتبا علی الكتب والأبواب علی ترتیب الفقہ. ①

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ناقدین میں شامل ہیں مگر ان کی تنقید بعض فقہی مسائل تک محدود ہے، آپ نے اس کتاب میں مستقل ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

کتاب الرد علی ابي حنيفة هذا ما خالف به أبو حنيفة الأثر الذي جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اس عنوان کے تحت انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے (۱۲۵) مسائل میں احادیث و آثار کی مخالفت کی ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے اپنی کتاب ”النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابي حنيفة“ کے آغاز میں ان اعتراضات کے متعلق فرماتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان (۱۲۵) اعتراضات میں سے نصف وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی آثار و احادیث موجود ہیں لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے، باقی نصف کے پانچ حصوں میں سے پہلا حصہ وہ ہے جس میں امام صاحب نے کسی خبر واحد کو کتاب اللہ کی وجہ سے چھوڑا ہے، دوسرے حصے میں خبر مشہور کی وجہ سے کم درجے کی حدیث پر عمل نہیں کیا، اور تیسرے حصے میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے

فرق کی وجہ سے الگ راہ اختیار کی ہے، چوتھے حصے میں مولف نے حنفی مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر اعتراض کیا ہے، اور پانچویں حصے میں جو بارہ تیرہ مسائل پر مشتمل ہیں علی سبیل التزل یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک (۰۰۰۰۰۰) ہے، گویا ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) مسائل میں ایک مسئلہ ہے اور یہ کون کہتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے؟ ❶

علامہ زاہد الکوثریؒ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ایک اعتراض کا بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا، کتاب کا تحقیقی معیار نہایت بلند ہے، تحقیق و تدقیق کا ایک گنجینہ ہے بنظر انصاف اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔

امام ابن ابی شیبہؒ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں امام ابن ابی شیبہؒ کے ان اعتراضات کے جوابات میں بہت سے اہل علم نے کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱... الدر المنیفة فی الرد علی ابن ابی شیبہ فی ما آوردہ علی ابی حنیفة.

(علامہ عبدالقادر قرشیؒ متوفی ۷۷۵ھ)

۲... الأجوبة المنیفة عن اعتراضات ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفة.

(علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ متوفی ۸۷۹ھ)

۳... النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفة.

(علامہ زاہد الکوثریؒ متوفی ۱۳۷۱ھ)

۴... علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعیؒ (متوفی ۹۴۲ھ) ”صاحب

سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ نے ”عقود الجمان فی مناقب الإمام ابي حنیفة النعمان“ میں لکھا ہے کہ خود انہوں نے بھی ابن ابی شیبہ کے رد میں ایک مستقل تالیف شروع کی تھی اور دس حدیثوں تک جوابات بھی لکھ لئے تھے مگر بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ جس پیمانہ پر انہوں نے جواب لکھنا شروع کیا ہے وہ دو جلدوں میں آئے گا تو قلم روک لیا کیونکہ اس زمانے میں یہ سبل الہدی کی تکمیل میں مصروف تھے۔

۵..... ملاچلی رضی اللہ عنہ نے ایک اور تصنیف کا بھی ذکر کیا جس کا نام ”الرد علی من رد

علی ابي حنیفة“ ہے:

الرد علی من رد علی ابي حنیفة وافتخر به، وجعله بابا فی کتابه وهو الحافظ: أبو بکر بن ابي شیبة فشرع الراد فی تحریر مسائله أو لامع أدلته، ثم تقریر أصل المسألة مع أجوبته فی مختصر أوله: الحمد لله الذي هدانا إلى الصراط المستقیم... الخ. ①

مولانا احمد حسن سنہلی رضی اللہ عنہ کی یہ کتاب مکتبہ فاروقیہ ہند سے شائع ہو چکی ہے۔

۶..... مکانہ الإمام ابي حنیفة بین المحدثین، علامہ محمد بن قاسم حارثی کی ہے انہوں نے نہایت تفصیل و تحقیق کے ساتھ مکمل (۱۲۵) اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ابتداء میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات، آپ کے شیوخ و تلامذہ، علم حدیث میں آپ کا مقام، حدیث ضعیف کے متعلق امام صاحب کا موقف، حدیث مرسل کے متعلق ائمہ احناف کی آراء، اپنے موضوع سے متعلق نہایت عمدہ کتاب ہے۔

نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ اور ان کی تنقید

امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نعیم بن حماد رضی اللہ عنہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت

سفيان ثوري رضي الله عنه کو جب امام ابوحنيفه رضي الله عنه کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے:

الحمد لله كان ينقض الإسلام عروة عروة ما ولد في الإسلام أشأم منه. ①
الحمد لله کہ وہ مر گیا وہ تو اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک حلقہ کر کے توڑتا تھا، اسلام
میں اس سے بڑا بد بخت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

جواب: امام صاحب رضي الله عنه کی مدح میں حضرت سفيان ثوري رضي الله عنه سے بہت سے
اقوال منقول ہیں جن کا ذکر ماقبل میں تفصیلاً ہوا ہے۔

حضرت سفيان ثوري رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابوحنيفه رضي الله عنه کی مخالفت کرے
وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ ان سے اونچے درجے کا ہو اور ان سے زیادہ علم والا ہو لیکن اس
کا پایا جانا مستبعد ہے:

سمعت سفيان الثوري يقول: إن الذي يخالف أبا حنيفة يحتاج أن

يكون أعلى منه قدراً وأوفر علماً وبعيد ما يوجد ذلك. ②

محمد بن بشر رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ میں سفيان ثوري اور امام ابوحنيفه رضي الله عنه کے پاس
آتا جاتا تھا، جب امام ابوحنيفه رضي الله عنه کے پاس آتا ہے تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں
عرض کرتا کہ سفيان ثوري کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر
علقمہ اور اسود رضي الله عنه آجائیں تو ان کے علم کا محتاج ہوتے، پھر میں سفيان ثوري رضي الله عنه کے پاس
آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا امام ابوحنيفه رضي الله عنه کے پاس سے، تو وہ
فرماتے بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو۔

حدثني محمد بن بشر قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفيان

① الضعفاء الصغير: باب النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۱۳۲

② عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۰

فأتى أبا حنيفة فيقول لى من أين جئت؟ فأقول من عند سفیان. فيقول لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فأتى سفیان فيقول لى من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة، فيقول: لقد جئت من عند أئمة أهل الأرض. ❶

اندازہ کیجئے یہ وہی سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرما رہے ہیں کہ روئے زمین کے سب بڑے فقیہ ہیں، وہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں؟ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں آپ سے اس غلط فہمی کی بناء پر کچھ تکدر تھا کہ آپ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر حضرت سفیان ثوری، امام مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم امام صاحب کے پاس آئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی، جس میں امام صاحب نے اپنے مذہب پر دلائل پیش کیئے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے، تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحب کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور ان سے کہا:

أنت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقيعتنا فيك بغير علم. ❷
سفیان ثوری رضی اللہ عنہ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! علم کے اخذ میں سخت مستعد اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایہ صحت کو پہنچ چکی ہو، نسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور آخری فعل رسول مقبول کے متلاشی رہتے تھے، حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک پکڑتے تھے، اور اسی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے تھے، قوم

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قبل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

❷ الميزان الكبرى: فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدم

القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۶۵، ۶۶

نے آپ پر بے جا طعن و تشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی، جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے:

كان والله شديد الأخذ للعلم، ذابا عن المحارم، متبعا لأهل بلدہ، لا يستحل أن يأخذ إلا ما صح، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شديد المعرفة بناسخ الحديث ومنسوخه، وكان يطلب أحاديث الثقات والأخذ من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما أدرك عليه علماء أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به وجعله دينه، وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى عنه. ①

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت، ثقاہت، فقاہت، اجتہاد اور تبحر فی الحدیث ہونے کے قائل تھے۔ اب رہی یہ بات کہ نعیم بن حماد نے جو جرح نقل کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو تقویت سنت کیلئے جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی توہین میں جھوٹے قصے گھڑ کر پیش کرتا تھا، اور یہ بات بھی اس نے اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر دی۔

علامہ ابن عدی رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۶۵ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي

حنيفة مزورة كذب. ②

علامہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

① الخيرات الحسان: الفصل الثالث عشر، ثناء الأئمة عليه، ص ۳۵، ۳۶، ② الكامل في

ضعفاء الرجال: ترجمة: نعیم بن حماد المروزی، رقم: ۱۹۵۹، ج ۸ ص ۲۵۱

كان يضع الحديث في تقوية السنة و حكايات عن العلماء في ثلب أبي

حنيفة مزورة كذب. ①

علامه ابن جوزي رضي الله عنه (متوفى ۵۹۷ هـ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة و حكايات مزورة في ثلب أبي

حنيفة كلها كذب. ②

علامه ابوالحجاج مزي رضي الله عنه (متوفى ۷۴۲ هـ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة و حكايات عن العلماء في ثلب أبي

حنيفة كذب. ③

علامه شمس الدين ذهبی رضي الله عنه (متوفى ۷۴۸ هـ) فرماتے ہیں:

كان نعيم ممن يضع الحديث في تقوية السنة و حكايات مزورة في

ثلب النعمان كلها كذب. ④

حافظ ابن حجر عسقلاني رضي الله عنه (متوفى ۸۵۲ هـ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة و حكايات في ثلب أبي حنيفة كلها

كذب. ⑤

ان تمام ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نعيم بن حماد کو امام صاحب رضي الله عنه

① تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: نعيم بن حماد بن معاوية المروزي، رقم: ۷۹۰۹،

ج ۲۲ ص ۱۶۸ ② الضعفاء والمتروكون: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد،

رقم: ۱۹۰۲، ج ۲۲ ص ۱۶۳ ③ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: باب النون،

ترجمة: نعيم بن حماد بن معاوية، ج ۲۹ ص ۴۷۶ ④ ميزان الاعتدال في نقد

الرجال: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج ۴ ص ۲۶۹

⑤ تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمة: نعيم بن حماد، ج ۱۰ ص ۴۶۳

سے بہت تعصب تھا جس کی بناء پر وہ جھوٹی باتیں اور قصے گھڑ کر امام صاحبؒ کی طرف منسوب کرتا تھا۔

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے پاس بیس احادیث ایسی تھیں جن کی کوئی اصل نہیں تھی:

قال أبو داود: كان عند نعیم بن حماد نحو عشرين حديثاً عن النبي،

ليس لها أصل. ①

اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کے متعلق اچھی خاصی جرح موجود ہے، اہل علم حضرات اصل کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہؒ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدینؒ جیسے ناقد الرجال ”امام اعظم“ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیرؒ ”البدایة والنہایة“ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں:

أحد أئمة الإسلام والسادة الأعلام وأحد الأركان العلماء وأحد الأئمة

الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة. ②

امام بخاریؒ جو امام صاحب سے کچھ نالاں ہیں اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ انہوں نے نعیم بن حماد کی شاگردی اختیار کی، اور یہ شخص امام صاحب کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑتا تھا، یہی بات سبب بنی امام بخاریؒ کے امام صاحب سے انحراف کی۔

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

① میزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲،

ج ۳ ص ۲۶۸ ② تاریخ اہل حدیث، ص: ۶۳

صحاب البخاری ایضا نعیم بن حماد الذی اتهمه الدولابی بوضع
حکایات فی مثالب ابي حنیفة کلها زور كما جاء ذكره فی التهذیب
والمیزان فلعل ذلك هو منشأ انحراف البخاری عن الإمام ابي حنیفة. ①
یاد رہے کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں اس قدر صحت کا
التزام نہیں کیا ہے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں:
اور یہ بھی یاد رہے کہ بخاری نے اپنی صحیح کی طرح دیگر کتب میں صحت کا التزام نہیں
کیا۔ ②

امام نسائی رضی اللہ عنہ کی جرح اور اس کا جواب

امام نسائی رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں قوی نہیں ہیں:

النعمان بن ثابت أبو حنیفة. قال النسائي ليس بالقوى في الحديث. ③

جواب: ۱..... امام نسائی رضی اللہ عنہ سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشیق ہیں جن پر حافظ

عبدالغنی اور امام دارقطنی رضی اللہ عنہما نے جرح کی ہے:

الحسن بن رشيق تكلم فيه عبد الغني الحافظ وأنكر عليه الدارقطني

أنه كان يقبل ممن يقول له فيغير كتابه. ④

۲..... جرح کے باب میں امام نسائی رضی اللہ عنہ خاصے متشدد ہیں اور جارجین متشددین کے

بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ ان کی جرح قبول نہیں جب تک کسی منصف و معتبر امام سے اس کی

① قواعد في علوم الحديث: سبب انحراف البخاري عن ابي حنیفة، ص: ۳۸۰

② تاریخ اہل حدیث، ص: ۶۱، الضعفاء والمتروکون: باب النون، ترجمہ: نعمان بن

ثابت، رقم: ۵۸۶، الضعفاء والمتروکون: حرف الحاء، ترجمہ: الحسن بن

رشیق، رقم: ۸۱۹، ص: ۲۵۲/میزان الاعتدال: حرف الحاء، ترجمہ: الحسن

رشیق، ج ۱ ص ۲۹۵، رقم: ۱۸۲۷

تصدیق موجود نہ ہو۔

جارج اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے جب تک کہ کوئی مُنصف اور مُعتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے۔ جارجین میں متعنتین اور متشددین جیسے امام ابو حاتم، امام نسائی، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید القطان، ابن حبان وغیرہم رضی اللہ عنہم یہ حضرات جرح میں خاصے متعنت ہیں، اسلئے محض انہی کی جرح اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کوئی معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

أن يكون الجارح من المتعنتين المشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوي بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبرة وجرحه لا يعتبر ما لم يوافق غيرهم ممن ينصف ويعتبر فن المتعنتين المشددين: أبو حاتم والنسائي وابن معين ويحيى بن سعيد القطان وابن حبان وغيرهم فإنهم معروفون بالإسراف في الجرح والتعنت فيه. ①

۳..... امام نسائی رضی اللہ عنہ نے تو صحیح بخاری کے روایات جن سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے

روایات نقل کیں ہیں بوجہ تشدد و تعنت کے ان کی بھی تضعیف کی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الحسن بن الصباح البزار تعنت فيه النسائي.

حبيب المعلم متفق على توثيقه لكن تعنت فيه النسائي. ②

① قواعد في علوم الحديث: لا يوخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من الأئمة،

ص ۱۷۸، ۱۷۹ ② فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء

من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۳۶۱

اندازہ کیجئے کہ حبیب المعلم وہ راوی ہیں جن کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بھی کلام کیا ہے۔

۴..... محمد بن بکر البرسانی لینہ النسائي بلا حجة.

۵..... هذبة بن خالد ضعفه النسائي بلا حجة. ①

فن اسماء الرجال کے ماہر حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ میں تعنت ہے، نیز رجال کی تضعیف بغیر کسی دلیل کے کر رہے ہیں، یہ چاروں راوی ایسے ثقہ ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے روایت نقل کی ہے لیکن امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بوجہ تعنت و تشدد کے ان کی تضعیف کر دی ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حارث بن عبد اللہ الاغور اُمم دانی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

والنسائي مع تعنته في الرجال قد احتج به. ②

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کے سلسلہ میں تعنت کے باوجود ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ فیصلہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ شافعی المسلک حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جو غیر مقلدین کے ہاں بھی مسلم امام ہیں۔

۶..... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں کیوں ضعیف ہیں؟ وجہ ضعف امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل نہیں کی، جیسا کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کے روایات کی تضعیف کی تھی بغیر کسی دلیل کے۔

شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جرح کو قبول نہیں

① فتح الباری شرح صحيح البخارى: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من

رجال، ج ۱ ص ۶۲۳

② تهذيب التهذيب: باب الحاء، ترجمة: حارث بن عبد الله الأغور، ج ۲ ص ۱۳۷

کیا جائے گا مگر یہ کہ مفسر ہو:

لا يقبل الجرح إلا مفسرا. ❶

اکثر فقہاء کرام، ائمہ احناف، محدثین کرام رضی اللہ عنہم جن میں امام بخاری و مسلم رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سو دکھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی:

أكثر الفقهاء ومنهم الحنفية و أكثر المحدثين ومنهم البخاري و مسلم لا يقبل الجرح إلا مبينا سبه كأن يقول الجارح فلان شارب خمر أو

أكل ربا. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فیصلہ فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین، اصحاب سنن اربعہ، ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفية و أكثر المحدثين منهم الشيخان و اصحاب السنن الأربعة، و انه مذهب الجمهور، وهو القول المنصور. ❸

۷..... ممکن ہے کہ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے پہلے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو غیر قوی خیال کیا ہو مگر بعد تتبع و تحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ثقہ ہیں تو اپنے پہلے خیالات سے رجوع کر لیا ہو، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ امام نسائی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

❶ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمة: باب بيان أن الاسناد من الدين، ج ۱ ص ۹۱ ❷ التفسير والتحرير: الباب الثالث، مسألة: لا يقبل الجرح إلا مبينا سبه، ج ۲ ص ۲۵۸ ❸ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لا يقبل منهما، ص ۱۰۵

سے روایت نقل کی ہے:

حدثنا علي بن حجر ثنا عيسى هو ابن يونس عن النعمان يعني أبا حنيفة

عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس قال ليس علي من أتى بهيمة حد. ①

یہ روایت ابن السنی رحمۃ اللہ علیہ کی اختصار میں نہیں ہے لیکن ابن الاحرر، ابوعلی سیوطی اور

مغاریہ کے نسخوں میں موجود ہے۔

۸..... امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی جب مصر میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو وہاں امام

طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے مذاکرہ ہوا، اور اصل حقائق کے معلوم ہونے کے بعد اپنے سابقہ اقوال سے

رجوع کر لیا۔

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قلت: فلعله رجع عما قاله في حق الإمام ولعل ذلك حينما لقي بمصر

الطحاوي وجالسه. ②

۹..... علامہ صفی الدین خزر جی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی بعد ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب میں ہر راوی

کے نام کے ساتھ اپنی مخصوص علامات کا ذکر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی

سے فلاں فلاں کتاب میں روایت مروی ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ

اگر میں حرف ”ز“ کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد یہ ہے کہ بخاری کی جزء القراءة، اور اگر

لفظ ”تم“ کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد شمال ترمذی اور حرف ”س“ علامت ہے سنن

النسائی کی، اسی طرح دیگر کتابوں کی بھی علامات انہوں نے ذکر کیں ہیں، تو اب بتلانا یہ

چاہتا ہوں کہ انہوں نے امام صاحب کے تذکرہ میں ان تین علامات کا ذکر کیا ہے، یعنی

① دیکھئے تفصیلاً: تہذیب التہذیب: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۵۱

② ماتمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۲۸

”ز، س، تم“ جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب جزء القراءة، سنن النسائی اور شمائل ترمذی کے راوی ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب امام نسائی کے نزدیک مجروح نہیں ہیں ورنہ وہ اپنی کتاب میں ان سے روایت نقل نہ کرتے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے روایت نقل کی ہے اسلئے تو بعد کے محدثین نے آپ کے نام کے ساتھ ”ز، س، ت“ کی علامت کا ذکر کیا:

(تم ز س) النعمان بن ثابت الفارسي أبو حنيفة إمام العراق و فقيه الأمة
عن عطاء و نافع و الأعرج و طائفة و عنه ابنه حماد و زفر و أبو يوسف
و محمد و جماعة و ثقه ابن معين و قال ابن المبارك: ما رأيت في الفقه مثل
أبي حنيفة و قال مكى أبو حنيفة: أعلم أهل زمانه و قال القطان: لا تكذب
الله ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة قال ابن المبارك: ما رأيت أروع
منه، مات سنة خمسين و مائة: ①

۱۰.... علامہ سید احمد رضا صاحب بخجوری رضي الله عنه فرماتے ہیں:

کتاب الضعفاء والمتر وکین امام نسائی رضي الله عنه کی مشہور کتاب ہے اس میں آپ نے بہت سے ثقہ آئمہ حدیث و فقہ کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے، کچھ تو امام نسائی رضي الله عنه کے مزاج میں تشدد بھی زیادہ تھا جس کی وجہ سے رواۃ حدیث پر کڑی نظر رکھتے ہیں، اور روایت حدیث کی شرائط ان کے یہاں امام بخاری رضي الله عنه سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اس کے ساتھ تعصب کا بھی رنگ موجود ہے، ان کی سخت مزاجی اور کڑی تنقید کی عادت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ان کی کتاب میں الحاقی عبارتوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ایسا مستبعد نہیں، کیونکہ ان کی سنن نسائی

① خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: حرف النون، ترجمة: النعمان

میں حسب تصریح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب سے روایت موجود تھی جو موجودہ مطبوعہ نسخوں میں اب نہیں۔ ●

امام ابن عدی کی رحمۃ اللہ علیہ جرح اور اس کا جواب

قال الشيخ: وإسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة ليس له من الروايات شيء ليس هو، ولا أبوه حماد، ولا جده أبو حنيفة من أهل الروايات، وثلاثتهم قد ذكرتهم في كتابي هذا في جملة الضعفاء. ①

جواب: ۱..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے اور ما قبل میں یہ بات باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، نیز یہاں سبب ضعف بیان نہیں کیا گیا ہے جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے۔

۲..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، چنانچہ صحیح کے بہت سے راویوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، صحیح بخاری کے راوی ہیں امام ابوسلیمان البصری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یحییٰ بن معین، امام نسائی اور امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یہ چوٹی کے علماء باوجودیکہ متشدد بھی ہیں لیکن یہ توثیق کرتے ہیں اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہے انکا تذکرہ اپنی کتاب ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں کیا ہے:

أبو سليمان البصري قال أحمد بن حنبل: ثقة ثقة ووثقه بن معين والنسائي

وأبو حاتم وبن سعد وغيرهم، وأما بن عدی فذكره في الضعفاء. ②

① انوار الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱ ص ۲۶۰ ② الکامل فی ضعف الرجال: ترجمۃ: اسماعیل

بن حماد بن أبي حنيفة كوفي، ج ۱ ص ۵۱۰ ③ فتح الباری شرح صحیح البخاری:

الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۳۳۳

۳..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی اپنی اس کتاب

میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

حالانکہ ان کے فضائل تو صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو حضرت

عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَقَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ

كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرْنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ

الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا

يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمَّ لَّهُ، قَدْ كَانَ بِهِ

بَيَاضٌ، فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ الدَّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهِ مِنْكُمْ

فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. ❷

علامہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن صالح المصری رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا،

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کرونگا جس پر

کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا:

لولا أنني شرطت في كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم،

لكنت أجل أحمد بن صالح أن أذكره. ❸

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن محمد بن سعید ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر اپنی اس

کتاب میں کیا اور جارحین کی جرح بھی نقل کی، پھر آخر میں خود فرماتے ہیں ان کے علم و فضل

❶ الکامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أويس القرني وهو أويس بن عامر، ج ۲

ص ۱۰۹ ❷ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس

القرني، رقم الحديث: ۲۵۴۲، ج ۳ ص ۱۹۶۸ ❸ الکامل فی ضعفاء الرجال:

ترجمة: أحمد بن صالح أبو جعفر المصري، ج ۱ ص ۳۰۲

وثقاہت کی وجہ سے کبھی ان کا ذکر نہ کرتا اگر میں نے یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کرونگا:

أني شرطت في أول كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم ولا أحابي، ولولا ذاك لم أذكره للذي كان فيه من الفضل والمعرفة. ❶

اسی طرح امام عبداللہ بن سلیمان بن الأشعثؒ کا تذکرہ بھی اپنی اسی کتاب میں کر کے آخر میں فرماتے ہیں:

لولا شرطنا أول في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته في كتابي أذكره. ❷

ان حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی بہت سے روای خود امام ابن عدیؒ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں صرف ان کا تذکرہ اس لئے کیا کہ کسی نے ان پر کلام کیا ہے اور انہوں نے شرط لگائی تھی کہ ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کرونگا اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، آخر ایسا کونسا شخص ہے جس پر کسی نے کلام نہ کیا ہو، امام بخاری، امام مالک، امام شافعی، امام ترمذیؒ وغیرہ جتنے بھی کبار ائمہ ہیں کوئی جرح سے بچ نہ سکا ہر ایک پر کچھ نہ کچھ ضرور کلام ہوا ہے پھر تو کوئی محفوظ نہیں رہا، قطع نظر اس سے کہ وہ کلام درست ہے یا نہیں۔

۴..... علامہ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں :

اس کتاب میں ان راویوں کا بھی ذکر ہے جن کی ثقاہت و جاہت ثابت ہے، صرف معمولی کمزوری کی بناء پر جرح کی گئی ہے، اگر ابن عدیؒ یا دوسرے مؤلفین کتب جرح نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی (ان کی ثقاہت کی وجہ سے) ہرگز ان کا ذکر نہ کرتا:

❶ الکامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن سعيد، ج ۱ ص ۳۳۸

❷ الکامل في ضعفاء الرجال: ترجمة: عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ج ۵ ص ۲۳۷

وفيه من تكلم فيه مع ثقته وجلالته بأدنى لين، وبأقل تجريح، فلولا أن ابن عدى أو غيره من مؤلفي كتب الجرح ذكروا ذلك الشخص لما ذكرته لثقتي. ❶

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن عدیؒ کی کتاب ”الکامل“ کا اصل موضوع ضعفاء ہیں اگرچہ انہوں نے انہیں بہت سے ثقات کا بھی ذکر کیا ہے:

فأصله وموضوعه في الضعفاء وفيه خلق كما قدمنا في الخطبة من الثقات. ❷

امام ذہبیؒ جعفر بن ایاسؒ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں، امام ابن عدیؒ نے کامل میں ان کا ذکر کر کے بہت برا کیا ہے:

جعفر بن إياس: أبو بشر الواسطي، أحد الثقات أورده ابن عدى في كامله فأساء. ❸

امام ذہبیؒ حمید بن ہلالؒ جو کہ تابعین میں سے ہیں اور ثقہ راوی ہیں، ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ ابن عدیؒ کی کامل میں ان کا تذکرہ ہے تو اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر کیا ورنہ یہ راوی قابل حجت ہے:

حميد بن هلال: من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدى مذکور فلهدا ذكرته وإلا فالرجل حجة. ❹

❶ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمه: ج ۱ ص ۲ ❷ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: فصل في النسوة المجهولات، ج ۲ ص ۶۱۶ ❸ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف الجيم، ترجمة: جعفر بن إياس، ج ۱ ص ۴۰۲ ❹ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف الحاء، ترجمة: حميد بن هلال، ج ۱ ص ۶۱۶

امام ذہبیؒ نے ”میزان الاعتدال في نقد الرجال“ میں کثرت کے ساتھ ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جو ثقہ ہیں لیکن اس کے باوجود ابن عدیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے، اگر ابن عدی کے نفس ذکر کرنے سے کوئی راوی ضعیف ہو جاتا ہے تو یہ تمام ثقہ راوی مجروح ہو جائیں گے، خصوصاً صحیحین کے رجال بھی نہیں بچ سکیں گے، معلوم ہوا کہ ابن عدیؒ نے ہر اس راوی کا ذکر کر دیا جس پر کسی نے کلام کیا قطع نظر کہ وہ کلام صحیح ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجرؒ کے استاد علامہ زین الدین عراقیؒ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام بن عدیؒ نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہو:

وابن عدی ولكنه ذكر في كتابه الكامل كل من تكلم فيه وإن كان ثقة. ❶
حافظ ابن حجرؒ کے تلمیذ رشید علامہ شمس الدین سخاویؒ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لیکن امام ابن عدیؒ نے اپنے کلام کو وسعت دے کر ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا اگرچہ وہ ثقہ ہو اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الکامل میں صرف ناقصین کا تذکرہ ہے:
ولكنه توسع لذكر كل من تكلم فيه وإن كان ثقة ولذا لا يحسن أن
يقال: الكامل للناقصين. ❷

ہم... امام ابن عدیؒ کی جب امام طحاویؒ سے ملاقات ہوئی تو ان کے تمام اشکالات رفع ہو گئے، اور امام صاحبؒ کے متعلق اپنی سابقہ باتوں سے رجوع کر لیا تھا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اسی کے کفارہ میں

❶ التبصرة والتذكرة ألفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۳

❷ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۴ ص ۳۲۸

انہوں نے ”مسند أبي حنيفة“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا، معلوم ہوا کہ امام طحاویؒ سے ملاقات کے بعد ان کے خیالات تبدیل ہو گئے تھے۔

محقق العصر علامہ زاہر الکوثریؒ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدی علی بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل برأبي جعفر الطحاوی وأخذ عنه تعنت حالته يسيرا حتى ألف مسندا في أحاديث أبي حنيفة.

یاد رہے کہ اس بات کو شیخ عبدالفتاحؒ نے علامہ زاہد الکوثریؒ کے حوالے سے حاشیہ میں نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ①

ملک معظم عیسیٰ بن عادلؒ نے امام ابن عدیؒ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے: ذکر ابن عدی صاحب کتاب الجرح والتعديل في مسند أبي حنيفة في صدر الكتاب في مناقب أبي حنيفة يأسناد له. ②

علامہ عبدالحی لکھنویؒ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم مردود ہوا کرتی ہے، لیکن ابن عدی کی جرح امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں قطعی اور یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت: قول ابن عدی إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب

الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعا في أبي حنيفة. ③

● الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان خطة ابن عدی في كتابه

الكامل، ص ۳۳۰، ۳۳۱ ④ السهم المصيب في الرد على الخطيب: ص ۱۰۵

⑤ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد ابن الإمام أبي

امام دارقطنیؒ کی جرح اور اس کا جواب

امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

ابن ابی عائشہؒ سے سوائے امام ابوحنیفہؒ اور حسن بن عمارہؒ کے کسی نے روایت نہیں کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں:

لم یسنده عن موسى بن أبي عائشة غير أبي حنيفة والحسن بن عمارة وهما ضعيفان. ①

۱..... یہ جرح مبہم ہے جب کہ کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے آپ کی تعدیل مفسر منقول ہے اور یہ بات ما قبل میں باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
علامہ عبدالحی لکھنویؒ (متوفی ۱۳۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة وكذا كلام غيره ممن ضعفه كالدارقطني وابن القطان كما حققه العيني في مواضع من البناية شرح الهداية وابن الهمام في فتح القدير وغيرهما من المحققين. ②

علامہ لکھنویؒ کے اس حوالہ سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ امام دارقطنیؒ کی جرح مبہم ہے، امام دارقطنیؒ نے وجہ ضعف بیان نہیں کی آخر امام صاحبؒ کیوں ضعیف ہیں؟

۲..... امام دارقطنیؒ متعصب تھے، شافعی مذہب میں ان کو غیر معمولی غلو تھا، اور اس

① سنن الدارقطني: كتاب الصلوة، باب ذكر قوله ﷺ: من كان له امام... الخ، رقم

الحدیث: ۱۲۳۳، ج ۲، ص ۱۰۷ ② الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة:

کے برعکس وہ حنفی مذہب سے سخت عناد رکھتے تھے اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے، علامہ ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

امام دارقطنیؒ نے ایک رسالہ تحریر کیا اور اس میں انہوں نے جہری نمازوں میں باواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق حدیثیں جمع کیں، لیکن جب ان سے ان حدیثوں کی صحت کے بارے میں پوچھا گیا تو امام دارقطنیؒ نے اعتراف کیا کہ جہر اُتسمیہ پڑھنے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسکے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایتیں ملتی ہیں:

لما صنف الدارقطني مصنفا في ذلك قيل له: هل في ذلك شيء صحيح؟ فقال: أما عن النبي فلا وأما عن الصحابة فمنه صحيح ومنه ضعيف. ①

اسی واقعے کو قدرے تفصیل کے ساتھ علامہ جمال الدین زیلیعیؒ (متوفی ۷۶۲ھ) نے نقل کیا ہے:

وقد حكى لنا مشايخنا أن الدارقطني لما ورد مصر سأله بعض أهلها تصنيف شيء في الجهر، فصنف فيه جزءاً، فأتاه بعض المالكية، فأقسم عليه أن يخبره بالصحيح من ذلك، فقال: كل ما روى عن النبي في الجهر فليس بصحيح، وأما عن الصحابة: فمنه صحيح. وضعيف. ②

امام دارقطنیؒ نے محض مسلک کی تائید کیلئے غیر مستند احادیث کو جمع کیا، امام صاحب پر بھی انہوں نے کلام مذہبی تعصب کی بناء پر کیا ہے، کیونکہ قراءت خلف الامام کے مسئلے میں اس روایت سے ائمہ احنافؒ نے استدلال کیا تو روایت کو محض کمزور ظاہر

① مجموع الفتاوى: باب صفة الصلوة، ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲

ص ۲۷۶ ② نصب الراية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹

کرنے کیلئے اس پر کلام کر دیا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے بھی ان کو متعصبین میں شمار کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرین المتعصبین كالدارقطني، وابن عدی، وغيرهما، ممن تشهد القرائن الجلیلة بأنه فی هذا الجرح من المتعصبین، والتعصب أمر لا یخلو منه البشر إلا من حفظه خالق القوى والقدر، وقد تقرر أن مثل ذلك غیر مقبول من قائله، بل هو موجب لجرح نفسه. ①

بعض جرحیں متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی رضی اللہ عنہما وغیرہ، جن پر قرآن جلیلہ شاہد ہیں کہ ان سے یہ جرح تعصب کی بناء پر صادر ہوئی ہے، اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے، اور یہ بات متحقق ہے کہ متعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

ومن المتعصبین علی ابی حنیفة الدارقطنی وأبو نعیم. ②

۳..... اسحاق بن محمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ سے روایت صحیح بخاری، نسائی، ابوداؤد تینوں

میں موجود ہے، لیکن امام دارقطنی رضی اللہ عنہ نے امام بخاری رضی اللہ عنہ پر عیب لگایا ہے ان سے روایت

نقل کرنے پر، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إسحاق بن محمد بن إسماعیل بن عبد اللہ بن أبی فروة الفروی، قال

أبو حاتم: كان صدوقا ولكن ذهب بصره فر بما لقن وكتبه صحيحة ورواه

① التعلیق الممجد علی موطا محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

② ردالمختار علی الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۴

أبو داود والنسائي، والمعتمد فيه ما قاله أبو حاتم وقال الدارقطني

والحاكم عيب على البخاري إخراج حديثه. ❶

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے تو امام بخاری بھی معیوب ٹھہرے، معلوم ہوا کہ جس طرح اسحاق بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انکا کلام درست نہیں اسی طرح امام صاحب کے متعلق بھی ان کا کلام قابل التفات نہیں۔

۳..... امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے رواۃ کی توثیق کی ہے حالانکہ وہ مجروح ہیں اور

کئی ایک کی تضعیف کی ہے حالانکہ وہ ثقہ ہیں:

الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ
عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ
الْخَطَّابِ كَانَ يُسَخِّنُ لَهُ مَاءً فِي قُمْقُمَةٍ وَيَغْتَسِلُ بِهِ. هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. ❷

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے حالانکہ اسمیں دو مجروح راوی

موجود ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❸

معلوم ہوا کہ انکی توثیق و تضعیف پر بالکلیہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علامہ بدرالدین

عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۵ھ) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کی اس جرح کے متعلق فرماتے ہیں:

اگر دارقطنی کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں اپنی زبان سے اس

لفظ کو نہ نکالتا، کیوں کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا

ہے، جس وقت ابن معین رحمۃ اللہ علیہ سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو

انہوں نے کہا ثقہ اور مامون ہیں، میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اس نے ابوحنیفہ کی

❶ فتح الباری شرح صحيح البخاري: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من

رجال، ج ۱ ص ۳۸۹ ❷ سنن الدارقطني: كتاب الطهارة، باب الماء المسخن، رقم

الحديث: ۸۵، ج ۱ ص ۵۰ ❸ الجواهر النقي على سنن البيهقي: ج ۱ ص ۵

تضعیف کی ہو، یہ شعبہ بن حجاج ہیں جو امام صاحب کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے، اور شعبہ کس قدر زبردست محدث ہیں اس کو کون نہیں جانتا، اور یہ بھی انکا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں، کذب کے ساتھ متہم نہیں ہیں، دین پر مامون ہیں، حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے کبار ائمہ نے ان کی تعریف و ثناء کی ہے، جیسے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں بھی شمار ہوتے ہیں، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبد الرزاق، امام وکیع رضی اللہ عنہ جو امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، امام مالک، امام شافعی امام احمد رضی اللہ عنہ اور بہت سے بڑے بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے، اس سے دارقطنی کا تعصب فاسد ظاہر ہو گیا ہے، ان کا کوئی مقام نہیں ان ائمہ کبار کے مقابلے میں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے، تاکہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین و تقویٰ اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطنی تضعیف کے مستحق ہیں، کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں؟ اور پھر خود اپنی سنن میں سقیم حدیثیں اور معلول، منکر، غریب، موضوع روایات تک نقل کیں ہیں، نیز اپنی کتاب میں احادیث ضعیفہ باوجودیکہ ان کو ان روایات کے ضعیف ہونے کا علم تھا روایت کیں، اور اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا حتیٰ کہ بعض علماء نے انہیں قسم دی تو انہوں نے اقرار کیا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے:

قلت: لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بهذه اللفظة فی حق ابي

حنيفة فإنه إمام طبق علمه الشرق والغرب، ولما سئل ابن معين عنه فقال:

ثقة مأمون ما سمعت أحدا ضعفه، هذا شعبة بن الحجاج يكتب إليه أن

يحدث وشعبة شعبة. وقال أيضا: كان أبو حنيفة ثقة من أهل الدين

والصدق ولم يتهم بالكذب، وكان مأمونا على دين الله تعالى، صدوقا في الحديث، وأثنى عليه جماعة من الأئمة الكبار مثل عبد الله بن المبارك، ويعبد من أصحابه، وسفيان بن عيينة وسفيان الثوري وحماد بن زيد وعبد الرزاق ووكيع، وكان يفتى برأيه والأئمة الثلاثة: مالك والشافعي وأحمد وآخرون كثيرون، وقد ظهر لك من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، وليس له مقدار بالنسبة إلى هؤلاء حتى يتكلم في إمام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى والعلم، وبتضعيفه إياه يستحق هو التضعيف، أفلا يرضى بسكوت أصحابه عنه وقد روى في (سننه) أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة؟ ولقد روى أحاديث ضعيفة في كتابه (الجهر بالبسملة) واحتج بها مع علمه بذلك، حتى إن بعضهم استحلفه على ذلك فقال: ليس فيه حديث صحيح. ولقد صدق القائل: حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه. فالقوم أعداء له وخصوم. ①

علامہ عینی رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ امام ابوحنيفه رضي الله عنه کی تضعيف کا دارقطني کو کیا حق ہے بلکہ وہ خود تضعيف کے مستحق ہیں، کیوں کہ انہوں نے اپنی سنن میں منکر، معلول، سقیم، موضوع روایات نقل کی ہیں، قائل نے بالکل بجا فرمایا کہ جب وہ لوگ آپ کی شان اور وقار و مرتبہ کو نہ پاسکتے تو وہ آپ کے مخالف اور دشمن ہو گئے، اس کے مثل ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مکھیوں کے گرنے سے سمندر کا پانی گدلا نہیں ہوتا، اور نہ ہی کتوں کے منہ مارنے سے سمندر کا پانی نجس ہوتا ہے:

① عمدة القاری شرح صحيح البخاری: کتاب مواقيت الصلوة، باب وجوب القراءة

فقد ظهر لنا من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، فمن أين له
تضعيف أبي حنيفة وهو مستحق التضعيف، وقد روى في مسنده أحاديث
سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة، ولقد صدق القائل في قوله
حينئذ والمعنى: إذا لم ينالوا شأنه ووقاره. فالقوم أعداء له وخصوم وفي
المثل السائر: البحر لا يكدره وقوع الذباب ولا ينجسه ولوغ الكلاب. ❶

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب

قال ابن المبارک: کان أبو حنيفة رحمه الله يتيما في الحديث. ❷

جواب: یتیم کے معنی محاورہ میں یکتا اور بینظیر کے آتے ہیں۔

علامہ اسماعیل بن محمد الجوهري رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کی

نظیر نادر ہو وہ یتیم ہے اس لئے کہا جاتا ہے ”درۃ یتیمہ“ نادر الوجود موتی۔

و کل شیء مفرد یعز نظیرہ فهو یتیم یقال درۃ یتیمہ. ❸

معلوم ہوا کہ یتیم اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا وجود نادر ہو اور بہت کم پائی جاتی ہو اور

بے مثال اور یکتا ہو۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یتیم ریت کے اکیلے ذرے کو کہتے ہیں اور عرب کے

ہاں اکیلی اور منفرد چیز کو یتیم کہتے ہیں:

و کل مفرد ومنفردة عند العرب یتیم ویتیمہ. ❹

❶ البناية شرح الهداية: كتاب الصلاة، قراءة المؤتمر خلف الامام، ج ۲ ص ۳۱۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر مآقاله العلماء في ذم رأيه، ج ۱۳

ص ۳۱۷ ❸ الصحاح: فصل الیاء، یتیم، ج ۵ ص ۲۰۶۴

❹ لسان العرب: فصل الیاء، یتیم، ج ۱۲ ص ۶۴۶

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رضی اللہ عنہ (متوفی ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہو:

و الیتیم: الفرد، و کل شیء یعز نظیرہ. ①

ہر وہ قیمتی اور مہنگی چیز جس کی نظیر نہ ہو اسے یتیم کہتے ہیں:

الشمینۃ التي لا نظیر لها. ②

پس عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں یکتا اور بے نظیر تھے، اس کی تائید خود عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے دوسرے اقوال سے ہوتی ہے۔ سوید بن نصر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو یہ حدیث کی تفسیر ہے:

سمعت ابن المبارک یقول: لا تقولوا رأی أبی حنیفة ولكن قولوا

تفسیر الحدیث. ③

متعصبین نے ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے اس قول کو غلط معنی پہنا دیا جیسے ان کے سامنے ایک شخص نے ان کے ایک فون سے غلط معنی مراد لینا چاہا۔

ابراہیم بن عبداللہ خلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ”کان أبو حنیفة آية“ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو ایک شخص بول پڑا اے ابو عبدالرحمن (یہ عبداللہ بن مبارک کی کنیت ہے) یہ بتائیے کہ آیت کس میں تھے شر میں یا خیر میں؟ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے فوراً ڈانٹ کر کہا خاموش رہو، تمہیں پتہ نہیں کہ آیت کا لفظ خیر ہی کیلئے آتا ہے شر کیلئے آیت نہیں بلکہ غایت کا لفظ آتا ہے، اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً:

① القاموس المحيط: فصل الباء، الیتیم، ج ۱ ص ۱۱۷۲ ② المعجم الوسيط: فصل الیتیم،

ج ۲ ص ۱۰۶۳ ③ مناقب أبی حنیفة للموفق: الباب الثاني والعشرون، ص ۳۰۷

ابن المبارک يقول: كان أبو حنيفة آية فقال له قائل: في الشريا أبا عبد الرحمن أو في الخير؟ فقال: اسكت يا هذا فإنه يقال: غاية في الشر، وآية في الخير، ثم تلا هذه الآية: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً. ①

جیسے اس شخص نے عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے سامنے آپ کے مدحیہ کلام کو جس میں آپ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ سبحانہ کی نشانی بتا رہے تھے عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کے سامنے غلط معنی پہنایا ٹھیک اسی طرح مذکورہ جملے کو متعصبین نے غلط معنی میں لیا ہے۔

۲.... عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے اور آپ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ مدح کی، آپ امام صاحب کے متعلق ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے ہیں، بطور نمونہ آپ کے چند مدحیہ اقوال ذکر کیئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ امام ابوحنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثل. ②

عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

ابن المبارک يقول: إن كان أحد ينبغى له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة

ينبغى له أن يقول برأيه. ③

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۶

② تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۲

③ تاریخ بغداد: ترجمه: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لو لا أن الله أعانني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. ①

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مدح میں فرماتے ہیں:

سعيد المرزى قال سمعت ابن المبارك يقول:

لقد زان البلاد ومن عليها إمام المسلمين أبو حنيفة

بآثار وفقه في حديث كآثار الزبور على الصحيفة

فما في المشرقين له نظير ولا بالمغربين ولا بالكوفة

رأيت العائنين له سفاها خلاف الحق مع حجج ضعيفة ②

ان واضح اور مستند حوالہ جات سے معلوم ہوا ہے کہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں امام

صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

۳..... بالفرض والحال اگر تسلیم کر لیا جائے تو عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اس

وقت کہی ہوگی جب امام صاحب کا ابتداء میں علم کلام کی طرف زیادہ میلان تھا اور علم حدیث

وفقہ کی طرف زیادہ اشتغال نہ تھا، اور امام صاحب سے متعلق ان کے مدحیہ اقوال اور ان کی

تعدیل و توثیق اس وقت کی ہو جب کہ امام صاحب محدث وفقیہ ہو چکے تھے، لہذا عبداللہ بن

مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں اقوال صحیح ہو سکتے ہیں اور امام صاحب پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

۴..... علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم سے مراد یہ ہے

① عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۸

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروى من الشعر في مدح أبي حنيفة، ص ۹۰

کہ وہ حدیث کی روایت میں سندوں کی زیادہ تلاش کرنے کی پرواہ نہ کرتے تھے جیسا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جو صرف روایت کی جانب ہی توجہ کرنے والے تھے، بخلاف مجتہدین کے کہ اگر ان کو چند اسناد کے ساتھ یا ایک ہی صحیح یا حسن درجے کی سند کے ساتھ روایت مل جائے تو وہ اس میں سے احکام استنباط کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کثرت طرق کے متلاشی نہیں ہوتے ہیں، ابراہیم بن سعید الجوهری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ ہر ایسی حدیث جو میرے پاس سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث میں یتیم ہوں:

کل حدیث لا یکون عندی من مائة وجه فانا فیہ یتیم. ①

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

کان مرجئا سکتوا عنہ وعن رأیہ وعن حدیثہ. ②

وہ مرجیہ تھے، محدثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام اعظم پر مرجیہ کا الزام لگانے کی ابتداء خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے دور اول میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی، کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

عقیدہ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادہ الہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے، اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: ابراہیم بن سعید الجوهری، ج ۲ ص ۷۶

② التاريخ الكبير: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۸۱، رقم الترجمة: ۲۲۵۳

جس کی وجہ سے امام اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مؤمن ہے لہذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجیہ کا اطلاق کرتے۔

خوارج کا عقیدہ تھا کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا خون و اموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص جہنم میں رہے گا۔

چوتھا باطل فرقہ مرجیہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا، انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمان کامل اقرار لسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے، لہذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دارالاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب و تثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالت ایمان میں سرزد ہونے والا گناہ نقصان نہیں پہنچاتے جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعت الہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔ ①

امام اعظم رضی اللہ عنہ ان سب باطل عقائد سے جدا تھے، انہوں نے کبھی بھی ان عقائد باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لیے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تضره الذنوب، ولا نقول: إنه لا يدخل النار،
ولا نقول: إنه يخلد فيها، وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً،
ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيناتنا مغفورة كقول المرجئة. ولكن

نقول: من عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسده والمعاني المبطله ولم يبطلها (بالكفر والردة) حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويشبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً. ❶

ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجیہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں) اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجیہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف۔

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب نوشی، بدکاری، جھوٹ) اور معانی مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریاکاری) سے محفوظ ہوئی، اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل تو بہ کیے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل و کرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرمادے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔

اتنے صریح الفاظ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہل سنت و جماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجیہ کے برعکس قرآن و سنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخول جہنم سے بے خوف کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہو سکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہو سکتی ہے، لیکن حالت ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہیبتگی کا پروانہ نہیں تھمایا جاسکتا۔

ہماری نگاہ میں امام اعظم کو مرجیہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے ان سب باطل فرقوں کی اتنی شدت و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، جس کے نتیجے میں ان باطل فرقوں نے بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لیے امام اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف منسوب مرجیہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تکلموا بعدل، و سماهم أهل البدع بهذا الاسم، ولكنهم
أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا اسم سماهم به أهل شأن. ①

حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہل بدعت انہیں اس (مرجیہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے

① العقيدة و علم الكلام: رسالة أبي حنيفة إلى عثمان البتي، ص ۶۳۲، الناشر: دار

صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانیؒ (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”الملل والنحل“ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمری کان یقال لأبی حنیفة وأصحابه مرجئة السنة، وعدہ كثير من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فيه أنه لما كان يقول: الإيمان هو التصديق بالقلب وهو لا يزيد ولا ينقص، ظنوا أنه يؤخر العمل عن الإيمان، والرجل مع تخريجه في العمل كيف يفتى بترك العمل، وله سبب آخر وهو أنه كان يخالف القدرية والمعتزلة الذين ظهروا في الصدر الأول، والمعتزلة كانوا يلقبون كل من خالفهم في القدر مرجئاً وكذلك الوعيدية من الخوارج، فلا يبعد أن اللقب إنما لزمه من فريقى: المعتزلة والخوارج، والله أعلم. ❶

مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئة السنة کہا جاتا تھا، اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجیہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے، اور اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترک عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ ہاں (ان کو مرجیہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہو سکتا ہے چونکہ وہ دورِ اول میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ مرجئہ کا لقب

فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بد نیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو، واللہ اعلم۔
گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجہ کے بالکل برعکس
اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن اس کے بغیر
ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود بعض حضرات نے امام اعظم رحمۃ اللعالم کے خلاف
پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر انہوں نے اپنی کتابوں میں امام
اعظم کو مرجہ لکھ ڈالا۔

امام اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجہ
میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱.... حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمۃ اللعالم

۲.... حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللعالم ۳.... عمرو بن مرہ رحمۃ اللعالم

۴.... مجارب بن دثار رحمۃ اللعالم ۵.... مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللعالم

۶.... حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللعالم ۷.... قدید بن جعفر رحمۃ اللعالم وغیرہم۔

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج
کے برعکس اصحاب کبار کو مؤمن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے
کے دعویٰ باطل کی دلائل بین کے ساتھ تردید کی۔ جب کہ امام اعظم رحمۃ اللعالم اور یہ سب ائمہ نہ
صرف مرجہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے بلکہ وہ سب تقویٰ و طہارت اور اطاعت
و اتباع شریعت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ الزبیدی رحمۃ اللعالم (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امام اعظم کا ار جاء کے الزام سے
بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على

خلاف رأي الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلك، وإذا أجمع الناس على أمر وخالفهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدر فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين. ①

امام اعظم کی طرف ارجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب ارجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ مرجہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابوحنیفہ کے نزدیک مرجہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لہذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قاذح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف ان کے دلائل و عقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لاجواب بھی کر دیتے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجہ کا الزام لگا دیا۔

امام بخاریؒ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاریؒ کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جسے حافظ ابن حجرؒ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاریؒ کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، وكان يقول بخلق القرآن،

فأنكر ذلك عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف. ①

بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے۔ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے تھے جس پر علماء خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہو گیا۔

جب کہ امام بخاریؒ نے خود امام ابوحنیفہؒ کی طرح اس بات سے انکار کیا۔ امام محمد بن نصر مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاریؒ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عني اني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق فقد كذب. ②

جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں تو

اس نے جھوٹ بولا۔

جس طرح امام بخاریؒ پر الفاظِ قرآنی کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے باوجود ان کی روایتِ حدیث اور علمِ حدیث میں جلالتِ شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو اسی طرح امام اعظمؒ پر ارجاء کا بے سرو پا الزام لگنے سے ان کی عدالت و ثقاہت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ارجاء ابوحنیفہ اور غنیۃ الطالبین کی عبارت

أما الحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعموا أن

① تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

② تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۵۴

الإيمان هو المعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ما

ذكره البرهوتی في كتاب الشجرة. ❶

جواب: مرجعہ ارجاء سے مشتق ہے، جو باب افعال کا مصدر ہے، لغت میں اس کے

معنی تاخیر کرنا اور اصطلاح میں ارجاء کا معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنا۔ مرجعہ ضالۃ اس

فرقے کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ یہ بھی

اعتقاد رکھتا ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گناہ گار کو گناہ پر سزا نہیں

دی جائے گی بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی، عذاب و ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی

نہیں ہوتا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ارجاء کے دو معنی ہیں۔

۱..... تاخیر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ ❷ انہوں نے کہا کہ

موسیٰ اور ان کے بھائی کو مہلت دے یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام

لینا چاہیے اور ان کو مہلت دینی چاہئے۔

۲..... اعطاء الرجاء یعنی امید دلانا یعنی محض ایمان پر کلی نجات کی امید دلانا اور یہ کہنا کہ

ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ و معاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔

۳..... بعض کے نزدیک ارجاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ

دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

۴..... بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا

خلیفہ قرار دیا جائے:

الإرجاء على معينين: أحدهما: بمعنى التأخير كما في قوله تعالى: قَالُوا

أَرْجُهُ وَأَخَاهُ، أَي أَهْلَهُ وَأَخْرَهُ. وَالثَّانِي: إِعْطَاءُ الرَّجَاءِ. أَمَّا إِطْلَاقُ اسْمِ الْمَرْجُئَةِ عَلَى الْجَمَاعَةِ بِالْمَعْنَى الْأُولَى فَصَحِيحٌ، لِأَنَّهُمْ كَانُوا يُؤَخِّرُونَ الْعَمَلَ عَنِ النِّيَّةِ وَالْعَقْدِ. وَأَمَّا بِالْمَعْنَى الثَّانِي فظَاهِرٌ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا يَقُولُونَ: لَا تَضُرُّ مَعَ الْإِيمَانِ مَعْصِيَةٌ، كَمَا لَا تَنْفَعُ مَعَ الْكُفْرِ طَاعَةٌ. وَقِيلَ الْإِرْجَاءُ تَأْخِيرٌ حَكَمٌ صَاحِبِ الْكِبِيرَةِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلَا يَقْضَى عَلَيْهِ بِحُكْمِ مَا فِي الدُّنْيَا، مِنْ كَوْنِ مَنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، أَوْ مِنْ أَهْلِ النَّارِ. فَعَلَى هَذَا: الْمَرْجُئَةُ، وَالْوَعِيدِيَّةُ فَرَقَتَانِ مُتَقَابِلَتَانِ. وَقِيلَ الْإِرْجَاءُ: تَأْخِيرٌ عَلَى رِضَى اللَّهِ عَلَيْهِ عَنِ الدَّرَجَةِ الْأُولَى إِلَى الرَّابِعَةِ. ①

ارجاء کے معنی و مفہوم میں چونکہ تاخیر بھی شامل ہے اس لئے حضرات ائمہ جو گناہ گار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں اور دنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کرے یا سزا بھگتنے کیلئے جہنم میں ڈال دے یہ سب مرجہ ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظم اور دیگر محدثین کو مرجہ کہا گیا ہے۔

ملا علی قاری رضي الله عنه (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

ثم اعلم أن القونوي ذكر أن أبا حنيفة كان يسمي مرجئاً لتأخيره أمر

صاحب الكبيرة إلى مشية الله تعالى، والإرجاء التأخير. ②

جاننا چاہئے کہ علامہ قونوی رضي الله عنه نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کو بھی مرجہ کہا

① الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، ج ۱ ص ۱۳۹

② شرح الفقه الأكبر: ص: ۷۴، الناشر: قدیمی کتب خانہ

جاتا تھا کیونکہ امام ابوحنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے اور ارجاء کا معنی و مفہوم موخر کرنے کے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا یہ عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے؟ یا صریح نصوص آیات و احادیث سے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے اس عقیدے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے اور تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔

مرجہ فرق ضالۃ کا عقیدہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں کہ مرجہ مذمومہ بدعتی فرقہ، قدریہ سے جدا ایک فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے، اور مرجہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس کو کوئی عذاب نہیں دیا جائیگا، پس اس مرجہ اہل بدعت کا ارجاء اور امام اعظم اور دیگر ائمہ کے ارجاء میں کیا نسبت؟

ثم المرجئة المذمومة من المبتدعة ليسوا من القدرية، بل هم طائفة قالوا: لا يضر مع الإيمان ذنب كما لا ينفع مع الكفر طاعة فزعموا أن أحدا من المسلمين لا يعاقب على شيء من الكبائر فأين هذا الإرجاء عن ذلك الإرجاء؟ ❶

امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه خود ”الفقه الأكبر“ میں مرجہ کا رد کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

لا نقول أن المؤمن لا تضره الذنوب وأنه لا يدخل النار ولا إنه يخلد فيها وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمنا ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول: المسئلة مبينة مفصلة

من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطله
ولم يطلها حتى خرج من الدنيا فإن الله لا يضيعها بل يقبلها منه ويشبه
عليها. ①

ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کیلئے گناہ مضر نہیں اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی جہنم میں رہے گا اگر چہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجعہ کا عقیدہ ہے، بلکہ ہمارے اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اسی کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کرے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تو خود مرجعہ کا رد فرما رہے ہیں اگر خود مرجعہ میں سے ہوتے تو ان کے عقیدے کا رد کرنے کا کیا مطلب؟ اور اپنے عقیدہ کا اظہار کیوں کرتے جو مرجعہ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجعہ گمراہ فرقے کا جو عقیدہ ہے امام صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، امام صاحب تو اپنی اس تصنیف میں اس پر مفصل رد فرما رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام صاحب کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو پھر امام صاحب کی طرف اس کی نسبت کیسے ہوگئی؟ جواب یہ ہے کہ غسان بن مرثی جو فرقہ غسانہ کا پیشوا ہے اس نے اپنے مذہب کو رواج دینے کیلئے امام صاحب کی طرف ارجا کی نسبت کی تاکہ اس کے مذہب کو شہرت ہو جائے کہ اتنے بڑے امام کا بھی یہ مذہب ہے، اور مرجعہ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بری ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی شافعی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ تعجب خیز بات ہے غسان (جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) اپنے مذہب کو امام ابوحنیفہ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام ابوحنیفہ کو بھی مرجعہ میں شمار کرتا تھا۔ غالباً یہ جھوٹ ہے، مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو تو مرجعہ السنۃ کہا جاتا تھا:

ومن العجیب أن غسان كان يحكى عن أبي حنيفة رحمه الله مثل مذهبه، ويعده من المرجئة، ولعله كذب كذلك عليه، لعمرى! كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة. ❶

اندازہ کیجئے علامہ عبدالکریم شہرستانی رضی اللہ عنہ جو شافعی المسلک ہونے کے باوجود قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب کا یہ اعتقاد نہیں تھا بلکہ غسان فرقے کا پیشوا امام صاحب کی طرف اپنے باطل نظریے کو منسوب کرتا تھا تا کہ اس کے مذہب کی شہرت ہو جائے۔

علامہ ابن اثیر جرجزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سے اقوال مختلفہ ان (یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں، چنانچہ خلق قرآن، تقدیر، ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال اور ان کے قائلین کا ذکر کیا جائے کیونکہ بدیہی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے:

وقد نسب إليه وقيل عنه من الأقاويل المختلفة التي نجل قدره عنها ويتنزه منها، من القول بخلق القرآن، والقول بالقدر، والقول بالإرجاء، وغير ذلك مما نسب إليه. ولا حاجة إلى ذكرها ولا إلى ذكر قائلها،

والظاهر أنه كان منزلها عنها. ①

اس واضح تصریح سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ جملہ امور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر بہتان اور افتراء ہیں امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک و صاف ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں:

ثم المرجئة على نوعين: مرجئة مرحومة وهم أصحاب النبي صلى الله

عليه وسلم، ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بأن المعصية لا تضر

والعاصي لا يعاقب. ②

پھر مرجعہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجعہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت ہے اور دوسری

نوع مرجعہ ملعونہ ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی

اور عاصی کو عذاب و عتاب نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرجعہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقے سے علیحدہ ہیں اگر

بالفرض کسی نے امام صاحب پر مرجعہ کا اطلاق کیا بھی ہے تو اس کا وہی مطلب ہے جو صحابہ

کرام پر اس لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا، اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال و اعمال

اور ان کا عقیدہ و مذہب مرجعہ ضالہ کے برخلاف ہے تو پھر کسی طرح ان پر اس کو منطبق

کیا جاتا ہے۔ ③

عثمان البتی رضی اللہ عنہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور پوچھا کیا آپ مرجعہ میں

① جامع الاصول في أحاديث الرسول: الفرع الثاني في التابعين ومن بعدهم،

ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲ ② الرفع والتكميل في الجرح

والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والإرجاء البدعي، ص ۳۶۴

③ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور معترضین، ص ۸۴

سے ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجعہ ملعونہ ہے میں اس سے بری ہوں، اور ایک مرجعہ مرحومہ ہے میں اس میں سے ہوں اور انبیاء عليهم السلام کا بھی یہی اعتقاد ہے حضرت عیسیٰ عليه السلام نے فرمایا:

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ①

روی عن عثمان البتي أنه كتب إلى أبي حنيفة وقال انتم مرجئة فأجابہ بأن المرجئة على ضربين: مرجئة ملعونة وانا برئ منهم ومرجئة مرحومة وأنا منهم، وكتب فيهم أن الأنبياء كانوا كذلك الا ترى إلى قول عيسى قال: إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرَ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ②

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۳ھ) فرماتے ہیں:

مرجعہ نام سے موسوم دو فرقے ہیں ایک مرجعہ ضلالت، دوسرا مرجعہ اہل سنت، امام ابوحنیفہ رضي الله عنه آپ کے تلامذہ اور شیوخ اور دیگر روایات کو انہیں مرجعہ اہل سنت میں سے شمار کیا گیا ہے نہ کہ مرجعہ ضلالت میں سے:

إن المرجئة فرقان مرجئة الضلالة ومرجئة أهل السنة وأبو حنيفة وتلامذاته وشيوخه وغيرهم من الرواه الأثبات إنما عدوا من مرجئه أهل السنة لا من مرجئه الضلالة. ③

اہل حدیث مکتبہ فکر کے عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

① المائدة: ۱۱۸ ② الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۵، ۳۶۶ ③ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۱

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہؒ کو بھی رجال مرجہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ پر گزری ہے، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں پیشک بعض مصنفین نے خدا ان پر رحم کرے امام ابوحنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیادؒ کو رجال مرجہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کونہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کے طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔^①

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (متوفی ۳۶۳ھ) فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ پر ارجاء کا الزام لگایا ہے حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجہ کہا گیا ہے لیکن جس طرح امام ابوحنیفہ کی امامت کی وجہ سے ان میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہ سے حسد و بغض رکھتے تھے اور انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابوحنیفہؒ کا دامن بالکل پاک تھا، اور ان کے بارے میں نامناسب اور بے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابوحنیفہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے:

ونقموا أيضا على أبي حنيفة الإرجاء ، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء كثير لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته، وكان أيضا مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه.^②

① تاریخ اہل حدیث، ص ۵۶، جامع بیان العلم وفضلہ: باب ماجاء فی ذم القول فی دین

اللہ تعالیٰ بالرأی والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۰

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرجعہ ضلالہ سے امام صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے امام صاحب نے تو خود اس پر رد کیا ہے جیسا بحوالہ بات گزر گئی ہے، منصف مزاج شخص کیلئے اس قدر تحقیق کافی ہے، باقی رہی بات ”غنیۃ الطالبین“ کی عبارت کی تو اس کی بنیاد ایک مجہول شخص برہوتی کی مجہول کتاب ”کتاب الشجرة“ پر ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ برہوتی کون شخص ہے؟ اور اس کی کتاب ”کتاب الشجرة“ کوئی مستند کتاب ہے؟ حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، نام نہاد اہل حدیث کا بقول ان کے یہ اصول ہے کہ ہم ہر بات صحیح و ثابت سند کے ساتھ قبول کرتے ہیں، ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن امام ابوحنیفہؒ اور فقہ حنفی کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر ہے اس کیلئے کسی دلیل، ثبوت، صحت سند، غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔

اگر ”کتاب الشجرة“ اور مصنف برہوتی واقعی معروف و معتمد شخص ہے تو ”کتاب الشجرة“ سے اصل عبارت مع السند ذکر کی جائے۔

نیز غنیۃ الطالبین کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں ”بعض أصحاب أبي حنيفة“ کا ذکر ہے جس کا مطلب کچھ حنفی اس عقیدہ کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت و دیانت کو داد دیں کہ اس نے بعض کا لفظ اڑا کر تمام احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابوحنیفہ کا مذہب بنا دیا۔

جناب یوسف جے پوری صاحب لکھتے ہیں:

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوئی مقتداء ہیں فرقہ حنفیہ کے، اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ

فرقے میں شمار کیا ہے۔ ①

جے پوری صاحب کی یہ بات کہ اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقہ میں شمار کیا ہے یہ محض دھوکہ ہے اس لئے کہ اگر اکثر اہل علم نے امام صاحب کو مرجعہ کہا ہے تو جے پوری صاحب نے ان اکثر اہل علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟ بالفرض والحال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ مصنف برہوتی اور ”کتاب الشجرة“ معتبر کتاب ہے تو بھی عبارت میں ”بعض أصحاب أبي حنيفة“ کا ذکر ہے کہ وہ مرجعہ میں سے ہیں، تو اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ امام صاحب بھی مرجعہ میں سے ہیں۔ نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ”غنیۃ الطالبین“ میں کئی جگہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں اور ان کو ”الإمام“ کے لقب سے یاد کیا مثلاً ایک مقام پر تارکِ صلاۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال الامام أبو حنيفة: لا يقتل.

اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک امام ابوحنیفہ ”مرجعہ ضالہ“ میں سے ہوتے تو پھر ان کو ”الإمام“ کے لقب سے کیوں ذکر کرتے؟ اور مسائل شرعیہ میں امام صاحب کے اقوال کیوں ذکر کرتے؟

”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، الکاشف فی معرفۃ من له روایۃ فی الکتب الستہ“ وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے رواۃ کے حق میں ارجاء کا طعن والزام لگایا گیا ہے مثلاً اس طرح کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں، رمی بالارجاء، کان مرجعنا وغیرہ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بخاری و مسلم کے ان راویوں کے اسماء کی پوری فہرست ذکر کی ہے جن کو مرجعہ کہا گیا ہے:

أردت أن أسرد هنا من رمى ببدعته ممن أخرج لهم البخاري ومسلم أو أحدهما وهم: إبراهيم بن طهمان، أيوب بن عائذ الطائي، ذر بن عبد الله المرهبي، شبابة بن سوار، عبد الحميد بن عبد الرحمن أبو يحيى الحماني، عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، عثمان بن غياث البصري، عمر بن ذر، عمرو بن مرة، محمد بن حازم، أبو معاوية الضرير، ورقاء بن عمر الشكري، يحيى بن صالح الوحاظي، يونس بن بكير. هؤلاء رموا

بالإرجاء وهو تأخير القول في الحكم على مرتكب الكبائر بالنار. ❶
 علامہ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ ارجاء تو بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرنا چاہئے:

قلت: الارغاء مذهب لعدة من جلة العلماء، لا ينبغي التحامل على

قائله. ❷

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرجعہ فرقہ مبتدعہ ضالہ کے نزدیک ارجاء کا جو معنی ہے ائمہ اہلسنت والجماعت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ فرماتے ہیں:

ہم خود امام صاحب ممدوح کے کلام فیض التیام سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ ارجاء اور مرجعہ سے اور اعتزال اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں، آگے فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

❶ تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع الثالث والعشرون، السابعة، عدم

الاحتجاج بمن كفر ببدعته، ج ۱ ص ۳۸۸ ❷ میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف

المیم، ترجمہ: مسعر بن یحییٰ النہدی، رقم: ۸۴۶۹، ج ۴ ص ۹۹

اس عبارت میں حضرت امام صاحب موصوف نے معتزلہ اور خوارج کے مسائل سے بھی اختلاف کیا ہے اور مرجیوں کا نام لے کر ان سے بیزاری ظاہر کی، اور واضح ہے کہ جو شخص کسی فرقے میں داخل ہو وہ اس فرقے کا نام لے کر اس کی تردید نہیں کرتا، اس عبارت میں آپ نے خالص اہل سنت کے مسائل لکھے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور صحابہ و تابعین ان پر کاربند تھے۔ ❶

اس عبارت میں مولانا سیالکوٹیؒ نے وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھ دی ہے کہ امام صاحب کا فرقہ مرجہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور آپ اس سے بالکل بیزار اور بری ہیں، مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ نے مستقل ایک عنوان باندھا ہے، ”حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب“ پھر آگے لکھتے ہیں: بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے حوالے سے ٹھوکر لگی ہے آپ نے حضرت امام صاحب کو مرجیوں میں شمار کیا ہے آگے آپ نے تفصیل کے ساتھ شاہ ولی اللہؒ اور علامہ نواب صدیق حسن خانؒ کی ”دلیل الطالب“ سے جواب نقل کیا ہے، منصف مزاج حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ ❷

تاریخ بغداد و نقد و جرح کا اہم ماخذ

حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادیؒ (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب تاریخ بغداد (۱۳) چودہ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں فقہاء و محدثین و ارباب علوم و ائمہ دین و دیگر مشاہیر زمانہ کے تقریباً (۷۸۳۱) تراجم و سوانح و احوال بیان کئے گئے ہیں، اور یہ کتاب خطیب بغدادی کی بڑی مشہور کتاب ہے، اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے طریقے کے مطابق یعنی اسناد کے ساتھ اہل بغداد کا تذکرہ کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے، خطیب نے امام صاحب کا تذکرہ آپ کے

❶ تاریخ اہل حدیث، ص ۶۶، ۶۷ ❷ تاریخ اہل حدیث، ص ۷۰، ۷۱

مناقب و محمد سے شروع کیا ہے جو تقریباً (۴۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ ❶

بعد ازاں امام صاحب کی نقد و جرح پر مبنی ساٹھ (۶۰) صفحات میں تقریباً ڈیڑھ سو مرویات

جمع کر دی ہیں، اس بناء پر یہ کتاب امام صاحب کی جرح کا اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔ ❷

نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن میں جتنی روایات

خطیب نے نقل کیں ہیں فن روایت کے لحاظ سے وہ نہایت ضعیف، کمزور اور مخدوش ہیں، ہر

ایک سند میں مجروح راوی ہے۔

علامہ احمد بن حجر مکی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۷۳ھ) خطیب بغدادی کی ان مجروح روایات

کے متعلق فرماتے ہیں:

ومما يدل على ذلك أيضا أن الأسانيد التي ذكرها للقدح لا يخلو

غالبها من متكلم فيه أو مجهول، ولا يجوز إجماعا ثلم عرض مسلم بمثل

ذلك فكيف بإمام من أئمة المسلمين. ❸

اس پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی

قدح میں جو سندیں پیش کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ روایات یا مجہول راویوں سے منقول ہیں، اور

ایسی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ مسلمانوں

کے امام کی۔

یاد رہے کہ یہ کسی خفی نہیں بلکہ شافعی المسلک سے تعلق رکھنے والے نہایت معتبر عالم دین

کی شہادت ہے۔

خطیب کا یہ طرز عمل ان کی محدثانہ اور مؤرخانہ شان کے مناسب نہیں، انہوں نے امام

❶ تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۲۵ تا ۳۶۵ ❷ تاریخ بغداد: ج ۱۳ ص ۳۶۶ تا ۴۲۶

❸ الخیرات الحسان: الفصل التاسع والعشرون، في رد ما نقله الخطيب في تاريخه، ص ۱۰۳

صاحب پر جرح ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے جن کے بیشتر راوی محققین کے نزدیک وضاع و کذاب یا مجہول ہیں ان پر خطیب نے کوئی تبصرہ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے امام صاحب کے مناقب سے متعلق بعض جعلی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔

علامہ ابن خلکان رضي الله عنه (متوفی ۶۸۱ھ) خطیب کے اس طرز عمل پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومناقبه وفضائله كثيرة، وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً، ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الأليق في تركه والإضراب عنه، فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه، ولا في روعه وتحفظه. ❶

امام صاحب رضي الله عنه کے مناقب اور فضائل بہت ہیں، خطیب نے اپنی تاریخ میں بھی ان میں سے کچھ فضائل نقل کیے ہیں اور اس کے بعد کچھ نامناسب باتیں بھی ذکر کر دیں جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا ہی بہت مناسب تھا، کیونکہ نہ تو امام صاحب جیسی شخصیت کی دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کے ورع اور حفظ پر کوئی نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

لا تغتر بما نقله الحافظ أبو بكر بن ثابت الخطيب البغدادي مما يخل بتعظيم الإمام أبي حنيفة فإن الخطيب وإن نقل كلام المادحين فقد أعقبه بكلام غيرهم فشان كتابه بذلك أعظم شين وصار بذلك هدفاً لكبار والصغار وأتى بقاذورة لا تغسلها البحار. ❷

❶ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون، ترجمة: الامام أبو حنيفة، ج ۵

ص ۲۱۳ ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: ص ۱۰۳، بحوالہ ما

حافظ ابو بکر خطیب نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو محل تعظیم باتیں نقل کی ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا، خطیب بغدادی نے اگرچہ پہلے مدح کرنے والوں کی باتیں نقل کی ہیں مگر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی باتیں بھی نقل کی ہیں سو اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کو بڑا داغدار کر دیا ہے، اور بڑوں اور چھوٹوں کیلئے ایسا کرنے سے وہ ہدف ملامت بن گئے ہیں، اور انہوں نے ایسی گندگی اچھالی ہے جو سمندروں سے بھی نہ دھل سکے گی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رضی اللہ عنہم کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ أبو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنبا أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعية في تأليفهم غير محذرين منها وهذا إثم وجناية على السنن فالله يعفو عنا وعنهم. ①

علامہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۹۷ھ) لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مذہب پر تھے، تو جب ہمارے اصحاب یعنی حنابلہ نے دیکھا کہ اس کا میلان بدعتی فرقے کی جانب ہے تو اس پر طعن کیا گیا اور اس کو تکلیف پہنچائی، تو وہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مسلک کی طرف منتقل ہو گیا، اور پھر حنابلہ کے خلاف اپنی تصانیف میں تعصب کا مظاہرہ کیا، اور ان کی مذمت کے اشارات کئے اور جہاں تک اس کا بس چلا صراحت سے بھی لکھا:

① الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص ۵۱، الناشر: دار البشائر

أبو بكر الخطيب قديما على مذهب أحمد بن حنبل، فمال عليه أصحابنا لمارأوا من ميله إلى المبتدعة وآذوه، فانتقل إلى مذهب الشافعي رضي الله عنه وتعصب في تصانيفه عليهم فرمز إلى ذمهم، وصرح بقدر ما أمكنه. ①

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ساٹھ صفحات میں بے سرو پا، من گھڑت روایات نقل کرنے کے بعد اپنے ترکش کے آخری تیر کو اس خواب پر ختم کیا:

رأيت في المنام جنازة عليها ثوب أسود، و حولها قسيسين فقلت: جنازة من هذه؟ فقالوا جنازة أبي حنيفة، حدثت به أبا يوسف فقال: لا تحدث به أحدًا. ②

میں (راوی بشر بن ابی الازہر) نے خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے جس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور اس کے آس پاس نصاریٰ کے علماء ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابوحنیفہ کا جنازہ ہے، بشر کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب ابو یوسف سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اس کو کسی سے مت بیان کرو۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاتمہ کے خوف کو پیش نظر رکھے بغیر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حالات کا اختتام اس خواب کو بیان کر کے کیا، اس روایت کی سند میں عبد اللہ بن جعفر ہے جو ابن درستویہ کے نام سے معروف ہے، علامہ برقانی، اور علامہ لاکائی رضی اللہ عنہما دونوں نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے، اور یہ مہتمم راوی ہے جب اس کو ایک درہم دیا جاتا تو ایسی روایت بھی نقل کر دیتا جو اس نے کبھی سنی ہی نہ ہوتی (یعنی ایک درہم کی کیا حیثیت ہے اس کے حصول کے لئے بھی

① المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت أحمد، ج ۱۶

ص ۱۳۲ ② تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۴۲۶

روایت گھڑ لیتا تھا) خطیب پسند کرتا ہے کہ اس کی زبانی لوگوں کو گالیاں دے:

أقول به ختم الخطيب ترجمة أبي حنيفة بدون أن يتهيب الخاتمه، و عبد الله بن جعفر في سنده هو ابن درستويه الذي ضعفه البرقاني واللالكائي وهو متهم برواية مالم يسمعه إذا دفع إليه درهم، والخطيب يختار أن يشتم الناس على لسانه. ❶

ایسا راوی جو ایک درہم کی خاطر آپ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بول سکتا ہے اور اسے کوئی خوف آخرت نہیں تو اگر وہ ایک من گھڑت خواب نقل کر دے تو یہ محل تعجب نہیں۔

دیار عرب کے مشہور محقق عالم دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کی اس حرکت نازیبا کے بارے میں فرماتے ہیں: کیا وہ روایتیں جن کو خطیب نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی برائی بیان کرنے میں ذکر کی ہیں جو تقریباً اس تاریخ کے ساٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں کم تھیں کہ خطیب کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب کی تکمیل کے لئے شیطانی خوابوں کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہونا پڑا، پھر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے، مگر برے خواب کا لوگوں کے سامنے تذکرہ نہ کیا جائے، اور برا خواب دیکھنے والا صرف یہ کرے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے تاکہ اس خواب کا نقصان اس کو نہ پہنچے۔

بفرض مجال اگر یہ خواب سچا ہی ہے تو اگر خواب دیکھنے والے نے حدیث کی مخالفت کی تھی

تو خطیب کو کیا ہوا کہ اس نے اس خواب کو عام کرنے اور پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا۔ ❷

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ میں اگر انصاف پسندی ہوتی تو وہ اس خواب پر جس کو علامہ ابن

❶ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۷۰

❷ الخطیب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۴۴، ۳۴۵

عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ صیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۸۷ھ) نے نقل کیا ہے کہ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو ختم کرتا۔

امام ابورجاء فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا (میری مغفرت ہوگئی) راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا کیا ہوا؟ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ تو مجھ سے بھی اعلیٰ درجے میں ہیں، میں نے کہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا نہ پوچھو وہ تو اعلیٰ علیین (جنت کے اعلیٰ درجات) میں ہیں:

رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ: غَفَرَ لِي، قُلْتُ: وَأَبُو يُوسُفَ، قَالَ: هُوَ أَعْلَىٰ دَرَجَةٍ مِنِّي قُلْتُ فَمَا صَنَعَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: هِيَ هَاتِ هُوَ فِي أَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ. ①

مثالب ابی حنیفہ بیان کرنے میں خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ عجیب و غریب تضاد کا شکار ہوئے، یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی برائیاں بیان کرنے میں انہوں نے بیشتر جگہ انہیں راویوں کا سہارا لیا جن کی تضعیف خود انہوں نے کی ہے، اور انکو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے، مگر یہی ناقابل اعتبار لوگ مثالب امام ابوحنیفہ بیان کرتے وقت خطیب کے نزدیک قابل اعتبار ہو گئے، اور ضعیف راویوں کی روایتیں خطیب کے نزدیک محفوظ روایتیں بن گئیں۔

دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

كيف يصف الخطيب المثالب بالمحفوظ وفي أسانيد تلك الروايات

① الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ج ۱ ص ۱۴۵ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه:

أخبار محمد بن الحسن الشيباني ص ۱۳۳ / مناقب أبي حنيفة وصاحبيه ص ۵۲

رجال تکلم الخطیب نفسه علیہم بالجرح والتضعیف فی کتاب التاریخ
ذاتہ۔^{۱۱}

یعنی خطیب مثالب اور مطاعن والی روایتوں کو کس طرح محفوظ بتلاتے ہیں جبکہ ان
روایتوں کو انہوں نے ایسی سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں ایسے لوگ بھی ہیں جن پر
خود خطیب نے اس کتاب میں جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔
دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی و برائی بیان کرنے میں ایسے راویوں کی روایتیں
ذکر کرتا ہے جن پر وہ خود کلام کر چکا ہے، اور ان کو ضعیف قرار دے چکا ہے، اور پھر انہیں
ضعیف راویوں کی روایتوں کو وہ محفوظ کہے، اور ان پر اعتماد کرے تو وہ شخص خود اپنے آپ کو ہی
اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔^{۱۲}

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے
نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ طلب کی گئی ہے:
استتیب أبو حنیفة من الکفر مرتین۔^{۱۳}

علامہ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن داؤد خربی رضی اللہ عنہ
(متوفی ۲۱۳ھ) (جنہیں امام ذہبی رضی اللہ عنہ ان القابات کے ساتھ یاد کرتے ہیں:
الامام، الحافظ، القدوة۔

امام نسائی، امام ابو زرہ رازی، امام دارقطنی رضی اللہ عنہم نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے)۔^{۱۴}

۱۱ الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث: ص ۳۰۸ ۱۲ الخطیب البغدادی وأثره

فی علم الحدیث: ص ۳۰۸ ۱۳ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳

ص ۳۸۰ ۱۴ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عبد اللہ بن داؤد بن عامر، ج ۹ ص ۳۲۶

یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات جھوٹ ہے:

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ: هَذِهِ وَاللَّهِ كَذِبٌ. ❶

خطیب کی ذکر کردہ روایات کے راویوں کی فنی حیثیت اور مفصل جواب کے لئے اہل علم

دیکھیں: ❷

فقہ ملت، فقہاء امت کے سردار امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشہور مورخ محمد

بن اسحاق بن ندیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۳۸۵ھ) لکھتے ہیں:

والعلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوينه رضي الله عنه. ❸

علم برا اور بحر (خشکی اور تری) مشرق و مغرب، دور اور نزدیک جتنا بھی یہ سب امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اللہ ان سے راضی ہو) ہی کا مدون کردہ ہے۔

شافعی المسلک، مفسر، محدث، مورخ حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التَّيْمِيِّ، فَقِيَهُ الْعِرَاقِ،

وَأَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَيْمَةِ

الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبُوعَةِ. ❹

امام ابوحنیفہ امام تھے، عراق کے فقیہ تھے، اسلام کے اماموں میں سے ایک امام تھے،

اونچے درجے کے سرداروں میں سے ایک تھے، علماء کے ارکان میں سے ایک رکن تھے، ائمہ

اربعہ میں سے ایک تھے، اور ان میں سے تھے جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت جلیل القدر امام کے متعلق ایسے گھناؤنے الفاظ ذکر کئے گئے جنہیں کسی

❶ الانتقاء: ترجمة: عيسى بن يونس ص ۱۵۰ ❷ تانيب الخطيب: ص ۲۶، ۲۵

❸ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۲۵۱

❹ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۱۴

معمولی شخص کے لئے بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔

امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی طرف مذکورہ بالا عبارت کی غلط نسبت کی گئی، امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًا عَنْ حَرَمِ اللَّهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثَّقَاتُ وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا أَدْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْكُوفَةِ ثُمَّ شَنَّ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَهُمْ. ①

حضرت امام ابوحنیفہ بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے تھے، اللہ کی حرمتوں کی مدافعت میں لگے رہنے والے تھے تاکہ اسے حلال نہ سمجھ لیا جائے، امام ابوحنیفہ انہیں احادیث کو اختیار کرتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی اور جسے ثقہ راوی روایت کرے، امام ابوحنیفہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل اور علماء کوفہ کو جس طریقے پر پایا تھا اسی کو اختیار کرتے تھے، پھر بھی کچھ لوگوں نے امام پر طعن و تشنیع کی، اللہ ہم کو اور ان کو معاف کرے۔

حسد و جہل کی وجہ سے جن لوگوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کی وہ ان کا ایسا برا عمل ہے کہ امام سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ محمد بن بشر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے تو وہ فرماتے کہ بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ قَالَ: فَاتَى سُفْيَانَ فَيَقُولُ لِي مِنْ أَيْنَ؟ فَأَقُولُ مِنْ

عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ: فَيَقُولُ لَقَدْ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ أَفْقِهِ أَهْلِ الْأَرْضِ. ②

① الانتقاء: عيسى بن يونس، ص ۱۴۲

② تاوخیخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۴

اسی طرح خطیب بغدادیؒ نے ایک روایت یہ نقل کی کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ اور ابلیس کا ایمان برابر تھا، ابلیس نے یارب کہا اور ابو بکر صدیق نے بھی یارب کہا:

سَمِعْتُ أبا حنيفة يَقُولُ: إيمان أبي بكر الصديق، وإيمان إبليس واحد،

قال إبليس يارب، وَقَالَ أَبُو بكر الصديق: يارب. ①

اس کی سند میں ایک راوی ابوصالح محبوب بن موسیٰ فراء ہے، امام سلمیٰؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنیؒ (متوفی ۳۸۵ھ) سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ قوی راوی نہیں ہے یعنی ضعیف ہے:

وسألته عن أبي صالح مَحْبُوبِ بْنِ مُوسَى الْفَرَاءِ فَقَالَ: ضَوَيْلِحٌ، لَيْسَ

بِالْقَوِيِّ. ②

سند کا دوسرا راوی ابواسحاق الفزازی ہے جس کے متعلق علامہ ابن سعدؒ (متوفی ۲۳۰ھ) فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے:

كثير الخطأ في حديثه. ③

امام ابن قتیبہ الدینوریؒ (متوفی ۲۷۶ھ) بھی فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت

غلطیاں کیا کرتا تھا:

كان كثير الغلط في حديثه. ④

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۹ ② سؤالات السلمی

للدارقطني: باب الميم، ص ۲۷۸، رقم الترجمة: ۳۳۰ / ميزان الاعتدال: حرف الميم،

ترجمة: محبوب بن موسى الإنطاكي، ج ۳ ص ۴۴۲ ③ الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو

إسحاق الفزاري، ج ۷ ص ۳۳۹، رقم الترجمة: ۳۹۸۸

④ المعارف: ترجمة: أبو إسحاق الفزاري، ج ۱ ص ۵۱۴

مشہور مورخ ابن ندیم رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۳۸ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

① كان كثير الغلط في حديثه.

اس میں ایک راوی عثمان بن سعید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت کا قائل تھا، علامہ زاہد الکوثری رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ اس کی بے گناہ ائمہ کے ساتھ دشمنی کھلا معاملہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے اٹھنا، بیٹھنا اور حرکت کرنا، اور اس کا بوجھل ہونا اور اس کے لئے استقرار مکانی (ایک جگہ میں اس کا قرار ہے) اور اس کی حد بندی وغیرہ کھلے لفظوں میں ثابت کرتا ہے، اور اس جیسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاہل ہے، وہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے:

عثمان بن سعید في السند هو مجسم مكشوف الأمر يعادي أئمة التنزيه، ويصرح باثبات القيام والقعود والحركة والثقل، والاستقرار المكاني، والحد ونحو ذلك له تعالى، ومثله يكون جاهلا بالله سبحانه بعيد أن تقبل روايته. ②

اندازہ کریں کہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے ضعیف روایت، حدیث میں کثرت سے غلطیاں کرنے والے، اور اہلسنت والجماعت سے خارج فرقہ مجسمہ سے تعلق رکھنے والے راویوں سے ایک من گھڑت روایت نقل کر کے اس کی نسبت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف کر دی، آج چودہ سو سال بعد کا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی وہ بات نہیں کہہ سکتا ہے جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کر کے ان ضعفاء اور فرق باطلہ سے تعلق رکھنے والے راویوں کی سند سے خطیب نے نقل کی ہے۔

① الفهرست: الفن الأول، ترجمة: أبو اسحاق الفزاري ص ۱۲۱

② تانيب الخطيب على ماساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۶، ۱۷

بعض باتیں تو خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی کی تحقیق کے متعصبین سے نقل کر دیں،

مثلاً انہوں نے ایک روایت نقل کی کہ سلمہ بن عمرو قاضی رضی اللہ عنہ نے برسر منبر کہا:

لا رحم الله أبا حنيفة! فإنه أول من زعم أن القرآن مخلوق. ❶

اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ پر رحم نہ کرے یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کو مخلوق قرار دیا۔

حالانکہ اصل میں ”مارحم الله أبا حنيفة“ نہیں تھا بلکہ ”مارحم الله أبا فلان“ تھا،

جیسا کہ محدث کبیر علامہ ابن عساکر رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے سلمہ بن عمرو قاضی رضی اللہ عنہ ہی

سے نقل کیا اس میں ابوحنیفہ کے الفاظ نہیں ہیں، دیکھئے:

سلمة بن عمرو القاضي على المنبر لا رحم الله أبا فلان فإنه أول من

زعم أن القرآن مخلوق. ❷

اب یہ معلوم نہیں کہ کس دلیل و بنیاد پر ”أبا فلان کو أبا حنيفة“ کی صورت میں تبدیل

کر دیا، نیز عقائد میں لکھی گئی تمام اہم کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ قرآن کو مخلوق سب

سے پہلے جعد بن درہم نے کہا پھر جہم بن صفوان نے کہا، اور اسی نے اس مذہب کو خوب

پھیلا یا اسی وجہ سے اس فرقہ کے لوگوں کو جہمیہ کہا جاتا ہے، پھر اسی کو آگے بڑھانے میں غیاث

بن بشر کا ہاتھ تھا۔

علامہ ابو القاسم لاکائی رضی اللہ عنہ (متوفی ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ امت کے درمیان اس

بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم کو سب سے پہلے مخلوق جعد بن درہم نے کہا، پھر جہم

بن صفوان نے، پھر جعد کو خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کیا، اور جہم کو ہشام بن عبد الملک کی

خلافت میں مرو میں قتل کیا گیا:

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۷۵

❷ تاریخ مدینة دمشق: ترجمة: سلمة بن عمرو بن أکوع، ج ۲۲ ص ۱۰۸

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْأُمَّةِ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ قَالَ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ جَعَدُ بْنُ دِرْهَمٍ ثُمَّ
جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ، فَأَمَّا جَعَدٌ فَقَتَلَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقُسْرِيُّ، وَأَمَّا جَهْمٌ
فَقُتِلَ بِمَرَوْ فِي خِلَافَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ. ❶

باقی روایت کی سند میں کس قدر ضعفاء اور کذاب راوی ہیں اس کے لئے ”تانیب
الخطیب“ اور ”الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ دیکھیں۔ بڑے
افسوس کی بات ہے کہ اپنی باطل روایتوں کے سہارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اسلام سے خارج
اور بدعتی قرار دیا، اور آپ کی فقہ کو قیاسات ورائے کا مجموعہ کہا۔

خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ پر بڑا تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں انہوں نے جو
روایتیں ذکر کی ہیں اس کو وہ غیر محفوظ قرار دیتے ہیں، خواہ اس کی سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ
ہو، اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب کی روایتوں کو وہ محفوظ قرار دیتے ہیں چاہے اس کے
راوی کذاب ہی کیوں نہ ہوں، جب وہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مناقب والی روایتیں ذکر کرتے
ہیں تو اس کے راویوں پر بھی کلام کرتے ہیں اور جب ان کے مثالب والی روایتیں لاتے
ہیں تو خاموشی سے گزر جاتے ہیں، اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان روایتوں میں فلاں فلاں راوی
ضعیف اور غیر ثقہ ہیں، مثلاً انہوں نے یہ روایت ذکر کی کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا
جس کا نام نعمان ہوگا اور اسکی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے، اس روایت کو
ذکر کرنے کے بعد چونکہ اس میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف تھی تو خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ نے
اس پر نقد کرتے ہوئے کہا:

قُلْتُ: وَهُوَ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ الْبُورَقِيُّ وَقَدْ شَرَحْنَا فِيمَا تَقَدَّمَ

أَمْرُهُ وَبَيْنَا حَالَهُ. ❷

❶ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: جماعة من البلخين ... الخ، ج ۲

ص ۵۴۴ ❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۶

یہ موضوع روایت ہے اس کا روایت کرنے والا تنہا بورتی ہے اور ہم نے گذشتہ صفحات میں اس کا حال بیان کیا ہے (یعنی ناقابل اعتبار راوی ہے)۔

اسی طرح یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے، تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں! روایت کی ہے، پھر فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں بڑے امانت دار تھے، امام یحییٰ بن معینؒ کی یہ تعریف خطیب بغدادیؒ کو امام ابوحنیفہؒ کے حق میں پسند نہیں آئی، تو انہوں نے اس روایت پر اس طرح جرح کی اس کی سند میں احمد بن حنبلہ سے روایت ہے جو غیر ثقہ ہے:

سئل یحییٰ بن معین: هل حدث سفیان عن أبي حنيفة؟ قال: نعم! كان أبو حنيفة ثقة صدوقا في الحديث والفقه. مأمونا على دين الله. قلت: أحمد بن الصلت هو أحمد بن عطية وكان غير ثقة. ①

مگر جب خطیب بغدادیؒ امام ابوحنیفہؒ کی معائب و مثالب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی جھوٹی روایتیں ہوں اس کے کذب اور دروغ گوئی کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی نہیں کرتے، کیا اسی کا نام امانت و دیانت ہے؟ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ائمہ حدیث اور کبار اہل علم کا یہ فیصلہ ہے کہ جس کی امامت و تقویٰ مشہور زمانہ ہو، جس سے کذب و دروغ گوئی کا کبھی کوئی ثبوت بھی نہ پایا گیا ہو تو اس پر کسی کی بھی جرح خواہ وہ اپنے وقت کا امام المحدثین ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں ہوگی، اور اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، علامہ ابن عبد البرؒ (متوفی ۴۶۳ھ) اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَتَبَّتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

وَبَانَتْ ثِقَّتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي جَرْحِهِ بَيِّنَةٌ عَادِلَةٌ يَصِحُّ بِهَا جَرْحُهُ عَلَى طَرِيقِ الشَّهَادَاتِ. ①

یعنی جرح و تعدیل کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت صحیح طور پر ثابت ہو، اور اس کی امامت فی العلم ثابت ہو، اور اس کا ثقہ ہونا ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو کہ اس کی علم کی طرف توجہ رہی ہے تو اس کے بارے میں کسی کے قول کا اعتبار نہ ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص صحیح جرح پیش کرے جس سے اس شخص کا مجروح ہونا شہادت کے طریق پر ثابت ہو جائے یعنی اس کا قول شرعی شہادت کے معیار پر پورا اترے۔

نیز علامہ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ فِيمَنْ اتَّخَذَهُ جُمُهورًا مِنْ جَمَاهِيرِ الْمُسْلِمِينَ إِمَامًا فِي الدِّينِ قَوْلُ أَحَدٍ مِنَ الطَّاعِينَ. ②

یعنی جمہور مسلمین نے جس کو دین میں اپنا امام بنایا ہو اس کے بارے میں طعنہ کرنے والوں کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہوگی۔

الدکتور محمود طحان علامہ ابن عبدالبر رضی اللہ عنہ کا یہ کلام نقل کر کے لکھتے ہیں:

فأبو حنيفة الذي ثبت في الدين إمامته واشتهرت بين المسلمين عدالته وأمانته، وانتشر في أقطار المسلمين علمه ونزاهته، واتبع فقهاء أكثر المسلمين على مدى القرون إلى هذا اليوم، لا يقبل فيه قول أحد من الطاعين، ولا يلتفت إلى حسد الحاسدين. ③

① جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳، ۱

رقم: ۲۱۲۸ ② جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲

ص ۱۰۹۳، رقم: ۲۱۲۸ ③ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۲۱

امام ابوحنیفہ جن کی امامت دین میں ثابت ہے اور جن کی عدالت و امانت مسلمانوں کے درمیان مشہور ہے، اور جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اور جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے صدیوں سے آج تک مسلمانوں کا اکثریت طبقہ رہا ہے، پس اس جیسے امام کے بارے میں کسی کی بھی جرح قبول نہیں کی جائیگی اور نہ حاسدوں کے حسد کی طرف توجہ کی جائے گی۔

دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جن کی امامت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کے بارے میں تمام رطب و یابس کو جمع کر دیا، بیشک وہ اس بارے میں خطا کار ہیں، وہ اس بارے میں انصاف کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں، اور تعصب کی راہ اختیار کرنے والے ہیں، خطیب نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کی عیب جوئی کے لئے جو روایتیں نقل کیں ہیں وہ سب کی سب واہی اور کمزور سندوں والی ہیں۔ ❶

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے خطیب بغدادی کے تعصب اور مسلک کی تائید کیلئے من گھڑت روایات کو باوجود یکہ اس کے موضوع ہونے کو جانتے ہیں بغیر تکمیر کے ذکر کرنے پر علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ خاصے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خطیب بغدادی نے قنوت کے بارے میں تصنیف کی گئی کتاب میں ایسی احادیث بھی پیش کیں ہیں جن میں اس کا تعصب ظاہر ہوتا ہے، پس ان میں ایک روایت اس نے اس سند سے درج کی ہے ”عن دینار بن عبد اللہ خادم أنس بن مالک“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، خطیب بغدادی کا اس روایت پر سکوت کر جانا، اور اس سے احتجاج کرنا بڑی کمینگی اور نرا تعصب اور کم دینی کی علامت ہے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ

روایت باطل ہے، ابن حبان نے کہا کہ یہ دینار حضرت انس رضي الله عنه سے ایسے موضوع اقوال نقل کرتا تھا جن کا کتابوں میں ذکر کرنا ہی جائز نہیں ہے، مگر اس ارادہ سے کہ ان پر جرح کی جاسکے، پس خطیب پر بہت ہی تعجب ہے کیا اس نے وہ صحیح حدیث نہیں سنی کہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری جانب منسوب کر کے کوئی جھوٹی بات کی حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹی بات ہے تو وہ کاذبین میں سے ہے، اور اس طرز عمل میں اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک ردی قسم کا موتی خرچ کرتا ہے اور اس کا عیب چھپاتا ہے، پس بے شک لوگوں کی اکثریت تو صحیح اور کمزور کو نہیں پہچان سکتی ہے اور یہ عیب صرف پرکھنے والے حضرات کے ہاں ہی ظاہر ہوتا ہے، پس جب کوئی محدث حدیث پیش کرتا ہے اور کوئی حافظ اس کو دلیل بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں یہی بات آئے گی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جس شخص نے قنوت کے مسئلہ میں، بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلہ میں، اور بادل کے دن روزہ رکھنے کے مسئلہ میں، اس کی تصنیف کی گئی کتابیں دیکھی ہیں اور اس کا ایسی احادیث سے دلیل پکڑنا جن کا بطلان واضح ہے تو وہ اس کے انتہائی تعصب اور کمزور دینی پر اطلاع پائیگا:

فایراد الخطیب له محتجا به مع السکوت عن القدرح فيه وقاحة عند علماء النقل وعصبية بارزة وقلة دين لأنه يعلم أنه باطل قال أبو حاتم بن حبان دینار یروی عن أنس أشياء موضوعة لا یحل ذکره فی الکتب إلا علی سبیل القدرح فيه فوا عجباً للخطیب أما سمع فی الحدیث الصحیح عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم من حدث عني حدیثا یری أنه کذب فهو أحد الکاذبین وهل مثله إلا کمثل من أنفق بهرجا ودلسه فإن أكثر الناس لا یعرفون الکذب من الصحیح فإذا أورد الحدیث محدث حافظ وقع فی النفوس أنه ما احتج به إلا وهو صحیح ولكن عصبیته معروفة ومن نظر من علماء

النقل في كتابه الذي صنّفه في القنوت و كتابه الذي صنّفه في الجهر
ومسألة العتم واحتجاجه بالأحاديث التي يعلم وهاها علم فرط عصبته. ①
علامہ جمال الدین زیلیعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۲ھ) نے بھی خطیب کے تعصب سے
متعلق علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے:

وسكوتہ عن القدرح في هذا الحديث، واحتجاجه به، وقاحة عظيمة،
وعصبية باردة، وقلة دين، لأنه يعلم أنه باطل، قال ابن حبان: دينار يروى
عن أنس آثاراً موضوعة، لا يحل ذكرها في الكتب، إلا على سبيل القدرح
فيه، فواعجبا للخطيب، أما سمع في الصحيح: من حدث عني حديثاً، وهو
يرى أنه كذب، فهو أحد الكاذبين. ②

علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں تین حفاظ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ سخت متعصب اور قلیل الانصاف ہیں، امام
حاکم، ابو نعیم اصبہانی اور خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل
نے بالکل سچ کہا ہے وہ ثقہ اور کبار حفاظ حدیث میں سے سچے راوی ہیں:

سمعت إسماعيل بن أبي الفضل القومسي و كان من أهل المعرفة
بالحدیث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم:
الحاكم أبو عبد الله، وأبو نعیم الأصبهاني، وأبو بكر الخطيب. قال
المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقاً له. ③

① التحقیق فی احادیث الخلاف: مسألة: لا یسن القنوت فی الفجر، الحدیث التاسع،

ج ۱ ص ۲۶۳ ② نصب الراية: كتاب الصلاة، باب صلوة الوبتر، ج ۲ ص ۱۳۶

③ المنتظم فی تاریخ الامم والملوک: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ترجمة: أحمد

بن علي بن ثابت الخطيب، ج ۱۶ ص ۱۳۳

معلوم ہوا کہ خطیب بغدادی میں تعصب تھا اسی بناء پر انہوں نے امام صاحب کے متعلق ہر قسم کی رطب و یابس کو جمع کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب میں دو باتیں پائی جاتی تھیں ایک یہ کہ وہ جرح اور تعدیل میں عام سطحی قسم کے محدثین کی عادت کے مطابق بے باک تھے جو ایسی باتوں کو بھی جرح سمجھ لیتے ہیں جو جرح شمار نہیں ہوتی اور یہ ان کی کم فہمی کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خطیب میں تعصب پایا جاتا ہے اور بے شک اس نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے پر جو کتاب لکھی ہے اس میں ایسی احادیث ذکر کیں ہیں جن کے بارے میں وہ خود جانتا ہے کہ صحیح نہیں ہیں اور یہی انداز اس نے ”کتاب القنوت“ میں بھی اختیار کیا ہے، اور بادل والے دن روزہ رکھنے کے مسئلے میں اس نے ایک ایسی حدیث ذکر کی جس کو وہ جانتا ہے کہ بے شک وہ موضوع ہے پھر بھی اس کو دلیل بنایا ہے اور اس پر کوئی جرح بھی نقل نہیں کی ہے:

وكان في الخطيب شيان أحدهما: الجري على عادة عوام المحدثين في الجرح والتعديل، فإنهم يجرحون بما ليس يجرح، وذلك لقللة فهمهم، والثاني: التعصب على مذهب أحمد وأصحابه، وقد ذكر في كتاب الجهر أحاديث نعلم أنها لا تصح، وفي كتاب القنوت أيضا، وذكر في مسألة صوم يوم الغيم حديثا يدري أنه موضوع فاحتج به ولم يذكر عليه شيئا. ①

علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ بعض ان لوگوں میں سے جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حمایت کی ہے ان میں علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ ہیں

① المنتظم في تاريخ الامم والملوك: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ترجمة: أحمد بن

جنہوں نے ”تبیض الصحیفة بمناقب ابي حنیفة“ لکھی اور علامہ ابن حجر مکی ہیں جنہوں نے ”الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم ابي حنیفة النعمان“ لکھی اور علامہ یوسف بن عبد البہادی حنبلی رضي الله عنه ہیں جنہوں نے ایک ضخیم کتاب ”تنویر الصحیفة فی مناقب ابي حنیفة“ لکھی اور اس میں بیان کیا ہے کہ علامہ ابن عبد البر رضي الله عنه نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے حق میں کوئی برا کلام نہ کیا جائے اور ان کی نسبت کسی کا برا قول سچا نہ سمجھا جائے کیونکہ خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو امام ابوحنیفہ رضي الله عنه سے افضل نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے زیادہ پرہیزگار اور نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ دیکھا، پھر کہا کہ کوئی شخص خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اس نے ایک جماعت علماء جن میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد رضي الله عنه اور ان کے بعض اصحاب پر بڑا تعصب کیا ہے اور ان پر ہر قسم کے عیب لگائے ہیں جس کی تردید میں بعض نے ”سہم المصیب فی کبد الخطیب“ کتاب لکھی:

ومن انتصر للإمام العلامة السيوطي في كتاب سماه تبیض الصحیفة والعلامة ابن حجر في كتاب سماه الخیرات الحسان والعلامة يوسف بن عبد الهادی الحنبلي في مجلد كبير سماه تنویر الصحیفة، وذكر فيه عن ابن عبد البر: لا تتكلم في ابي حنیفة بسوء ولا تصدقن أحدا يسيئ القول فيه، فإنی واللہ ما رأيت أفضل ولا أروع ولا أفقه منه ثم قال: ولا يغتر أحد بكلام الخطیب، فإن عنده العصبية الزائدة على جماعة من العلماء كأبي حنیفة والإمام أحمد وبعض أصحابه، وتحامل عليهم بكل وجه، وصنف

فيہ بعضهم السهم المصیب في كبد الخطیب. ①

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو جرحیں ہیں وہ چار باتوں سے خالی نہیں ہیں، بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں اور اصول ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف، شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے:

إن عدم قبول الجرح المبہم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفیة
وأكثر المحدثین منهم الشیخان وأصحاب السنن الأربعة وأنه مذهب
الجمہور وهو القول المنصور. ①

اور بعض جرحیں ہم عصروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر
حجت کے قبول نہیں کی جاتی اسلئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہچانے کا:

ومن ثم قالوا لا یقبل جرح المعاصر علی المعاصر أى اذا كان بلا
حجة لأن المعاصرة تفضی غالباً إلى المنافرة. ②

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے
”باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض“ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
کا قول نقل کیا ہے کہ علم جہاں کہیں سے بھی ملے اسے حاصل کرو، اور فقہاء و علماء کے ایک
دوسرے کے خلاف اقوال کو قبول نہ کرو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا قَوْلَ الْفُقَهَاءِ
بَعْضِهِمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايِرَ التَّيُوسِ فِي الزَّرِيْبَةِ. ③

① الرفع والتكمیل فی الجرح والتعدیل: المرصد الأول فیما یقبل من الجرح والتعدیل
وما لا یقبل منهما، ص ۱۰۵ ② الرفع والتكمیل فی الجرح والتعدیل: ایقاظ: فی بیان
حکم الجرح غیر البری، ص ۱۵

③ جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض، ج ۲، ص ۱۰۹۱

علامہ شمس الدین ذہبیؒ (متوفی ۷۴۸ھ) ابو عبد اللہ بن حاتم بن میمونؒ کے حالات میں لکھتے ہیں:

هذا من كلام الأقران الذي لا يسمع. ①

اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بناء پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الجرح اذا صدر من تعصب أو عداوة أو منافرة أو نحو ذلك فهو جرح مردود.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئیں ہیں اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

أن يكون الجارح من المتعنتين المتشددین في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب في جرحون الراوی بادنسی جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبر وجرحه لا يعتبر ما لم يوافقه غيره ممن ينصف ويعتبر. ②

امام صاحبؒ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنویؒ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة وكون

① سير اعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله بن حاتم بن میمون المرزوي، ج ۱۱

ص ۲۵۱ ② قواعد في علوم الحديث: لا يؤخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من

روایتہ معتبرہ صحیحہ والجروح الواقعة علیہ بعضها مبہمة وبعضها صادرة من أقرانه وبعضهما من المتعصبين المخالفين له وبعضها من المتشددین المتساهلین فکلها غیر مقبولة عند حدّاق العلماء. ①

آخر میں غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جو خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہر رطب و یابس روایتوں اور قصوں کی بڑی وسعت ظرفی سے قبول کرتے ہیں اور ان جھوٹی باتوں سے اپنے ضمیر کو روشن کرتے ہیں، ان سے عرض ہے کہ خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ کے قلم نے تو امام بخاری رضی اللہ عنہ کو بھی نہیں چھوڑا خطیب نے اپنی کتاب ”موضح أوہام الجمع والتفریق“ میں کتاب کی ابتداء ہی میں سب سے پہلے امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اوہام کو جمع کیا، عنوان قائم کیا ”أوہام البخاری“ پھر ترتیب وار ”الوہم الأول، الوہم الثانی، الوہم الثالث“ اسی طرح صفحہ نمبر ۷۱ سے لیکر صفحہ نمبر ۲۰۱ تک امام بخاری رضی اللہ عنہ کے چوتھر (۷۴) اوہام کو تفصیلاً ذکر کیا، تو کیا کوئی غیر مقلد خطیب کے ان ذکر کردہ اوہام کو اپنے مجالس و محافل اور مواعظ میں بیان کرے گا؟ کیا کوئی اس حصے کا اردو میں بھی ترجمہ کرے گا جس طرح کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے معائب اور مثالب کو جمع کر کے شائع کیا۔

جناب محمد بن عبداللہ ظاہری نے کتاب لکھی ”امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“ اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ خدا کی پناہ، اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع و من گھڑت روایات ذکر کی ہیں، اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خلاف جو عناوین قائم کئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱..... امام ابوحنیفہ کے مثالب

۲..... امام ابوحنیفہ کے فضول اور فتیح اقوال

۳..... ابوحنیفہ اور اس کا نسب

۴..... ابوحنیفہ اور ہوس جاہ

۵..... ابوحنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں

جس شخص کے عناوین میں اس قدر بغض و عناد کا اظہار ہو اس کتاب کے اندر تعصب

کا کیا حال ہوگا۔ ❶

امام ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی اور ابو زرعد رازی رضی اللہ عنہما سے نقل کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”التاریخ الکبیر“ میں جو خطائیں اور اوہام ہیں انہیں ذکر کیا ہے، یہ کتاب اب ”بیان خطأ البخاری فی تاریخہ“ کے نام سے چھپ چکی ہے، اسی طرح امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی ”الإلزامات والتبع للدارقطنی“ اہل علم کے ہاں معروف و مشہور ہے۔

مقصد یہ بتلانا ہے کہ اہل علم کا یہ اختلاف آپس میں دلائل و براہین کی بنیاد پر تھا، تعصب و حسد کی وجہ سے نہیں تھا، انہوں نے جس بات کو درست سمجھا اس کا اظہار کر دیا، اب کوئی اس کا غلط فائدہ اٹھا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراضات کرے یا یہ کہے کہ انہیں اسماء الرجال میں مہارت نہیں تھی انہوں نے تاریخ میں اتنی غلطیاں کیں، اور ان سے اتنے اوہام ہوئے، اور اس کا اظہار عوام کے سامنے اس انداز میں کرے تاکہ لوگوں کے دلوں سے ان کی جلالتِ شان اور عظمتِ مقام گر جائے، تو ایسے شخص کو متعصب و متشدد کہا جائے گا، اور عوام کے سامنے ان باتوں کا اظہار کرنے والا دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے، بلکہ عوام کے ذہن میں راسخ فقہاء و محدثین کی محبت گھٹا کر ان کو ایک غلط راستے کی طرف گامزن کر رہا ہے۔

❶ امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں: جس: ۲۳، ۲۸، ۳۵، ۵۵، ۵۸، مکتبہ اسلامیہ کراچی

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ رضي الله عنه اور امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رضي الله عنه کو ایک مقام عطاء فرمایا: یہ دونوں دین اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں، دونوں سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور ان سے بغض و حسد رکھنے والے کے لئے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں، لغزشوں اور تسامحات سے درگزر فرمائے اور ہم سب کو جناب رسول اللہ صلى الله عليه وسلم کی شفاعت اور قیامت کے دن آپ کا قرب اور آپ کے دست مبارک سے حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے، آمین۔

خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب

علماء امت نے امام اعظم رضي الله عنه پر طعن و جرح کرنے والوں پر مستقل کتب کی صورت میں مدلل و مفصل رد و جواب بھی لکھا، خطیب بغدادی رضي الله عنه کی ان تمام جرحوں کی رد میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱..... السهم المصيب في كبد الخطيب

الملك المعظم ابوالمظفر عيسى بن سيف الدين رضي الله عنه

۲..... السهم المصيب في الرد على الخطيب

علامہ ابن الجوزی رضي الله عنه (متوفی ۵۹۷ھ)

۳..... الانتصار لإمام أئمة الأمصار

یوسف بن قزغلی المعروف بسبط ابن جوزی رضي الله عنه (متوفی ۶۵۳ھ)

۴..... مقدمة جامع المسانيد

علامہ محمد بن محمود الخوارزمی رضي الله عنه (متوفی ۶۵۵ھ)

۵..... تنوير الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة

علامہ ابن عبد الہادی الحسینی رضي الله عنه

۶..... السهم المصیب في نحر الخطيب

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ)

..... تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من

الأكاذيب.

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۷۱ھ)

یہ کتاب تحقیقات و تدقیقات کا ایک گنجینہ ہے، مذکورہ کتب پر فائق ہے، اس میں نہایت تحقیق و تفصیل کے ساتھ امام صاحب اور صاحبین وغیرہ کے رد و قدح سے متعلق اقوال و واقعات کا روایتی اور درایتی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، ہر ہر واقعہ کی سند پر کلام کر کے اس کا موضوع ہونا دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے، سند میں موجود تمام مجروحین راویوں کی نشاندہی کی ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر طالب علم اس کا ضرور مطالعہ کرے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہم کو انہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے نہایت گراں قدر علمی خدمت انجام دی ہے، جو حضرات اصل کتاب سے استفادہ میں دقت محسوس کریں تو اس نہایت مقبول و معتمد ترجمہ کی طرف مراجعت کریں۔ خطیب بغدادی کی نقل کردہ جرحوں کے رد و جواب میں مذکورہ کتابوں کے لکھنے والے سب حنفی نہیں ہیں بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہیں، علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی المسلک ہیں، اسی طرح علامہ ابن عبدالبہادی رحمۃ اللہ علیہ بھی حنبلی المسلک ہیں، ان اقوال اور جرحوں کے جھوٹ و باطل ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا شہادت چاہئے کہ خود اپنے مسلک کے علماء نے اور اسی طرح احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے علماء نے مستقل کتب لکھ کر خطیب بغدادی کی منقولہ جرحوں کو باطل و بے اصل قرار دیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ کی ”الخيرات الحسان“ علامہ محمد بن یوسف صالحی رضی اللہ عنہ کی ”عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رضی اللہ عنہ کی ”مکانة الإمام أبي حنيفة في الحديث“ شیخ محمد قاسم حارثی رضی اللہ عنہ کی ”مکانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين“ میں ان تمام جرحوں کا کافی ثنائی جواب موجود ہیں، بالخصوص علامہ، محدث، محقق، شیخ عبد الفتاح ابوعدو رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تعلیقات ”الرفع والتكميل في الجرح والتعديل“ ”قواعد في علوم الحديث“ اور ”الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ میں نہایت گراں قدر تعلیقات اس بارے میں لاجواب ہیں۔

۸..... علامہ محمود الطحان مدظلہم نے اپنی کتاب ”الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث“ اس کتاب کے صفحہ ۳۰۶ سے ۳۲۵ تک خطیب بغدادی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نہایت مفصل دفاع کیا ہے، اور اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ یہ اعتراضات بعض متعصبین نے گھڑ کر اس کتاب میں شامل کئے ہیں، تاریخ بغداد کے تمام نسخوں کا موازنہ کر کے اس کی وضاحت کی ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان اعتراضات کی اصل حقیقت معلوم کرنے کیلئے ان ۴۰ صفحات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر جرح اور اس کا جواب

النعمان بن ثابت بن زوطى، أبو حنيفة الكوفي إمام أهل الرأي ضعفه

النسائي من جهة حفظه، وابن عدى وآخرون. ①

جواب: ۱..... یہ جرح علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل نہیں کی بلکہ

① میزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۷ ص ۳۸

متعصبین نے یہ جرح انکی کتاب میں داخل کی ہے جیسا کہ یہ بات عنقریب باحوالہ آجائے گی اس لئے کہ امام ذہبی رضي الله عنه نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رضي الله عنه، اہل اسلام کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی عظمت ہے:

و كذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. ①

امام ذہبی رضي الله عنه نے صراحت کے ساتھ یہ بات ذکر کر دی کہ میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، پھر سب سے پہلے نام بھی امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کا ذکر کیا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقدمہ میں خود صراحت بھی کریں اور اصل کتاب میں اس کی مخالفت کریں؟

علامہ زین الدین عراقی رضي الله عنه (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رضي الله عنه نے میزان میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من الصحابة والأئمة المتبوعين. ②

علامہ شمس الدین سخاوی رضي الله عنه (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رضي الله عنه نے میزان میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

ولكنه التزم أن لا يذكر أحدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين. ③

① میزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۲
 ② شرح التبصرة والتذكرة الفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۳
 ③ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

علامہ جلال الدین سیوطی رضي الله عنه (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رضي الله عنه نے میزان میں کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من

الصحابة، والأئمة المتبوعين. ①

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ذہبی رضي الله عنه نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا۔

۲..... امام ذہبی رضي الله عنه امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں جب کہ انہوں نے خود امام صاحب کا تذکرہ ”تذكرة الحفاظ“ میں کیا ہے اور اس کتاب میں تمام حفاظ حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام ذہبی رضي الله عنه کبھی آپ کا تذکرہ نہ کرتے اور آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب سے یاد نہ کرتے:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب. وقال ابن المبارك: أبو حنيفة أفتقه الناس. وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة. وقال يزيد: ما رأيت أحدا أروع ولا أعقل من أبي حنيفة. ②

امام ذہبی رضي الله عنه اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سیر اعلام النبلاء“ میں مکمل تیرہ (۱۳) صفحات میں امام صاحب کے متعلق تو شیقی اقوال نقل کئے ہیں، امام صاحب کا ذکر خیر شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① تدریب الراوی فی شرح تقریب النوای: النوع الحادی والعشرون، بمعرفه الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۸۹۰. ② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

أبو حنیفة النعمان بن ثابت التیمی: الإمام، فقیه الملة، عالم العراق. ورأى أنس بن مالک لما قدم علیهم الکوفة، وقال یحیی بن سعید القطان: لا نکذب الله، ما سمعنا أحسن من رأى أبی حنیفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. وقال علی بن عاصم: لو وزن علم الإمام أبی حنیفة بعلم أهل زمانه، لرجح علیهم. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے:

فقیه العراق الإمام أبو حنیفة النعمان ابن ثابت الکوفی وکان من اذکیاء بنی آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. وکان لا یقبل جوائز الدولة بن ینفق ویؤثر من کسبه. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو آپ کو اپنی کتاب ”المعین فی طبقات المحدثین“ کبار محدثین میں شمار کیا ہے اور اس کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق خود فرماتے ہیں: فهذه مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية تبصر الطالب النبیه وتذكر المحدث المفید بمن یقبح بالطلبة أن یجهلوهم. ❸

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کتنا مقام ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ”ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل“ اس کتاب میں ان ائمہ جرح وتعدیل کا ذکر ہے جن کا قول فن اسماء الرجال

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰ تا ۴۰۳

❷ العبر فی خبر من غیر: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۳

❸ المعین فی طبقات المحدثین: ص ۱۷، الناشر: دار الفرقان عمان

میں معتمد ہے، اس میں بڑے اہتمام کے ساتھ امام صاحب کا ذکر کیا ہے، اگر امام صاحب کو فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ نہیں ہوتی تو امام ذہبی رضی اللہ عنہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، علم حدیث میں امام صاحب کی مہارت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ آپ کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہوا، دیکھئے تفصیلاً: ①

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے تو امام صاحب اور صاحبین کے حالات میں مکمل ایک کتاب لکھی ہے اور آپ کی مدح میں محدثین کرام، فقہاء عظام اور آپ کے ہم عصر اکابر اہل علم کے اتنی کثرت کے ساتھ توثیقی اقوال نقل کیئے ہیں کہ جن کے انکار کو عقل سلیم محال سمجھتی ہے، آپ نے اپنی اس کتاب کا تذکرہ امام صاحب کے حالات کے ذیل میں کیا ہے:

قلت: مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء. ②

امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے حالات ذکر کرنے کے بعد بھی اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا:

قد أفردته وأفردت صاحبه محمد بن الحسن رحمهما الله في جزء. ③

آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ”مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه“ ہے، اس کتاب پر تحقیق و تعلیقات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابو الوفاء افغانی رضی اللہ عنہما کی ہیں اور یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد الدکن بالہند سے چھپی ہے، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

۳..... اگر بالفرض والمحال اس جرح کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے خود

جرح نہیں کی ہے بلکہ امام نسائی اور ابن عدی رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نسائی اور

① ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۶

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۷

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۱ ص ۱۲۵

ابن عدی کی جرح کے متعلق تفصیلات گزر چکی ہے۔

۴..... اس جرح میں ”من جهة حفظه“ کی تائید موجود ہے حالانکہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی

جرح میں اس قید کا کہیں ذکر نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت الحاقی ہے اصل ماخذ میں موجود نہیں ہے، متعصبین نے اپنی طرف سے اس جملے کا اضافہ کیا ہے۔

۵..... شیخ عبدالفتاح ابوغدة رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں:

مکتبہ انوار محمدی لکھنؤ سے (۱۳۰۱ھ) میں جو میزان الاعتدال کا نسخہ چھپا اس میں امام

صاحب کا ذکر اصل کتاب میں موجود نہیں تھا، بلکہ کسی نے حاشیہ میں امام صاحب کے متعلق یہ جرح لکھ دی، ۱۳۲۵ھ میں مصر سے جب یہ نسخہ چھپا تو انہوں نے حاشیہ کی بات کو اصل کتاب میں لکھ دیا اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کی:

والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لکهنو سنة ۱۳۰۱ھ

بالمطبع المعروف بأنوار محمد لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة في

أصل الكتاب وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين قال مشتها لما

لم تكن هذه في نسخة وكانت في أخرى أوردتها على الحاشية فلما طبع

الكتاب بمصر سنة ۱۳۲۵ھ طبعت تلك الكلمات التي على الحاشية

في صلب الكتاب دون تنبيه. ①

شیخ عبدالفتاح ابوغده رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اصل نسخوں کا ذکر کیا ہے کسی نسخے میں بھی امام

صاحب پر یہ جرح موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے کہ وہ نسخے کہاں

کہاں موجود ہیں، اور فرمایا کہ میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے کسی میں بھی یہ عبارت موجود

نہیں ہے، ان تمام نسخوں کے متعلق معلومات کے لئے دیکھئے: ②

① الرفع والتكميل في الجرح والتعديل، ص ۱۲۲

② الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: ص ۱۲۱ تا ۱۲۳

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ ”میزان الاعتدال“ کے تصحیح شدہ نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”تذکرۃ الراشد“ اور علامہ نیوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”التعلیق الحسن“ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا ہے اور آپ کو امام اہل الرأی کے ساتھ متصف نہیں کیا بلکہ ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے، امام صاحب کی فضیلت کیلئے یہی بات کافی ہے کہ تمام مذاہب میں جب بھی ”امام اعظم“ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی ہوتے ہیں کوئی اور مراد نہیں ہوتا:

على ما نقلوه عن ميزان الذهبى لا أثر له في بعض النسخ المصححة
من الميزان كما قاله فخر الهند اللكهنوى في تذكرة الراشد ص ۲۶۷
والعلامة النيموى في التعليق ۱۸۸ وجزم بأن يكون هذه العبارة
الحاقية... نعم ذكره أى أبا حنيفة في تذكرة الحفاظ ولم يصفه بإمام أهل
الرأى بل وصفه بالإمام الأعظم وهو اللقب الذى ألقاه الله في قلوب عباده
لهذا الإمام النبيل وكفا بذلك فخراً وفضيلةً لأبى حنيفة أنه لا يطلق الإمام
الأعظم عند أهل المذاهب كلها إلا عليه ولا يراد به غيره: ①

علامہ عبدالرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں یہ جرح اصل کتاب میں داخل کی گئی ہے، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کیسے جرح کر سکتے ہیں کہ جب کہ انہوں نے خود ”میزان الاعتدال“ کے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا

ذکر نہیں کرونگا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے جیسے امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ علامہ محمد بن اسماعیل یمانیؒ صاحب سبل السلام نے اپنی کتاب ”توضیح الأفكار“ میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ ”میزان الاعتدال“ میں امام صاحب کا ذکر نہیں ہے، اور امام نوویؒ نے ”تہذیب الأسماء واللغات“ میں امام صاحبؒ کے تفصیلاً حالات ذکر کئے ہیں، لیکن تضعیف کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے:

قلت: لا شك في كونها مدسوسة كيف وقد صرح الذهبي نفسه في مقدمة الميزان أنه لا يذكر فيه ترجمة الإمام حيث قال ما نصه وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنيفة، صاحب سبل السلام في توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار بقوله لم يترجح لأبي حنيفة، وصرح به العلامة محمد بن اسماعيل الأمير اليماني في الميزان وترجم له النووي في التهذيب وأطال في ترجمته ولم يذكره بتضعيف. ①

علامہ عبدالحی لکھنویؒ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ تمام معتبر نسخے میزان الاعتدال کے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان میں کسی میں بھی یہ جرح کی عبارت موجود نہیں ہے:

إن هذه العبارة ليست لها أثر في بعض النسخ المعتبرة على ما رأيتها

بعيني. ②

ان تمام اکابر اہل علم کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام ذہبیؒ نے

① ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۴۷ ② مجموعة رسائل

اللکھنوی: امام الکلام فيما يتعلق بالقراء ؤ خلف الامام، ج ۳ ص ۱۷۶

امام صاحب کے متعلق کوئی جرح نقل نہیں کی، اور میزان الاعتدال کے تمام صحیح معتبر نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے بعض متعصبین نے اس عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جیسا کہ باحوالہ یہ بات گزر گئی۔

کیا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں؟

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۰۸ھ) نقل کرتے ہیں:

أبو حنيفة رضى الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا

أو نحوها. ①

جناب محمد یوسف جے پوری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں یا اس کے لگ بھگ۔ ②
حالانکہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے امام ابوحنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مرویات) سترہ تک پہنچتی ہیں۔

دونوں ترجموں میں زمین آسمان کا فرق ہے اصول حدیث سے جسے ذرا بھی مس ہوگا وہ دونوں ترجموں کے فرق کو بخوبی سمجھ لے گا، عوام کے لئے ہم تھوڑی سی وضاحت کئے دیتے ہیں، دیکھئے ایک ہوتا ہے استاذ سے حدیث حاصل کرنا اسے کہتے ہیں تحمل حدیث اور اخذ حدیث اور ایک ہوتا ہے استاذ سے پڑھی ہوئی احادیث آگے شاگردوں کو پڑھانا اسے کہتے ہیں ادائے حدیث اور روایت حدیث، علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ قول کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب نے آگے جو احادیث روایات کی ہیں وہ سترہ تک پہنچتی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب نے حدیثیں کل سترہ پڑھی ہیں، روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی عیب

① مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

② حقیقت الفقہ، ص ۸۸

نہیں ہے کیونکہ اس سے علم حدیث سے ناواقفی یا واقفیت کا تھوڑا ہونا لازم نہیں آتا، اس لئے ممکن ہے کہ محدث و فور علم کے باوجود حزم و احتیاط کی بناء پر حدیث کی آگے روایت کم کرے، ورنہ تو جو اعتراض حضرت امام صاحب پر کیا جاتا ہے اس سے خلفاء راشدین بالخصوص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر اجلہ صحابہ کرام بھی نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کی مرویات بھی دیگر صحابہ کرام کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ جے پوری صاحب اگر علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ کی عبارت کا ترجمہ صحیح کرتے تو اعتراض کا کوئی پہلو نہ نکلتا لیکن انہوں نے یا تو جان بوجھ کر یا عربی سے نابلد ہونے کی بناء پر غلط ترجمہ کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی (اعاذنا اللہ منہ) دوسرے جے پوری صاحب نے تاریخ ابن خلدون سے اپنے مفید مطلب عبارت نقل کی ہے اور آگے پیچھے سے ساری عبارت دیدہ و دانستہ چھوڑ دی ہے کیونکہ اس سے بنا اعتراض ہی ختم ہو جاتا ہے، ہم متعلقہ ساری عبارت ذکر کرتے ہیں تاکہ جے پوری صاحب کی خیانت کھل کر سامنے آسکے:

واعلم أيضا أن الأئمة المجتهدين تفاوتوا في الإكثار من هذه الصناعة والإقلال فأبو حنيفة رضى الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا أو نحوها ومالك إنما صحّ عنده ما في كتاب الموطأ وغايتها ثلاثمائة حديث أو نحوها. وأحمد بن حنبل في مسندة خمسون ألف حديث ولكل ما آذاه إليه اجتهاده في ذلك. وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلهذا قلت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. والإمام أبو حنيفة إنما قلت روايته لما شدد في شروط الرواية والتحمل وضعف رواية الحديث اليقيني إذا عارضها الفعل

النفسي. وقلت من أجلها رواية فقل حديثه. لأنه ترك رواية الحديث متعمدا فحاشاه من ذلك. ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره رداً وقبولاً. وأما غيره من المحدثين وهم الجمهور فتوسّعوا في الشروط وكثر حديثهم والكل عن اجتهاد وقد توسّع أصحابه من بعده في الشروط وكرت روايتهم الخ.

اور یہ بھی جان لو کہ ائمہ مجتہدین حدیث کے فن میں متفاوت رہے ہیں، کسی کی مرویات قلیل اور کسی کی کثیر ہیں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صحیح احادیث جو موطا میں ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد تین سو یا اس کے لگ بھگ ہے، اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں (۵۰) ہزار احادیث ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے اجتهاد کے مطابق سعی کی ہے، بعض لوگ جو بغض رکھنے والے اور متعصب ہیں انہوں نے اس جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے کہ ائمہ میں سے کچھ امام حدیث میں قلیل البضاعت ہیں اسی لئے ان سے روایت حدیث کم ہوئی ہے، لیکن اس اعتقاد کی کبار ائمہ کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ کتاب و سنت ہی سے ماخوذ ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت اس لئے قلیل ہوئی کہ انہوں نے روایت اور اس کے تحمل کے بارے میں سخت شرائط لگائیں، اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں یقینی روایت جب کہ اس کے معارضہ میں فعل نفسی واقع ہو تو ضعیف ہو جاتی ہے نہ یہ کہ انہوں نے حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مجتہدین ان کے مذہب پر اعتماد کرتے ہیں رد و قبول کے اعتبار سے، امام

صاحب کے علاوہ جمہور محدثین نے روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا ہے اس لئے ان کی احادیث کثیر ہوئیں اور ہر ایک نے یہ شرائط اپنے اپنے اجتہاد سے عائد کیں، امام صاحب کے بعد ان کے اصحاب نے بھی روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا تو انکی روایات بھی کثیر ہو گئیں۔

محترم قارئین: آپ نے علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائی اس سے کہیں اشارہ بھی جے پوری صاحب کا مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری عبارت ان کے خلاف جاتی ہے، شاید اسی لئے وہ صرف ایک فقرہ ذکر کرتے ہیں باقی سب کھا جاتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے یہ بتایا کہ بعض ائمہ قلیل الروایت ہیں اور بعض کثیر الروایت ہیں، پھر اس کی تمثیل میں ائمہ ثلاثہ کا ذکر کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انکی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی تین سو تک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی (۵۰) ہزار تک، اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب کے متعلق جو کہا ہے وہ انکے قلیل الروایت ہونے کی تمثیل میں کہا ہے بطور طعن یا اعتراض کے نہیں کہا، بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی پرزور مذمت کی ہے جو کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے حدیث میں قلیل البصاعت (کم علم) سمجھتے ہیں۔^①

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض متعصب لوگ جو ائمہ کبار میں سے کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے قلیل البصاعت (حدیث میں کم علم) خیال کرتے ہیں یہ محض ان کا افتراء ہے، کبار ائمہ کے بارے میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں کیونکہ شریعت قرآن و سنت ہی سے اخذ کی جاتی ہے:

وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلهذا قلت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. ❶

جو شخص حدیث میں قلیل البضاعت ہو وہ کیسے احادیث سے احکام شریعت استنباط کر سکتا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی شافعی رضي الله عنه (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

امام ابوحنيفه بڑے حفاظ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے توفیقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا:

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتنائه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❷

امام صاحب کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ اس سے لگائیے کہ فن اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رضي الله عنه (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذكرة الحفاظ“ میں کیا ہے امام ذہبی رضي الله عنه نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو حافظ الحدیث نہ ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رضي الله عنه اگرچہ فقہاء سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرماتے ہیں:

❸ انه قليل الحديث فلهذا لم أذكره في الحفاظ.

یہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کا تذکرہ حفاظ میں نہیں کیا۔

❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۱۵۶

❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت الانصاري، ج ۱ ص ۷۱

علامہ احمد بن حنبلہؒ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ذہبیؒ نے امام ابوحنیفہؒ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر:

ذکرہ الذہبی وغیرہ فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلة

اعتنائه بالحديث إما لتساهله أو حسده. ①

خود علامہ ابن خلدونؒ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابوحنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه

بينهم والتعويل عليه واعتباره ردًا وقبولاً. ②

امام ابوحنیفہؒ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ

ان کے مذہب پر رد و قبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ سے جو روایت حدیث قلیل وارد ہوئی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ

انہوں نے روایت و تحمل حدیث میں شرائط سخت لگا رکھی تھیں اور حدیث کے معاملے میں

بہت احتیاط کیا کرتے تھے:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ③

تحقیق امام ابوحنیفہؒ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی ہے۔

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

① الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثلاثون،

ص ۹۰ ② مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۲

③ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۱۹۷

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود الہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہوتی تھی، اور آنحضرت ﷺ کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا مگر پھر بھی ایک قوم نے (بلاوجہ) ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے:

سفيان الثوري يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول الله وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا ولهم. ①

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث اور تحمل حدیث میں شرائط کس قدر سخت تھیں اس کا ذکر تفصیل سے ماقبل میں ہو چکا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حدیث کی روایت وہ شخص کرے جو حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام صاحب کے اس اصول کا دوسرے محدثین کے اصول کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مذہب بہت ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حفظ کی اس شرط پر پورے نہ اتریں گے:

هذا مذهب شديد، وقد استقر العمل على خلافه، فلعل الرواة في

① الانقضاء في فضائل الثلاثة الاثمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن

الصحيحين ممن يوصف بالحفظ لا يبلغون النصف. ①

علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ کا امام صاحب کے متعلق نقل کردہ قول عقلا ونقلًا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

ابن خلدون رضی اللہ عنہ نے قلیل الروایت کی تمثیل میں امام صاحب کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کی لگ بھگ پہنچتی ہیں اس کا ہم کچھ تجزیہ کرنا چاہتے ہیں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضرت امام صاحب کے بارے میں ابن خلدون کا نقل کردہ قول عقلا ونقلًا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

۱..... علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ نے اسے بصیغہ ترمیض ذکر کیا ہے جو خود اس کے ضعف اور مرجوحیت کی دلیل ہے۔

۲.... علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا قول نہیں بلکہ انہوں نے اسے مجہول کے صیغہ بقال سے ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ کہا جاتا ہے یہ کہنے والے کون ہیں؟ کوئی پتہ نہیں۔

۳..... انہوں نے ”أو نحوها“ کا لفظ بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ خود انہیں صحیح پتہ نہیں کہ سترہ ہی کہا جاتا ہے یا زیادہ۔

۴..... ابن خلدون رضی اللہ عنہ کو عظیم مؤرخ اسلام ہیں لیکن انہیں ائمہ کرام کی مرویات کا صحیح علم نہیں اسی لئے انہوں نے امام مالک رضی اللہ عنہ کی مرویات ان کی موطا میں تین سو بتائی ہیں حالانکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۱۷۶) کے موطا میں (۱۷۲۰) احادیث موجود ہیں، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی مرویات مسند احمد میں پچاس ہزار بتائی ہیں، حالانکہ مسند احمد میں کل تیس ہزار احادیث ہیں اور اگر امام احمد رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبد اللہ کی مرویات کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر کل چالیس ہزار بنتی ہیں، علامہ ابن خلدون رضی اللہ عنہ کو

جب ائمہ کی مرویات کی صحیح تعداد معلوم نہیں تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں انکے نقل کردہ قول کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

۵..... حضرت امام صاحب کے قلیل الروایت ہونے کی تردید کیلئے آپ کے تلامذہ واصحاب پر نظر کر لینا ہی کافی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی رضی اللہ عنہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کے اعتبار سے امام ابوحنیفہ کے تلامذہ کے صرف نام ذکر کیئے ہیں جو ستر (۷۰) صفحات پر مشتمل ہیں، اور جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آ کر امام صاحب سے علم حاصل کیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقہ، نصیبین، رملہ، مصر، یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استرآباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قوس، دامغان، طبرستان، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترند، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، جمص وغیرہ۔

۶..... علامہ شمس الدین ذہبی رضی اللہ عنہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محدثین و فقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لروى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لا يحصون. ①

آپ کے تلامذہ میں مشہور محدث حضرت عبداللہ بن یزید مقرئ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے امام صاحب سے نو سو احادیث سنی تھیں:

سمع من الإمام تسع مائة حديث. ②

حافظ الحدیث امام مسعر بن کدّام رضی اللہ عنہ جو زمانہ طالب علمی میں امام صاحب کے رفیق

① مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۵ ② مناقب أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۱۶

درس تھے، فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا رفیق درس تھا وہ علم حدیث کے طالب بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زہد و تقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے:

قال مسعر بن کدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في

الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❶

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں:

عندى صناديق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذى ينتفع به. ❷

حضرت عبداللہ بن یزید مقرئ رضی اللہ عنہ جب امام صاحب سے مروی روایت بیان کرتے

تو فرماتے: حدثنا شاهنشاه.

علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ و كان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال:

حدثنا شاهنشاه. ❸

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی رضی اللہ عنہ (متوفی ۵۴۸ھ) نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ائمہ

حدیث میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے تفصیلاً: ❹

امام ذہبی رضی اللہ عنہ نے فن جرح و تعدیل میں جن ائمہ کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے ان میں

امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❺

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۴۳، مناقب أبي حنيفة، ج ۱ ص ۹۵

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱ ص ۳۴۴

❸ الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجنة، الصالحية، ج ۱ ص ۱۴۶

❹ ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل، ص ۷۶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رضي الله عنه (متوفی ۷۲۸ھ) ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقہ، مثل الأئمة الأربعة واتباعهم. ❶

علامہ ابن قیم رضي الله عنه (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رضي الله عنهما کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں:

أما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري. ❷

امام حفص بن غیاث رضي الله عنه جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رضي الله عنه ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

حفص بن غياث الإمام، الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي، قاضي بغداد. ❸

یہی امام حفص بن غیاث رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا. ❹

امام وکیع بن جراح رضي الله عنه جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رضي الله عنه ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

❶ منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس، وفيه الرد على التفضيلي، ج ۲ ص ۱۰۵ ❷ إعلام الموقعين عن رب العالمين: يصار إلى الاجتهاد والقياس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۹ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث النخعي، ج ۱ ص ۲۱۷ ❹ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۳۰

و کعب بن الجراح بن ملیح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ①
امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں
دیکھا کہ جسے امام و کعب پر مقدم کروں، اور امام و کعب امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے قول پر فتویٰ دیتے
تھے اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں اور انہوں نے امام صاحب سے بہت ساری
حدیثیں سنی تھیں:

قال یحییٰ بن معین: ما رأیت أحدا أقدمه علی و کعب و کان یفتی برأی
أبی حنیفة و کان یحفظ حدیثہ کلہ، و کان قد سمع من أبی حنیفة حدیثا
کثیرا. ②

ان ٹھوس اور مستند حوالہ جات کے بعد بھی یہ کہنا کہ ان کی مرویات سترہ تک پہنچتی ہیں،
انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟ معمولی عقل و شعور رکھنے والا آدمی بھی
اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

امام ابوحنیفہ رضي الله عنه نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا:

انتخب أبو حنیفة الآثار من أربعین ألف حدیث. ③

ما قبل میں تفصیل کے ساتھ امام صاحب رضي الله عنه کی انتیس (۲۹) مسانید اور آپ کی ”کتاب
الآثار“ کا ذکر ہوا، آپ کی وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات کا ذکر ہوا، صحاح ستہ کے ائمہ میں
کوئی بھی ایسا امام نہیں ہے جن کی ثنائی روایات ہوں، امام صاحب رضي الله عنه کی تمام ثنائی
روایات کے متعلق تفصیلاً دیکھئے: الإمام الأعظم أبو حنیفة و الثنائیات فی مسانیدہ.

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: و کعب بن الجراح بن ملیح، ج ۱ ص ۲۲۳

② جامع بیان العلم و فضلہ: باب ماجاء فی ذم القول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی

والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲ ③ مناقب أبی حنیفة: ج ۱ ص ۸۳

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثی روایات کی تعداد تقریباً ساڑھے چار سو (۴۵۰) ہے جن سندوں سے یہ روایات مروی ہیں ان کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے، وہ امام اعظم جن کی وحدانی، ثنائی، ثلاثی روایات کا اس قدر ذخیرہ ہو ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔

بریں عقل و دانش، بایاد گریست

مشہور محقق عالم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت پر عقلاً، نقلاً تجزیہ کر کے اس کا مفصل رد لکھا ہے، اہل علم حضرات مراجعت فرمائیں: ①

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جتنے مشہور اعتراضات تھے بندے نے ان تمام اعتراضات کے تفصیلی جوابات نقل کر دیئے ہیں، باقی اگر کوئی معمولی اعتراض کسی نے نقل کیا ہے تو وہ تاریخ بغداد سے نقل کیا ہے اور ان تمام کے مفصل و مدلل جوابات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمۃ اللہ علیہ نے ”تانیب الخطیب“ میں دے دیئے ہیں اہل علم حضرات اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں، اردو دان طبقہ اس کتاب کا اردو ترجمہ ”امام ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع“ جو نہایت معتمد اور مستند ہے اس کی طرف مراجعت کریں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات

۱.... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جب کہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ سر کے ساتھ کھائیں مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سر کے ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی، تو

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر (چمڑے کا) دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس پر سرکہ الٹ دیا، سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر لی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القاء کر دیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں کہ وہ فضل و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے)۔ ❶

۲.... محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہو کر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا (یعنی یہ کہلوا یا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے) صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں، مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا، اس نے آ کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلے کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہل محلہ میں سے جو معزز اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے آیا، ان سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال و اسباب اللہ تعالیٰ اس کو واپس کر دے، سب نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے علاقے کے تمام بدچلن اور تمام متہم لوگوں کو ایک جگہ جمع کر لو پھر ایک ایک شخص کو باہر نکالتے جاؤ اور جس شخص کا سامان چوری ہوا ہے اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کر دے۔ اور اگر چور ہو تو خاموش ہو جائے، جب یہ خاموش ہو جائے تو تم اس کو پکڑ لو۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مال مسروقہ

واپس دلوا دیا، چونکہ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ①

۳.... کوفہ کے ایک نیک صالح شخص کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف گزر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ امام ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس، آپ نے اس سے فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر مجھ سے ملتے جانا۔ یہ شخص ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین دن ٹھہر کر جب واپس ہوا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے گزرا، تو آپ نے اس کو آواز دی۔ سلام دعا کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم تین دن کے لیے امام ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کس غرض سے گئے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے جس کا اظہار میں ہر شخص کے سامنے نہیں کرتا۔ میں نے یہ امید کی تھی کہ وہاں جا کر اس کا کوئی حل نکل آئے گا، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں ایک صاحب وسعت شخص ہوں اور دنیا میں ایک بیٹے کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جب میں کسی عورت سے اس کا نکاح کرتا ہوں تو وہ اسے طلاق دے دیتا ہے، میں نے اس کو ایک باندی خرید کر دے دی تو اس کو بھی آزاد کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر امام ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو ہم بفضل اللہ تمہیں اس پریشانی سے نکال دیں گے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کیا، جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اس سے فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بازار جاؤ پھر جو باندی اس کو پسند آجائے اور اس کی قیمت کا معاملہ بھی تمہارے حسبِ منشا ہو جائے تو اس کو اپنی ذات کے لیے خرید لو اس کے لیے نہ خریدنا، پھر اس باندی کے ساتھ اپنے بیٹے کا نکاح کر دو، پھر اگر

اس نے طلاق دے دی تو وہ تمہارے پاس لوٹ آئے گی (اس لیے کہ وہ تمہاری ملکیت میں ہے) اور اگر اس نے آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہیں ہوگی (اس لیے کہ وہ تمہاری مملوکہ ہے) اگر اس سے اولاد ہوگئی تو تمہارے بیٹے کا نسب ثابت رہے گا (اور اس شخص کو فقہان نسب کا بھی غم تھا) اس نے کہا کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بالکل جائز ہے، پھر یہ شخص امام ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان سے اس تدبیر کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بالکل درست رائے دی ہے۔^①

۴..... امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا، تو آپ تشریف لے گئے، دربار میں ربیع موجود تھا، یہ ربیع منصور کا خاص چہیتا اور لاڈلا تھا، اسے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کافی عداوت تھی، ربیع نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دادا (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یہ تھا کہ کسی معاملہ پر قسم اٹھانے والا اگر ایک یا دو دن کے بعد استثناء یعنی ان شاء اللہ کہہ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہ ہے کہ استثناء متصل ہی جائز ہے (بعد میں معتبر نہ ہوگا) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے امیر المؤمنین! ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی دلا دے۔ منصور نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے، پھر اپنے گھروں پر واپس جا کر استثناء کر دیا کریں گے، تو جو حلفیہ عہد اطاعت لیا وہ ختم ہو جائے گا، یہ سن کر منصور ہنسنے لگا، اور اس نے کہا: اے ربیع! ابوحنیفہ کو کبھی نہ چھیڑنا (ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرے گا)۔ جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باہر آگئے تو ربیع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مروادیا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کام تو نے کیا تھا میں نے اپنے لیے اور تیرے لیے خلاصی کی راہ نکالی۔^②

① کتاب الأذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۳

② تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۲

۵..... ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا اگر تم نے میرے لیے ایسی ہانڈی نہ پکائی جس میں ایک پاؤ نمک ڈالا لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو ورنہ تجھے طلاق، پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا حل پوچھا گیا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی میں انڈا ابالے اس میں ایک پاؤ یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہوگی اس لیے کہ نمک کا اثر ابالے ہوئے انڈے میں ظاہر نہ ہوگا)۔ ①

۶..... عبد الواحد بن غیاث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو العباس طوسی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق برے خیالات رکھتا تھا، اور اس کا علم ان کو بھی تھا۔ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ منصور کے پاس گئے اور وہاں اس وقت کثیر مجمع تھا۔ طوسی نے کہا آج مجھے ابوحنیفہ کی خبر لینی ہے، چنانچہ سامنے آیا اور کہا کہ اے ابوحنیفہ! امیر المؤمنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی گردن اڑادی جائے اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لیے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی (یعنی قتل کا حکم کیوں دیا، اس صورت میں قتل کرنا جائز ہوگا یا نہیں)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو العباس! پہلے اس کا جواب دو امیر المؤمنین کے احکام حق پر مبنی ہوتے ہیں یا باطل پر؟ اس نے کہا: حق پر۔ آپ نے فرمایا: بس تو حق کا نفاذ کرتا رہ جس طرح بھی تجھے حکم دیا جائے، اور تیرے لیے اس کی تحقیق ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا، مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔ ②

۷..... یحییٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا۔

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ۷۹

② الوافی بالوفیات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۹۱

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی، میرے پاس ایک اعرابی آیا، اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا، میں نے اس سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا کہ پانچ درہم میں دوں گا۔ میں نے پانچ درہم دے کر وہ مشکیزہ لے لیا۔ پھر میں نے کہا: اے اعرابی! ستو کی طرف کچھ رغبت ہے؟ اس نے کہا: لاؤ۔ میں نے اس کو ستو دے دیئے جوزیتوں کے تیل میں بھنے ہوئے تھے، وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا، اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا کہ ایک پیالہ پانی دے دیجیے، میں نے کہا: پانچ درہم میں ملے گا۔ اس سے کم میں نہیں، (اب کثرت سے ستو کھانے کی وجہ سے اسے پیاس لگ گئی، اب اسے پانی کی حاجت تھی تو اس نے لے لیا اس حیلہ سے) میں نے اس سے اپنے پانچوں درہم بھی واپس لے لیے اور پانی بھی میرے پاس رہ گیا۔ ❶

۸..... ایک شخص ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ جگہ یاد نہیں آرہی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں، اچھا ایسا کرو کہ جاؤ اور آج پوری رات نوافل پڑھتے رہو صبح تک ان شاء اللہ تمہیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کر دیا) پھر صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی، آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دے گا اور تجھے یاد دلا دے گا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تو رات کا بقیہ حصہ بطور شکرانے کے نوافل میں گزارتا۔ ❷

۹..... ایک شخص مسجد سے گزرا، آپ نے فرمایا: یہ شخص مسافر ہے اور اس کے آستین میں

❶ کتاب الأذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۳

❷ وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۳۱۱

مٹھائی ہے، اور یہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے، تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کی آستین پر مکھیاں تھیں، اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔ ①

۱۰..... ایک شخص جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں:

۱..... وہ جنت کا طالب نہیں۔ ۲..... جہنم سے ڈرتا نہیں۔

۳..... اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔ ۴..... مردار کھاتا ہو۔

۵..... بغیر رکوع سجدہ کے نماز پڑھتا ہے۔ ۶..... بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

۷..... حق سے بغض رکھتا ہے۔ ۸..... فتنہ سے محبت رکھتا ہے۔

۹..... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے۔ ۱۰..... یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: کیا تو اس شخص کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو برا نہیں جانتا اس لیے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے کہا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: بہت برا آدمی ہے، یہ کافروں کی صفات ہیں۔ یہ سن کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دئے اور فرمایا: یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے، پھر اس شخص سے کہا: اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا مجھ پر زبان درازی سے باز آجائے گا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا:

۱..... وہ رب جنت کا طالب ہے (جنت جو مخلوق ہے اس کی طلب نہیں)۔

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الحادی

- ۲..... اور رب جہنم سے ڈرتا ہے (جہنم جو مخلوق ہے اس کا خوف نہیں)۔
- ۳..... اس کو اللہ تعالیٰ سے (اس بات کا) خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔
- ۴..... مردار سے مراد مچھلی کھاتا ہے (کیونکہ اس کو ذبح نہیں کیا جاتا)۔
- ۵..... مراد اس سے نماز جنازہ پڑھتا ہے، اور اس میں رکوع سجدہ نہیں ہوتا۔
- ۶..... بن دیکھے گواہی کا مطلب یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (اس کی گواہی دیتا ہے، حالانکہ کسی نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے)۔

- ۷..... موت حق ہے اس سے بغض رکھتا ہے تاکہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔
- ۸..... فتنہ سے مراد مال اور اولاد ہے (اور اس سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے)۔
- ۹..... بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔

- ۱۰..... یہودی اس قول کی تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ جھوٹے ہیں اور نصاریٰ کی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصْرَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ۔

سائل اپنے تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات سننے کے بعد اٹھا اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کی

جبین فراست کو بوسہ دیا۔ ❶

- ۱۱..... جب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں ملے گا، جب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ شفاء یاب ہوئے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بات سے ان میں کچھ عجب پیدا ہو گیا، انہوں نے اپنی علیحدہ

❶ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی

مجلس شروع کر دی، لوگ ان کی طرف جانے لگے، جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جاؤ، اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دیا دھونے کے لیے دو درہم کے بدلے میں، پھر جب کپڑا مانگا تو دھوبی نے انکار کر دیا، پھر دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا، تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب (مراد امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ) کہے ہاں تو کہنا غلط ہے، اگر وہ کہے نہیں تو بھی کہنا کہ غلط ہے۔ وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا، امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے کہا: اجرت کا مستحق ہوگا اس نے کہا کہ غلط ہے، پھر کچھ سوچ کر فرمایا اجرت کا مستحق نہ ہوگا، اس نے کہا: غلط ہے۔ اسی وقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: سبحان اللہ جو لوگوں کو فتویٰ دینے کے لیے بیٹھا ہے اور اپنے لیے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے لیکن اس کا حال یہ ہے اجارات کے مسئلہ کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا، امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ مجھے بتائیں۔ فرمایا: اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی، کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا تھا اگر پہلے دھو چکا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اسی کے لیے دھویا تھا۔ ①

۱۲..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ علماء شہر کے ساتھ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنوں کا نکاح دو بھائیوں سے ہوا تھا۔ صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ لہنیں تبدیل ہو گئیں اور ان سے صحبت بھی ہو گئی۔ (ہر ایک نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنی بیوی سمجھ کر صحبت بھی کر لی) اس مجلس میں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا: کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رجوع کروایا

تھا، فرمایا کہ عورت سے صحبت کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے، لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھے تھے ان سے امام مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کیا کہیں گے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ، ان کو حاضر کیا گیا، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ہر ایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تو نے صحبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر ہر ایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کیا ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے؟ اس نے کہا: فلانی۔ فرمایا: کہو کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ (دونوں نے کہا ہم نے طلاق دی) پھر ان لڑکیوں سے جن سے صحبت کی تھی دوبارہ نکاح کروایا۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر محدث کبیر امام مسعر بن کدام رضی اللہ عنہ اٹھے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لوگوں سے فرمایا تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمال عقل اور کمال علم کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ: علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو فیصلہ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا ایک دوسرے کی منافی نہیں بلکہ دونوں درست ہیں۔ حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس لیے درست ہے کہ یہ وظیٰ بالشبہ ہے اس میں مہر لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اس لیے درست تھا کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے مطابق بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے محبت ہو چکی ہے اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے، خطرہ تھا کہ کہیں وہ اس کی

قلبی محبت میں گرفتار نہ ہو گیا ہو اور جب وہ اس سے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے اس لیے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام فرمایا۔ اس مصلحت کی بناء پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی، حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لیے تو حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیشانی کو چوما۔ (نیز اس میں عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ جس نے پہلے صحبت کی اسی کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ نیز اگر منکوحہ بیوی کو لوٹا دیا جاتا تو فطرتی غیرت کی وجہ سے عمر بھر یہ بات دل میں ہوتی ہے کہ میری اہلیہ کے ساتھ غیر نے صحبت کی ہے)۔ ①

۱۳..... امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک سید کے بیٹے کے جنازہ کے لیے تشریف لے گئے جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء بھی تھے۔ اس لڑکے کی والدہ شدت غم کی وجہ سے ننگے سر اور چہرہ باہر آئی اور جنازے پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا، جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا، تو اس نے کہا اگر تو اسی جگہ سے نہ لوٹی تو تجھے تین طلاق، یہ سن کر عورت نے بھی قسم کھالی کہ اگر میں نماز جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد۔ یہ سن کر لوگ نماز جنازہ پڑھنے سے رک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی۔ اس شخص نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ تو اپنی بات دوبارہ دہرا، اس نے دوبارہ دہرایا تو امام صاحب جہاں کھڑے تھے فرمایا: یہیں صفیں درست کر لو میت کو جنازہ گاہ سے یہاں لے آؤ اور شرکاء جنازہ کو بھی یہاں بلا لو۔ پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، پھر نماز جنازہ کے بعد عورت

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی

کو لوٹ جانے کا حکم دیا (کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لیے کہ عورت اسی جگہ سے واپس لوٹی آگے نہیں بڑھی، اور نہ اس کے غلام آزاد ہوئے کیونکہ وہ نماز جنازہ کے بعد گئی)۔ یہ فیصلہ دیکھ کر قاضی ابن شبرمہ رضي الله عنه چلا اٹھے کہ اے ابوحنیفہ! اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آگئیں، تیرے لیے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔ ①

۱۴..... دہریوں کی ایک جماعت نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کو قتل کرنا چاہا (چونکہ دہری اللہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں وہ اس عقیدے کی بناء پر امام صاحب رضي الله عنه کو قتل کرنا چاہتے تھے) امام صاحب رضي الله عنه نے فرمایا: پہلے مناظرہ کر لو، پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، امام صاحب رضي الله عنه نے فرمایا: کیا کہتے ہو ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان بڑی لہریں اٹھتی ہیں بغیر ملاح کے چلتی ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ تو ممکن نہیں۔

امام صاحب رضي الله عنه نے فرمایا کہ کیا یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ یہ دنیا جس میں تبدیلی اور اس کے احوال بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی صانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں؟ انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔ (یعنی جب کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو کائنات کا اتنا بڑا نظام بغیر خالق کائنات کے کیسے چل سکتا ہے)۔ ②

۱۵..... ایک شخص امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کی بد خوئی کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایسی مصیبت میں پھنس گیا کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا، واقعہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے تین

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی

والعشرون، ص ۶۶ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة

النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۹

طلاق، عورت نے کہا: اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد۔ یہ لاینجل مسئلہ جب امام صاحب رضي الله عنه کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحب رضي الله عنه نے کہا: تو طلاق طلب کر۔ (عورت نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا تو یہ الفاظ کہہ کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، پھر امام صاحب رضي الله عنه نے دونوں سے کہا: جاؤ کسی پر کچھ نہیں، (طلاق اس لیے واقع نہیں ہوئی کہ مرد نے الفاظ طلاق کو عورت کی مشیت پر موقوف کیا، طلاق نہیں دی، عورت نے بھی طلاق کا مطالبہ کیا اس لیے غلام آزاد نہیں ہوا، لیکن عورت نے طلاق کے اختیار کو اپنے اوپر نافذ نہیں کیا اور طلاق کو نہیں چاہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی) پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسے مسئلے سے نکالا ہے اس کی بد خوئی سے توبہ کر، اس نے توبہ کی پھر وہ ہر نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رضي الله عنه کے لیے دعائے خیر کرتا تھا۔ ①

۱۶۔ ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رضي الله عنه سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں، امام صاحب رضي الله عنه نے فرمایا: بالکل کھولو، لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔ اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلی رضي الله عنه کی عدالت میں شکایت کی، تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا، اس نے امام صاحب رضي الله عنه سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی۔ امام صاحب نے دوبارہ کہا: جاؤ کھول لو (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلی رضي الله عنه سے شکایت کی، قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو منع کر دیا۔ اس نے پھر امام ابوحنیفہ رضي الله عنه سے آکر کہا، امام صاحب رضي الله عنه نے کہا: تیری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ اس نے کہا: تین دینار، آپ نے فرمایا: اس کو گرا دے، میں تمہیں تین

① الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني

دینار دے دوں گا۔ (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی، تو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے اور تو مجھے شکایت کرتا ہے کہ میں اس کو منع کر دوں؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب خانہ سے کہا: جو چاہو کرو تمہاری مرضی ہے، تو اس کے پڑوسی نے کہا: پھر کھڑکی نکالنا بہتر ہے۔ (دیوار گرانے سے) پڑوسی نے کہا: اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (پریشان ہو کر) کہا: جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس) جب میری غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔^①

۱۷..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے کہا: مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنی نبوت کے دلائل لاؤں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو اس سے دلیل یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔^②

۱۸..... ایک شیعہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل سنت کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے اس لیے ان کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جبراً چھین لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے نہ لے سکے، یہ

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۱ الخيرات الحسان

في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۵

سن کروہ حیران رہ گیا۔ ①

۱۹..... ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو تین طلاق، لوگ پریشان تھے کہ اب اس مصیبت سے کس طرح نکلے گا (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزے کا کفارہ لازم آتا ہے، اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ اہلیہ کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاؤ اور اس دوران صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اس لیے نہ اس کے ذمہ کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی)۔ ②

۲۰..... ضحاک مردزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: تو نے قتل عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا پہلے ان کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک نے کہا: ہم غلطی پر ہیں تو اس نے قتل عام کا حکم واپس لے لیا، لوگوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بصیرت کی وجہ سے نجات پائی (اس لیے کہ مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہو پھر اپنا دین چھوڑ کر کوئی نیا دین اختیار کرے، اور یہاں انہوں نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا تھا)۔ ③

۲۱..... امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بڑے محدث تھے لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے تھے، اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ اگر تو نے

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ③ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷، ۷۸

مجھے آنا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق، یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تاکہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق، اگر اشارہ سے بتائے تو بھی طلاق۔ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا، کسی بھی طرح اطلاع کریں تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا، اس نے جا کر قصہ بیان کیا، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ جب آٹے کی تھیلی خالی ہو جائے اور استاد محترم سو جائیں تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے

لگے: اللہ کی قسم! یہ ابوحنیفہ کی تدبیر ہے۔ ①

۲۲..... گورنر ابن ہبیرہ کی انگوٹھی میں ایک نگینہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا ”عطاء من عبد

اللہ“ کہنے لگا مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نقطہ بدل دو پھر ہو جائے گا ”عطاء من عند اللہ“ اس

حاضر جوابی پر ابن ہبیرہ بڑا حیران ہوا، اور کہنے لگا: حضرت آپ ہمارے پاس روزانہ

تشریف لایا کریں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو مجھے

اپنے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈال دے گا، اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے گا تو مجھے

رسوا کرے گا۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں یہی جواب امام

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ آپ

ہمارے پاس کثرت سے تشریف لایا کریں۔ ②

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني

والعشرون، ص ۷۵ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة

النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۷

۲۳..... امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا، اس نے امام صاحب سے شکایت کی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: خاموش رہ کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔ جب اگلے روز نماز کے لیے مسجد میں سب لوگ جمع ہو گئے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آتا ہے حالانکہ مور کے پر کے اثرات اس کے سر پر ہیں، یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا: اے فلاں! اس کا مور واپس کرو اس نے مور واپس کر دیا۔ ①

۲۴..... حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ پکتی ہنڈیا میں پرندہ گر کر مر گیا اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: بتاؤ۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا کہ اس کا شور باگر ادا یا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کر لیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو لیکن جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائے گا، ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ہنڈیا جب ابلتی ہوئی نہ ہو تو اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے، اور جوش مارنے کے وقت اس کا اثر گوشت کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ ②

۲۵..... حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا، پھر ان میں سے دو گم ہو گئے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے، تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو درہم باقی ہے وہ ان

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۴ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة

میں بطریق اثلاث تقسیم ہوگا یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے۔ فرمانے لگے: انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق اثلاث تقسیم ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمانے لگے: اللہ کے بندے نے غلطی کی پھر فرمایا: جو درہم کم ہو گئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے اور دوسرا دونوں کا اور تیسرا ان کے درمیان نصف و نصف تقسیم ہوگا، ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابوحنیفہ سے ملا، وہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تو لا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا: کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہو گئے تو ان میں شرکت لازم ہوگئی، تو ایک درہم والے کے لیے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا اور دو درہم والے کے لیے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا، پس جو درہم بھی کم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصہ کے بقدر کم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصہ کے بقدر باقی رہا۔ ①

۲۶..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانتے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانس کر مجھے اپنی نماز

کی اطلاع کر دیتے۔ ②

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۲ ② الخيرات الحسان

۲۷..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گا جب تک تو خود نہ بولے گی۔ (اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو نہ بولے گا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ سنا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ حرام کو حلال کرتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے؟ (یعنی صحبت کو جائز قرار دیتے ہو کیونکہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئے گا) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی۔ اب اگر یہ اس سے بات چیت کرے گا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی، اور پھر مرد کلام کرے تو عورت کی قسم بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ یہ سن کر فرمانے لگے آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں اور بے خبر ہیں۔ ❶

۲۸..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اس نے میراث میں چھ سو دینار (۶۰۰) چھوڑے ہیں لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا: امام داود طائی رضی اللہ عنہ نے۔ اس پر آپ نے فرمایا: تیرے لیے صرف اتنا ہی حصہ ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

نے اس سے پوچھا: کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، والدہ، اہلیہ، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑے؟ اس نے کہا: بالکل۔ فرمایا: دو ٹلٹ یعنی چار سو (۴۰۰) دینار بیٹیوں کا حصہ، چھٹا حصہ یعنی سو (۱۰۰) ماں کا، ایک ٹمن یعنی پچتر (۷۵) بیوی کے، باقی پچیس (۲۵) رہ گئے، چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل ملتا ہے اس لیے تیرے بھائیوں کو دو دو دینار ملے، تو بارہ بھائیوں کو چوبیس (۲۴) دینار ملے، باقی ایک بچا تو تجھے صرف ایک دینار ملا۔ ❶

۲۹..... امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تا کہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں۔ دو شخص حاضر ہوئے، ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے، قاضی نے مدعا علیہ سے کہا: تیرے پاس اس کا جواب ہے؟

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب سے کہا: آپ مدعی علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جب کہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے، کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے، کیا یہ اس کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: آپ اس سے پوچھیں: کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہو گئیں؟ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا: میری ماں فوت ہو گئی ہے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ اس کی ماں فوت ہو گئی، قاضی نے اس سے کہا، اس نے گواہ پیش کیے۔

پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی سے کہا: اس سے پوچھو کیا اس کی ماں کا کوئی وارث ہے یا نہیں، قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا: نہیں میں اکیلا ہی وارث ہوں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: اس سے کہو: گواہ لائے، اس نے گواہ پیش کیے۔

پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو تیری ماں آزاد تھی یا باندی۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا، اس نے کہا: آزاد۔ اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے، پھر امام ابوحنیفہؒ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا: مسلمان۔ اس سے کہا گیا: اس پر گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے۔

تب امام صاحبؒ نے قاضی سے کہا: اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو۔ یہ دیکھ کر قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے، اور آپ کی خداداد فہم و فراست پر حیران ہو گئے۔ ❶

۳۰..... ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا: اے زانی ماں باپ کے بیٹے۔ یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰؒ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کی وجہ سے دوسری اس کی ماں پر تہمت کی وجہ سے) امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: قاضی صاحب نے اس ایک فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں:

۱..... پاگل پر حد لگائی۔ ۲..... مسجد میں حد لگائی (جب کہ مسجد میں حد لگانا منع ہے)۔ ۳..... کھڑا کر کے حد لگائی جب کہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ ۴..... دو حدیں لگائیں حالانکہ اس نے ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائی ہے کیونکہ اگر ایک کلمہ سے پوری قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے۔ ۵..... دعویٰ کرنا اس کے ماں اور باپ کا حق تھا جب کہ وہ دونوں غائب ہیں۔ ۶..... دوسری حد پہلی حد سے صحت یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اکھٹی ہی لگا دیں۔ جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰؒ کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتویٰ دے کہ ہمیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرتا ہے)

اس پر امیر نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا۔ ①

۳۱..... ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ اس نے حضرت شریک رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: طلاق دے کر پھر رجوع کرے۔ پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تو اس طرح کہہ اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رجوع کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے۔ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ تقویٰ کے مطابق تھا، اور امام زفر رحمۃ اللہ علیہ نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے۔ (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کہے کہ مجھے اپنے کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے، اس سے کہا جائے کہ تو اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر اسے دھولے۔ ②

۳۲..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم کھائی ہو کہ اگر میں آج کے دن غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق، پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میری آج کوئی نماز قضاء ہو جائے تب بھی تین طلاق، اور اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت کرے پھر غروب کے بعد غسل کرے، پھر مغرب و عشاء کی نماز پڑھے کیونکہ آج کے دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (عصر کے بعد صحبت کی تو جماع والی بات پوری ہو گئی، غروب آفتاب کے بعد غسل کیا تو چونکہ شرعاً غروب کے بعد نئے دن کی ابتداء ہو جاتی ہے، لہذا اس نے آج کے دن غسل نہیں کیا، پھر غسل کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز بھی اپنے

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۹، ۷۰

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۳، ۷۴

اوقات میں پڑھ لی اس لیے کوئی نماز بھی قضا نہیں ہوئی۔ (۱)

۳۳..... ایک عورت نے دو جڑواں بچے جنے، ان دونوں کی پیٹھ آپس میں ملی ہوئی تھی، اب ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک زندہ رہا، تو علماء کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔ لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں، مردہ کو دفن کرو اور زندہ کو زمین سے باہر رکھو، اس طرح زمین کی مٹی دونوں کو علیحدہ کر دے گی، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا، اس کا نام مولیٰ ابی حنیفہ یعنی امام حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا غلام پڑ گیا۔ (۲)

۳۴..... ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوب صورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، ایک کو فی اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی اس کی طرف مائل ہو گئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کیے) وہ اثبات نکاح سے عاجز آ گیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور وہ شخص اور چند عورتیں اس کے خیمہ کی طرف گئے، وہاں پہنچ کر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمہ میں داخل ہو جاؤ، جب وہ داخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کتا ان کو بھونکنے لگا، اور کاٹنے کے لیے بھاگا۔ پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس اجنبی عورت کو خیمہ میں داخل ہونے کو کہا تو کتا اس کے ارد گرد چکر لگانے اور دم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کتا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا لیکن تو اپنے خاوند کو بھول گئی) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اب حق واضح ہو گیا۔ (۳)

۳۵..... امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا نہیں

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

③ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

کھائے گا، پھر اس نے قسم کھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور کھائے گا، جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا، اب کیا کرے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس انڈے کو مرغی کے نیچے رکھ دو جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھالے یا اس کو شور بے میں پکائے اور شور بے سمیت کھا جائے (کیونکہ اب وہ انڈا نہیں رہا بلکہ چوزہ یا شور با بن گیا)۔ ①

۳۶..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا: اگر تو اوپر چڑھے تو طلاق اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق، اب کیا کرے؟

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں اور وہ عورت سیڑھی پر ہی رہے (چونکہ سیڑھی عارضی لگی ہوئی تھی) دوسری صورت یہ ہے کہ اس عورت کو چند عورتیں اس کے ارادہ کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں تو طلاق نہیں پڑے گی۔ ②

۳۷..... ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام باقر محمد بن علی بن حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ہوئے تو امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جدا مجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: تشریف رکھیں۔ آپ کے لیے عظمت اور بڑائی ہے جیسا کہ آپ کے نانا علیہ السلام کے لیے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے باادب ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: حضرت مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت۔

عرض کیا: عورت کا کتنا حصہ ہے؟

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵، ۷۶

فرمایا: مرد سے نصف۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کے لیے کامل اور مرد کے لیے نصف کا حکم کرتا لیکن ایسا نہیں (چونکہ عورت کمزور ہے اس لیے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے حصہ زیادہ ملنا چاہئے)۔

پھر عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی۔ (اس لیے کہ نماز افضل ہے روزے سے لہذا افضل کی قضاء کا حکم ہونا چاہئے تھا یہی قیاس کا تقاضہ ہے)

پھر عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا: پیشاب۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔

پھر فرمایا: معاذ اللہ یہ کہ میں کوئی بات خلاف حدیث کہوں بلکہ میں تو حدیث کا خادم

ہوں۔ یہ سن کر امام باقر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔^①

۳۸..... امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محلے

میں ایک چکی پیسنے والا رہتا تھا جو نہایت عالی قسم کا شیعہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ یہ حرکت کی

کہ اپنے دو نچروں میں سے ایک کا نام (معاذ اللہ) ابو بکر رکھا اور دوسرے کا نام عمر۔ خدا کا

کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد ان ہی میں سے ایک نے اسے دو لاتیں مار کر ہلاک کر دیا۔

میرے دادا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حاضرین مجلس سے

فرمایا کہ ذرا جا کر دیکھو جس خچر نے اسے مارا ہے وہ ہی ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، لوگوں نے جا کر تحقیق کر تو معلوم ہوا کہ واقعاً وہ وہی خچر تھا۔ ❶

۳۹..... امام ابوحنیفہؒ ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کا ایک گروہ ننگی تلواریں لیے آپہنچا۔ انہوں نے کہا: اے ابوحنیفہ! ہم آپ سے دو مسکوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، اگر آپ نے ان کا جواب درست دیا تو آپ ہم سے بچ جائیں گے ورنہ آپ کو قتل کرنا ہمارے نزدیک ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: اپنی تلواروں کو نیام میں ڈالو۔ انہوں نے کہا: ہم تلواروں کو نیام میں کیسے ڈالیں ہم تو آپ کی گردن کاٹنے میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: اب سوال کرو۔

انہوں نے کہا: دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جس نے شراب پی ہے اور زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر مر گیا ہے، اور دوسری عورت ہے جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، بچے کی پیدائش کے دوران وفات پا گئی ہے تو بہ کرنے سے پہلے۔ اب یہ دونوں کافر ہیں یا مؤمن؟ (ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر امام صاحبؒ فرماتے کہ وہ مؤمن ہیں تو وہ امام صاحب کو قتل کر دیتے)۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: وہ دونوں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا وہ یہودی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: تو کیا وہ نصرانی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: تو کیا وہ مجوسی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحبؒ نے پوچھا: کیا وہ بت پرست ہیں؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: تو پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ

مسلمانوں میں سے ہیں، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اپنے سوال کا جواب خود دیا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کس طرح؟ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ مسلمان ہیں تو جو آدمی مسلمان ہو تم اسے کیسے کافروں میں سے شمار کرتے ہو۔

انہوں نے کہا: وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل دوزخ سے؟ امام صاحب نے فرمایا: اس کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے کہا تھا: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو غالب حکمت والا ہے)۔

یہ سن کر وہ (خارجی) اپنے غلط عقیدے سے تائب ہو گئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے

معذرت کی۔ ❶

۴۰..... امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک دن مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے زرد رنگ کا تھا دوسری طرف سے سرخ رنگ کا، اور اس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دیا اور زبان سے کچھ بولی نہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے لیا اور دو ٹکڑے کر دیا، عورت یہ دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہم نشین اس راز کو نہ سمجھے تو سوال کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس عورت کے اس رنگ کے سیب لانے کا مطلب یہ تھا کہ اس کو زرد

❶ محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: الحد الرابع عشر في الشجاعة

رنگ کا خون آتا ہے کبھی سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون سا حیض ہوگا اور کون سا طہر میں شمار ہوگا۔ تو میں نے اس سب کو کاٹ کر اندر سے سفیدی دکھائی جب تک خالص سفیدی نہ دیکھے سارا حیض شمار ہوگا پاک نہ ہوگی۔

۴۱..... امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک آدمی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز کہیں دفن کی ہے اب معلوم نہیں گھر میں کہاں دفن کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں سوچ و بچار کروں تو بھی نہیں معلوم کر سکتا، راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی رو پڑا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھ چند تلامذہ کو بھی لیا اور ان کے گھر پہنچے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر یہ تمہارا گھر ہو اور تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہو تو کہاں دفن کرو گے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میں یہاں دفن کروں گا، دوسرے نے کہا: میں یہاں کروں گا، تیسرے نے تیسری جگہ بتائی، اس طرح پانچ مختلف جگہیں سامنے آئیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان جگہوں کو کھودو، جب تیسری جگہ کھودی گئی تو دقینہ نکل آیا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ادا کرو جس نے تجھے مال واپس لوٹا دیا۔ (امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع کا اندازہ کیجیے کہ اپنی تدبیر کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی کمال کی نسبت اپنی طرف کی)۔ ①

۴۲..... ابو بدر سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں ایک بخیل آدمی تھا۔ اس نے ہزار درہم جمع کیے اور ایک تھیلی میں بند کر کے کوفہ کے ایک صحراء میں دفن کر دیئے (کچھ ایام کے بعد) جب تلاش کیا وہاں نہ پایا تو (فرط غم میں) چند دن اس طرح گزر گئے کہ اس نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ اس سے اس کے ایک پڑوسی نے کہا: کیا تو پسند کرے گا کہ میں تجھے اس

تھیلی کا پتہ بتاؤں؟ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاوہ اپنی فراست سے تجھے اس کا حل بتائیں گے، وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں پھر تجھ سے، میری مدد کرو اور مکمل قصہ بیان کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس صحراء میں پہنچے، دیکھا کہ ایک قوم کو نملہ نکالنے میں مصروف ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو تمہارے ساتھ کو نملہ نکالا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا؟ انہوں نے ایک گھڑی غور فکر کیا پھر کہا: ہاں، فلاں شخص ہے جسے زوزر کہا جاتا ہے۔ فرمایا: اس کی رہائش کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں کے حمام کے پاس۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہاں تشریف لے گئے اس آدمی کو ساتھ لے کر صاحب حمام سے کہا: یہاں ایک آدمی ہے جس کا لقب زوزر ہے کیا تو اس کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: وہ اس مکان میں ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ امام صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو خلوت میں لے گئے اور اس سے فرمایا: وہ جو دینہ فلاں جگہ میں تھا اور تجھے ملا وہ واپس کر دے یہ آدمی اس کا مالک ہے اور تجھے دیکھنے والی وہ ذات ہے جس نے اس کو دینے پر گواہی دی ہے، یعنی رب العالمین، تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور بات کرنے میں لڑکھڑانے لگا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس سے اتنے کے مطالبے کے بارے میں بات کرتا ہوں تو باقی لوٹا دے۔ وہ تنور جیسے گڑھے میں داخل ہوا اور ریت میں چھپی ہوئی درہموں کی تھیلی نکال لایا۔ اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست سے مستحق کو حق مل گیا۔ ①

۴۳..... سعید بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امام اعمش رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی کے درمیان سخت کلامی ہو گئی۔ ان کی بیوی نے قسم اٹھالی کہ وہ اپنے خاوند سے بات نہیں کرے گی۔ اب امام اعمش رضی اللہ عنہ بات کریں تو وہ جواب نہ دے، تنگ ہو کر امام اعمش رضی اللہ عنہ

نے قسم اٹھائی کہ اگر آج کی رات میں اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے طلاق ہے۔ اب امام اعظم رضی اللہ عنہ اس پر نادم ہوئے اور اس قسم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے، تو رات کو ہی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ بڑے اکرام اور اعزاز سے پیش آئے، امام اعظم رضی اللہ عنہ رات کو تکلیف دینے کا عذر کرنے لگے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا عذر چھوڑیں حکم کریں۔ جب انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو امام صاحب نے عرض کیا کہ اس طلاق سے بچنے کا راستہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آسان بنا دیں گے۔ انہوں نے مؤذن کو بلایا جو امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد کا مؤذن تھا، اور فرمایا کہ جب اعمش گھر میں داخل ہو تو صبح ہونے سے پہلے اذان دے دینا۔ (حالانکہ حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان نہ دی جائے کیونکہ اذان نماز کا اعلان ہے۔ لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی بیوی کو طلاق سے بچانے کے لیے ایک طریقہ اپنایا)۔ جب امام اعظم رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو مؤذن نے اذان دی، تو ان کی بیوی سمجھی کہ صبح ہوگئی اور طلاق واقع ہوگئی کیونکہ رات ختم ہو چکی ہے۔ اس نے الحمد للہ الذی اراحنی منك یا سبی الخلق (تمام تعریفیں مختص ہیں اس ذات کے لیے جس نے مجھے تجھ جیسے سخت مزاج سے راحت بخشی)۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: ابھی تک صبح نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے

انہوں نے عمدہ حیلہ کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ ❶

۳۴..... عبید بن اسحاق رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی ہے کہ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اور ان کی

بیوی کے مابین ایک رات جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں ان کی بیوی ناراض ہو گئی اور ان

سے بات کرنا چھوڑ دیا۔ امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ بھی غصے ہوئے اور قسم اٹھالی کہ اگر اس نے میرے ساتھ بات نہ کی تو اسے تین طلاق۔ اب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کوشش کرنے لگے کہ آج کی رات وہ ان کے ساتھ بات کرے لیکن وہ بالکل خاموش تھی، اب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ پریشان ہوئے اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، امام صاحب نے فرمایا: رات کے ایسے وقت میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابو یوسف۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے، دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا حل آسان ہے۔ چراغ لائے اور ساتھ ہی خوبصورت لباس لائے اور خوشبو لائے اور امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی اور فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہو کہ اگر تو مجھ سے بات نہیں کرتی تو تیرا کیا گمان ہے کہ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بیوی نہیں ملے گی؟

جب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے اور ان کی بیوی نے جب انہیں دیکھا کہ زرق برق لباس زیب تن ہے اور خوشبو میں مہک رہی ہیں، اور جب انہوں نے اپنی بات دہرائی تو وہ سمجھی کہ شاید دوسرے نکاح کی تیاری کر کے آئے ہیں، تو اب وہ فوراً بول اٹھی اور کہا: اے سرتاج! فلاں بات اس طرح ہے (یعنی بول پڑیں) اس طرح امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ اپنی قسم سے بری ہو گئے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی فراست کی برکت سے۔ ①

۴۵..... عبید بن اسحاق حکایت بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص مرض الموت میں مبتلا تھا، اس نے وصیت کرنا چاہی، ایک شخص کو بلایا اور ایک تھیلی ہزار دینار کی اس کو دی اور کہا کہ اس کو محفوظ کرنا اور جب یہ میرا بچہ جوان ہو جائے تو جو تو پسند کرے اس کو اس تھیلی میں سے دے دینا۔ جب بچہ جوان ہوا تو وصی نے اس کو خالی تھیلی

دے دی اور دینار خود لے لیے اور کہا کہ تیرے والد نے ایسے ہی وصیت کی تھی کہ جب میرا بچہ جوان ہو جائے تو تیری مرضی جو تو چاہے اس تھیلی میں سے اس کو دے دینا، لہذا میں تیرے لیے یہ خالی تھیلی پسند کرتا ہوں۔ اب وہ بچہ حیران پریشان علماء کے گرد اس مسئلہ کے متعلق چکر لگانے لگا مگر کوئی اس کا حل تلاش نہ کر سکا۔ تب وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تیرے باپ نے ایک لطیف طریقے پر وصیت کی ہے اور تیرا باپ حکیم تھا، پھر انہوں نے اس وصی کو بلوایا اور فرمایا: مرنے والے نے یوں کہا تھا کہ جو تجھے اس میں سے پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟ اس نے کہا: ہاں اسی طرح مجھے اس نے حکم دیا تھا۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب تو بتلا تو دینار پسند کرتا ہے یا خالی تھیلی پسند کرتا ہے؟ لہذا جو چیز تجھے پسند ہے باہر وصیت تجھے اس کو دینے ہوں گے۔ اب تو خالی تھیلی کو پسند نہیں کرتا دینار کو پسند کرتا ہے اور وصیت پسندیدہ چیز کے لیے ہے، لہذا دینار اس کو دے دے۔ پھر امام صاحب نے وہ دینار اس سے لے کر میت کے بیٹے کو دے دیئے۔ اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست سے حق دار کو حق مل گیا۔ ①

۳۶..... امام وکیع بن جراح حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اور بہت اچھا پڑوسی تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا حافظ تھا، ایک دن اس کی بیوی جو اسے انتہائی محبوب تھی اور اس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس محدث نے بیوی سے کہا: اگر تو نے مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھے تین طلاقیں ہوں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ اگر آج کی رات میں نے تجھ سے طلاق طلب نہ کی تو میرے سارے غلام آزاد ہوں اور سارا مال صدقہ ہے۔ (یہ کہنے کے بعد) دونوں پشیمان ہوئے، اور (امام وکیع

بن الجراح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس میں مبتلی ہو گئے ہیں اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بتائیں، میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، لیکن تم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لازم پکڑو، وہ تمہاری اس مشکل کا حل بتائے گا، اور حال یہ تھا کہ یہ سائل امام صاحب کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا تھا۔ کہنے لگا: مجھے ان کے پاس جانے سے حیا آتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، پھر میں انہیں قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پھر سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (جو اپنے وقت کے ائمہ فقہاء اور ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں) کے پاس لے گیا۔ مگر انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر اس کو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سائل سے پوچھا تو نے کیسے قسم اٹھائی تھی؟ اسی طرح عورت سے بھی سوال کیا۔ پھر فرمایا: اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قسموں سے بری ہونا چاہتے ہو اور اپنے درمیان جدائی بھی پسند نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

تب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عورت سے کہ تو اپنے خاوند سے طلاق کا سوال کر۔ تو اس نے خاوند سے کہا: مجھے طلاق دے دو۔ اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خاوند سے کہا: تو کہہ: أنت طالق إن شئت (تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔) جب اس نے کہا تو پھر عورت سے فرمایا: تو کہہ میں اب طلاق نہیں چاہتی۔ پھر فرمایا: تم اپنی قسموں سے بری ہو گئے۔ اب امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سائل محدث سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اس آدمی پر طعن و تشنیع کرنے سے باز رہو جس سے تم نے علم حاصل کیا ہو۔ امام و کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ ①

۴۷..... یوسف بن خالد اسمتی بیان فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بصرہ تشریف لائے، ہم امام صاحب کے ساتھ شہر کی ایک جانب چلے، جب شام ہوگئی تو ہم واپس لوٹے، اس دوران قاضی ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ خچر پر سوار تشریف لائے ہمیں سلام کیا، اس کے بعد ہم ایک باغ میں سے گزرے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بھی ہمارے ساتھ تھے، اس باغ میں ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خوشی منارہے ہیں اور ان کے پاس لہو و لعب کے آلات بھی ہیں اور گانے والیاں بھی ہیں جو گارہی ہیں۔ جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ خاموش ہو گئیں، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ جب ہم باغ سے نکل کر راستے سے الگ ہو گئے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ نے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو گواہی سے نااہل قرار دینے کا اچھا موقع ہے کہ انہوں نے گانے والیوں سے کہا کہ تم نے اچھا کیا۔ (امام ابن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ ایک فقیہ اور ۳۳ برس کی عمر میں کوفہ کے منصب قضاء پر مامور ہو گئے تھے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان میں کسی قدر رنجش رہتی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ ان کی اصلاح فرماتے تھے، یہ ان کو ناگوار معلوم ہوتا تھا، لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ اظہارِ حق پر مجبور تھے، قاضی صاحب نے موقع غنیمت سمجھا بدلہ لینے کے لیے)۔ تو انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا ایک گواہی کے سلسلے میں، امام صاحب تشریف لائے تو قاضی صاحب نے ایک واقعہ کے متعلق گواہی طلب کی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو فوراً قاضی صاحب نے فرمایا: آپ ساقط الشہادت ہیں، اہل الشہادت میں سے نہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں؟

فرمایا: آپ کے اس قول کی وجہ سے کہ تم نے گانے والیوں سے کہا تھا: تم نے اچھا کام کیا، یعنی تم نے برے فعل کو اچھا کہا تو تمہاری عدالت ساقط ہوگئی اور جس کی عدالت مجروح ہو وہ ناقابل شہادت ہوتا ہے، لہذا آج کے بعد تمہارا نام اہل شہادت کی فہرست سے خارج

ہو کر نا اہلوں کی فہرست میں چلا گیا۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کی تحسین کس وقت کی تھی جس وقت وہ گارہی تھیں یا جس وقت وہ خاموش ہو گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: جب وہ خاموش ہو گئی تھیں، فرمایا: اللہ اکبر! میرا کہنا کہ ”تم نے اچھا کیا“ خاموش ہونے کے لیے تھا، نہ کہ گانے کے فعل کی تحسین تھی۔ قاضی صاحب خاموش ہو گئے اور انہیں اہل شہادت میں باقی رکھا۔ تب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے آیت تلاوت فرمائی: وَلَا يَحِقُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ. اس واقعہ کے بعد قاضی ابن ابی لیلی رضی اللہ عنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت خوف زدہ ہو گئے اور جب قضاء کے مسائل میں مشکل پیش آتی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حل کراتے، امام صاحب ان کو جواب ارشاد فرماتے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

إِذَا تَكُونُ عَظِيمَةً أَدْعَىٰ لَهَا وَإِذَا يُحَاسُ الْحَيْسُ يُدْعَىٰ جُنْدُبٌ ①

جب بڑی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کے لیے میں بلایا جاتا ہوں، اور حلویا تیار کیا جاتا ہے تو پھر جندب کو بلایا جاتا ہے۔

۴۸..... کوفہ میں ایک ملعون غالی شیعہ رہتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا کرتا تھا

کہ معاذ اللہ وہ یہودی تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کے لیے رشتہ تلاش کر رہے تھے؟ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی ہے دولت مند بھی ہے، اس کے ساتھ پرہیزگار، قائم اللیل اور حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کون ملے گا۔ ضرور آپ شادی کروادیں گے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف اتنی بات ہے کہ مذہباً یہودی ہے۔ وہ نہایت برہم ہوا اور کہا: سبحان اللہ! کیا آپ مجھے یہودی سے رشتہ داری کرنے کی رائے دیتے ہیں؟ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا ہوا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے مطابق) داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے۔ امام صاحب کے

اس جملے سے فوراً اس کو تنبیہ ہوگئی اور اس نے اپنے غلط عقیدے سے توبہ کی۔ ❶

۴۹..... ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو اسیر کے زمانہ میں

کوفہ پر قابض ہو گیا تھا۔ امام صاحبؒ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو۔ انہوں

نے پوچھا کہ کس بات سے؟ ضحاک نے کہا: تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت

معاویہؓ کے جھگڑے میں ثالث کو تسلیم کر لیا تھا۔ حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث تسلیم

کرنے کے کیا معنی؟ امام صاحبؒ نے فرمایا: اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ

اگر تحقیق حق مقصود ہے تو مجھے بات کرنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا: میں بھی مناظرہ ہی

چاہتا ہوں۔ امام صاحبؒ نے فرمایا: اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا: ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیتے ہیں، چنانچہ ضحاک ہی کے

ساتھیوں میں سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔

امام صاحبؒ نے فرمایا: یہی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کیا تھا (یعنی ثالث مقرر

کیا تھا) پھر ان پر کیا الزام ہے۔ ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔ ❷

۵۰..... ایک دن امام ابوحنیفہؒ مسجد میں تشریف فرما تھے، تلامذہ آپ کے ارد گرد جمع

تھے، اچانک خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس گیا، لوگ بھاگنے لگے، امام صاحب نے تسلی

دی کہ ڈرو نہیں اطمینان سے بیٹھ جاؤ، ایک خارجی جو سب کا سردار تھا، امام صاحب کے پاس

آیا اور کہا کہ تم لوگ کون ہو؟ امام صاحب نے فرمایا: مستحیر ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے نَوَانُ

أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجْرُهُ حَتَّى يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلَغَهُ

❶ مناقب أبي حنيفة للکردري: الفصل الثالث، ص ۱۷۹، ۱۸۰

❷ الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۰

مَأْمَنَهُ۔ یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سے پھر اس کو امن کی جگہ تک پہنچا دو۔

خارجی فرقہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور واجب القتل جانتے ہیں، اس موقع پر وہ اس نیت سے آئے تھے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کر ان کو قتل کر دیں، لیکن امام صاحب کے الزامی جواب نے ان کو بالکل مبہوت کر دیا۔ چنانچہ ان کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کو پناہ دو، اور اس کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤ، اور پھر اس امن کی جگہ (یعنی ان کے گھر) تک پہنچا دو۔ ❶

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو پینتیس (۳۵) عمدہ نصائح

وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعْدَ أَنْ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الرُّشْدُ
وَحُسْنُ السَّيْرَةِ وَالْإِقْبَالُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَهُ: يَا يَعْقُوبُ!

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نام جب کہ (امام ابو یوسف) کی ذات سے رشد و ہدایات اور حسن کردار کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی جانب توجہ مبذول کی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو وصیت فرمائی کہ اے یعقوب!

۱..... سلطان وقت کی عزت کرو اور اس کے عظمت مقام کا خیال رکھو اور اس کے سامنے دروغ گوئی سے (خاص طور سے) پرہیز کرو۔

وَقَرِّ السُّلْطَانَ وَعَظْمُ مَنْزِلَتَهُ وَإِيَّاكَ وَالْكَذِبَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۲..... ہمہ وقت اس کے پاس حاضر باش نہ رہو جب تک تجھے کوئی ضرورت مجبور نہ کرے:

وَالدُّخُولَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ مَا لَمْ يَدْعُكَ لِحَاجَةٍ عَلَيْهِ.

۳..... جب تم اس سے بکثرت ملاقات کرو گے تو وہ تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھے

گا اور تمہارا مقام اس کی نظر سے گر جائیگا پس تم اس کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو جیسا کہ آگ کے ساتھ رکھتے ہو کہ تم اس سے نفع بھی اٹھاتے ہو اور اس سے دور بھی رہتے ہو اور اس کے قریب تک نہیں جاتے:

فَبِأَنَّكَ إِذَا أَكْثَرْتَ إِلَيْهِ الْاِخْتِلَافَ تَهَاوَنَ بِكَ وَصَغُرَتْ مَنْزِلَتُكَ عِنْدَهُ، فَكُنْ مِنْهُ كَمَا أَنْتَ مِنَ النَّارِ تَنْتَفِعُ وَتَتَبَاعَدُ وَلَا تَدُنُ مِنْهَا.

۴..... اسلئے کہ بادشاہ کسی کے لئے وہ مراعات نہیں چاہتا جو اپنی ذات کے لئے چاہتا ہے، اور اس کے قریب کثرت کلام سے بچو کہ وہ گرفت کریگا تا کہ اپنے حاشیہ نشینوں کو یہ دکھلا سکے کہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور وہ تمہارا محاسبہ کرے گا تا کہ تم اس کے حواریوں کی نگاہ میں حقیر ہو جاؤ۔ بلکہ ایسا طرز عمل اختیار کرو کہ جب اس کے دربار میں باریابی ہو تو وہ تمہارے اور تمہارے غیر کی قدر و منزلت سے آشار ہے (یعنی فرق مراتب کا خیال رکھے) اور تم سلطان وقت کے دربار میں ایسے وقت نہ جاؤ جب کہ وہاں دیگر ایسے اہل علم نشست رکھتے ہوں جن سے تم متعارف نہیں، اسلئے کہ تمہارا علمی مرتبہ اگر ان سے کم ہوگا اور ممکن ہے کہ تم ان پر ترفع حاصل کرنے کی کوشش کرو مگر یہ جذبہ تمہارے لیئے ضرر کا باعث ہوگا اور اگر تم ان سے زیادہ صاحب علم ہو تو شاید تم اس کو (کسی مقام پر) جھڑک دو اور اس کی وجہ سے تم سلطان وقت کی نظر سے گر جاؤ، اور جب وہ تم کو کوئی منصب عطاء کرے تو اس کو اس وقت قبول نہ کرو جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ تم سے یا تمہارے مسلک سے علم و قضا یا میں مطمئن ہے تا کہ فیصلہ جات میں کسی دوسرے مسلک پر عمل کی حاجت نہ ہو، اور سلطان وقت کے مقررین اور اس کے حاشیہ نشینوں سے میل جول مت رکھو صرف سلطان وقت سے رابطہ رکھو اور اس کے حاشیہ برداروں سے الگ رہو تا کہ تمہارا وقار اور عزت برقرار رہے:

فَبِإِنَّ السُّلْطَانَ لَا يَرَى لِأَحَدٍ مَا يَرَى لِنَفْسِهِ، وَإِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الْكَلَامِ بَيْنَ

يَدِيهِ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ عَلَيْكَ مَا قُلْتَهُ لِيُرِيَّ مِنْ نَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيَّ حَاشِيَتِهِ إِنَّهُ أَعْلَمُ مِنْكَ وَإِنَّهُ يُخَطِّتُكَ فَتَصْغُرُ فِي أَعْيُنِ قَوْمِهِ، وَلَتَكُنْ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ تَعْرِفُ قَدْرَكَ وَقَدْرَ غَيْرِكَ، وَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ لَا تَعْرِفُهُ فَإِنَّكَ إِنْ كُنْتَ أَدْوَنَ حَالًا مِنْهُ لَعَلَّكَ تَتَرَفَّعُ عَلَيْهِ فَيَضْرُكَ، وَإِنْ كُنْتَ أَعْلَمَ مِنْهُ لَعَلَّكَ تَحْطُ عَنْهُ فَتَسْقُطُ بِذَلِكَ مِنْ عَيْنِ السُّلْطَانِ. وَإِذَا عَرَضَ عَلَيْكَ شَيْئًا مِنْ أَعْمَالِهِ فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ يَرْضَاكَ وَيَرْضَى مَذْهَبَكَ فِي الْعِلْمِ وَالْقَضَايَا، كَيْ لَا تَحْتَاجَ إِلَى ارْتِكَابِ مَذْهَبِ غَيْرِكَ فِي الْحُكُومَاتِ وَلَا تُوَاصِلُ أَوْلِيَاءَ السُّلْطَانِ وَحَاشِيَتَهُ بَلْ تَقَرَّبْ إِلَيْهِ فَقَطُّ وَتَبَاعَدْ عَنْ حَاشِيَتِهِ لِيَكُونَ مَجْدُكَ وَجَاهُكَ بَاقِيًا.

۵... عوام کے دریافت طلب مسائل کے علاوہ ان سے (بلا ضرورت) بات چیت نہ کیا کرو:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بَيْنَ يَدَيَّ الْعَامَّةِ إِلَّا بِمَا تُسْأَلُ عَنْهُ.

۶.... عوام الناس اور تاجروں سے علمی بات کے علاوہ دوسری باتیں نہ کیا کرو تا کہ ان

کو تمہاری محبت و رغبت فی المال کا وقوف نہ ہو ورنہ وہ لوگ تم سے بدظن ہوں گے اور یقین کر لیں گے کہ تم ان سے رشوت لینے کا میلان رکھتے ہو:

وَإِيَّاكَ وَالْكَلَامَ فِي الْعَامَّةِ وَالتَّجَارَةَ إِلَّا بِمَا يَرْجِعُ إِلَى الْعِلْمِ كَيْ لَا يُوقَفَ عَلَى حُبِّكَ رَغْبَتِكَ فِي الْمَالِ فَإِنَّهُمْ يُسَيِّئُونَ الظَّنَّ بِكَ وَيَعْتَقِدُونَ مَيْلَكَ إِلَى أَخْذِ الرِّشْوَةِ مِنْهُمْ.

۷... اور عام لوگوں کے سامنے ہنسنے اور مسکرانے سے باز رہو اور بازار میں بکثرت نہ جاؤ:

وَلَا تَضْحَكُ وَلَا تَتَبَسَّمُ بَيْنَ يَدَيَّ الْعَامَّةِ وَلَا تُكْثِرُ الْخُرُوجَ إِلَى

الأسواق.

۸..... اور بے ریش لڑکوں سے ہم کلامی اختیار نہ کرو کہ وہ فتنہ ہیں، البتہ بچوں سے بات

کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرو:

وَلَا تُكَلِّمُ الْمُرَاهِقِينَ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةٌ، وَلَا بَأْسَ أَنْ تُكَلِّمَ الْأَطْفَالَ وَتَمْسَحَ
رُؤُوسَهُمْ.

۹..... عام لوگوں اور سن رسیدہ حضرات کے ساتھ شاہراہ پر نہ چلو اس لئے کہ اگر تم ان کو اپنے آگے بڑھنے دو گے تو اس سے علم دین کی بے توقیری ہوگی اور اگر اپنے پیچھے رکھو گے تو یہ بات بھی معیوب ہوگی کہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہماری جماعت میں سے نہیں ہے، اور کسی راہ گزر پر نہ بیٹھا کرو، اگر بیٹھنے کو دل چاہے تو مسجد میں بیٹھو:

وَلَا تَمْشِ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ مَعَ الْمَشَائِخِ وَالْعَامَّةِ؛ فَإِنَّكَ إِنْ قَدَّمْتَهُمْ
ازْدَرَى ذَلِكَ بِعِلْمِكَ وَإِنْ أَخَّرْتَهُمْ ازْدَرَى بِكَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ أَسْنُ
مِنْكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ
يُوقِّرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَلَا تَقْعُدْ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ فَإِذَا دَعَاكَ ذَلِكَ
فَاقْعُدْ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۰..... بازار اور مساجد میں کوئی چیز تناول نہ کرو، پانی کی سبیل اور اس پر متعین کارندوں

کے ہاتھ سے پانی نہ پیو اور دونوں کانوں پر نہ بیٹھو:

وَلَا تَأْكُلْ فِي الْأَسْوَاقِ وَالْمَسَاجِدِ وَلَا تَشْرَبْ مِنَ السَّقَايَاتِ وَلَا مِنْ
أَيْدِي السَّقَائِينَ وَلَا تَقْعُدْ عَلَى الْحَوَانِيتِ.

۱۱...مخمل زیور اور انواع واقسام کے ریشمی ملبوسات نہ پہنو کہ ان سے رعونت پیدا ہوتی ہے:

وَلَا تَلْبَسُ الدِّيَابَجَ وَالْحُلِيَّ وَأَنْوَاعَ الْبَابُرِيِّسِمِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُفْضِي إِلَى

الرُّعُونَةِ.

۱۲..... اپنی فطری حاجت کے وقت بقدر ضرورت گفتگو کے ماسوا گھر میں بچھونے پر اپنی بیوی سے زیادہ بات چیت نہ کرو، اور اس کے ساتھ کثرت سے لمس و مس اختیار نہ کرو، اور اس کے قریب نہ جاؤ مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ:

وَلَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ فِي بَيْتِكَ مَعَ امْرَأَتِكَ فِي الْفِرَاشِ إِلَّا وَقْتَ حَاجَتِكَ إِلَيْهَا بِقَدْرِ ذَلِكَ، وَلَا تُكْثِرْ لَمْسَهَا وَمَسَّهَا وَلَا تَقْرُبْهَا إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى.

۱۳..... اپنی بیوی سے دوسروں کی عورتوں اور باندیوں کا تذکرہ نہ کرو کہ وہ تمہارے ساتھ گفتگو میں بے تکلف ہو جائیں گی اور بہت ممکن ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کا تذکرہ کرو گے تو وہ تم سے دوسرے مردوں کے بارے میں گفتگو کرے گی:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بِأَمْرِ نِسَاءِ الْغَيْرِ بَيْنَ يَدَيْهَا وَلَا بِأَمْرِ الْجَوَارِي، فَإِنَّهَا تَنْبَسِطُ إِلَيْكَ فِي كَلَامِكَ وَلَعَلَّكَ إِذَا تَكَلَّمْتَ عَنْ غَيْرِهَا تَكَلَّمْتَ عَنْ الرَّجَالِ الْأَجَانِبِ.

۱۴..... اگر تمہارے لیے ممکن ہو تو کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جس کا شوہر (طلاق دہندہ) باپ، ماں یا (سابقہ خاوند سے) لڑکی موجود ہو مگر یہ کہ وہ یہ شرط قبول کرے کہ اس کے پاس (تمہارے گھر میں) اس کا کوئی رشتہ دار نہیں آیا کرے گا، اس لئے کہ جب عورت مالدار ہو جاتی ہے تو اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی تحویل میں جو مال و منال ہے سب میرا ہے اور اس کے پاس محض عاریتہ ہے، اور دوسری شرط یہ قبول کرے کہ جہاں تک ممکن ہو گا وہ اپنے والد کے گھر میں داخل نہ ہوگی اور نکاح کے بعد تم اس بات پر راضی نہ ہو جانا کہ تم شب زفاف سسرال میں گزارو۔ ورنہ وہ تمہارا مال لے لیں گے، اور اپنی بیٹی کے باب میں انتہائی طمع سے کام لیں گے:

وَلَا تَسْرُوجْ امْرَأَةً كَانَ لَهَا بَعْلٌ أَوْ أَبٌ أَوْ أُمٌّ أَوْ بِنْتُ إِنْ قَدَرْتَ إِلَّا بِشَرْطِ

أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ أَقَارِبِكَ. فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ يَدْعِي
أَبُوهَا أَنْ يَجْمَعَ مَالَهَا لَهُ وَأَنَّهُ عَارِيَّةٌ فِي يَدَيْهَا. وَلَا تَدْخُلُ بَيْتَ أَبِيهَا مَا قَدَرْتَ
وَأَيَّاكَ أَنْ تَرْضَى أَنْ تُزْفَ فِي بَيْتِ أَبِيهَا فَإِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ أَمْوَالَكَ
وَيَطْمَعُونَ فِيهَا غَايَةَ الطَّمَعِ.

۱۵..... اور صاحب اولاد خاتون سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا کہ وہ تمام مال اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے جمع کرے گی اور ان پر خرچ کرے گی اس وجہ سے کہ اس کی اولاد اس کو تم سے زیادہ عزیز ہے، اور تم اپنی دو بیویوں کو ایک مکان میں نہ رکھنا، اور جب تک عیال داری کی تمام ضروریات پورا کرنے کی قدرت نہ ہو نکاح مت کرو:

وَأَيَّاكَ وَأَنْ تَتَزَوَّجَ بِذَاتِ الْبَيْنِ وَالْبُنَاتِ، فَإِنَّهَا تَدَّخِرُ جَمِيعَ الْمَالِ لَهُمْ
وَتَسْرِقُ مِنْ مَالِكَ وَتُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ الْوَالِدَ أَعَزُّ عَلَيْهَا مِنْكَ وَلَا تَجْمَعُ
بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. وَلَا تَتَزَوَّجَ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَى
الْقِيَامِ بِجَمِيعِ حَوَائِجِهَا.

۱۶..... پہلے علم حاصل کرو پھر حلال ذرائع سے مال جمع کرو پھر ازدواجی زندگی اختیار کرو، زمانہ طالب علمی میں اگر تم حصول مال کی جدوجہد کرو گے تو حصول علم سے تم قاصر رہو گے، اور (حاصل کردہ) مال تمہیں باندیوں اور غلاموں کی خریداری پر اکسائے گا اور تحصیل علم سے قبل ہی تمہیں لذائذ دنیا اور عورتوں کے ساتھ مشغول کر دے گا، اس طرح تمہارا وقت ضائع ہو جائیگا اور تمہارے اہل و عیال کی کثرت ہو جائے گی ایسی صورت میں تمہیں ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کی احتیاج ہو جائے گی اور تم طلب علم چھوڑ بیٹھو گے:

وَاطْلُبِ الْعِلْمَ أَوْلًا ثُمَّ اجْمَعْ الْمَالَ مِنَ الْحَلَالِ ثُمَّ تَزَوَّجْ، فَإِنَّكَ إِنْ

طَلَبْتَ الْمَالَ فِي وَفْتِ التَّعَلُّمِ عَجَزْتَ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَدَعَاكَ الْمَالُ إِلَى
شِرَاءِ الْجَوَارِي وَالْعِلْمَانَ وَتَشْتَغِلُ بِالْدُنْيَا وَالنِّسَاءِ قَبْلَ تَحْصِيلِ الْعِلْمِ،
فَيَضِيعُ وَقْتُكَ وَيَجْتَمِعُ عَلَيْكَ الْوَلَدُ وَيَكْثُرُ عِيَالُكَ فَتَحْتَاجُ إِلَى الْقِيَامِ
بِمَصَالِحِهِمْ وَتَتْرُكُ الْعِلْمَ.

۱۷..... علم حاصل کرو آغاز شباب میں جب کہ تمہارے دل و دماغ دنیا کے بکھیڑوں
سے فارغ ہوں، پھر حصول مال کا مشغلہ اختیار کرو تا کہ وہ تمہیں دستیاب ہو، کثرت اہل
وعیال دل کو تشویش میں مبتلا کر دیتے ہیں (بہر کیف) مال جمع کرنے کے بعد ازواجی تعلق
قائم کرو:

وَاشْتَغِلْ بِالْعِلْمِ فِي عُنُقِ شَبَابِكَ وَوَقْتِ فَرَاغِ قَلْبِكَ وَخَاطِرِكَ ثُمَّ
اشْتَغِلْ بِالْمَالِ لِيَجْتَمِعَ عِنْدَكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْوَلَدِ وَالْعِيَالِ يُشَوِّشُ الْبَالَ فَإِذَا
جَمَعْتَ الْمَالَ فَتَزَوَّجْ.

۱۸..... خشیت الہی، ادائے امانت اور ہر خاص و عام کی خیر خواہی کا خصوصی خیال رکھو،
اور لوگوں کا استخفاف نہ کرو بلکہ اپنی اور ان کی عزت کرو ان کے ملنے سے پہلے ان کے ساتھ
زیادہ میل جول نہ رکھو، اور ان کے میل ملاپ کا سامنا کرو ذکری مسائل کے ساتھ اگر بالمقابل
اس کا اہل ہوگا تو جواب دے گا:

وَعَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ لِجَمِيعِ الْخَاصَّةِ
وَالْعَامَّةِ، وَلَا تَسْتَخِفَّ بِالنَّاسِ، وَوَقِّرْ نَفْسَكَ وَوَقِّرْهُمْ وَلَا تُكْثِرْ مُعَاشَرَتَهُمْ
إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُعَاشِرُوكَ، وَقَابِلْ مُعَاشَرَتَهُمْ بِذِكْرِ الْمَسَائِلِ، فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ مِنْ
أَهْلِهِ اشْتَغَلَ بِالْعِلْمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ أَحَبَّكَ.

۱۹..... عام لوگوں سے امر دین کے سلسلہ میں علم کلام پر گفتگو سے احتراز کرو کہ وہ لوگ

تمہاری تقلید کریں اور علم کلام (عقائد کے عقلی دلائل) میں مشغول ہو جائیں گے:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تُكَلِّمَ الْعَامَّةَ بِأَمْرِ الدِّينِ فِي الْكَلَامِ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ يُقَلِّدُونَكَ
فَيَسْتَعْلُونَ بِذَلِكَ.

۲۰..... جو شخص تمہارے پاس استفتاء کے لئے آئے اس کو صرف اس کے سوال کا جواب دو اور دوسری کسی بات کا اضافہ نہ کرو، ورنہ اس کے سوال کا (غیر محتاط) جواب اُسے تشویش میں مبتلا کر سکتا ہے:

وَمَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنِ سُؤَالِهِ وَلَا تَضُمَّ
إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يُشَوِّشُ عَلَيْكَ جَوَابَ سُؤَالِهِ.

۲۱..... علم (تدریس و اشاعت) سے کسی حالت میں اعراض نہ کرنا اگرچہ تم (لوگوں میں) دس سال تک اس طرح رہو کہ تمہارا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، اگر علم سے اعراض کرو گے تو تمہاری زندگی تنگ ہو جائے گی:

وَإِنْ بَقِيَتْ عَشْرَ سِنِينَ بِلا كَسْبٍ وَلَا قُوَّةٍ فَلَا تُعْرِضْ عَنِ الْعِلْمِ فَإِنَّكَ
إِذَا أَعْرَضْتَ عَنْهُ كَانَتْ مَعِيشَتُكَ ضَنْكًا.

۲۲..... تم اپنے ہر فرقہ سیکھنے والے طالب علم پر (شفقت و ادب پر مشتمل) ایسی توجہ رکھو کہ گویا تم نے ان کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ تم ان میں رغبت فی العلم کے فروغ کا باعث بنو:

وَأَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا
لِتَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ.

۲۳..... عامی اور بازاری تجھ سے جھگڑے تو اس سے جھگڑانہ کرو ورنہ تمہاری آبرو جاتی رہے گی، اور ان ظہار حق کے موقع پر کسی شخص کی جاہ و حشمت کا خیال نہ کرو اگرچہ وہ سلطان وقت ہو:

وَمَنْ نَافَشَكَ مِنَ الْعَامَّةِ وَالسُّوقَةِ فَلَا تُنَاقِشُهُ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ مَاءً وَجُهِك،
وَلَا تَحْتَشِمُ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَ ذِكْرِ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ سُلْطَانًا.

۲۴..... جتنی عبادت دوسرے لوگ کرتے ہیں اس سے زیادہ عبادت کرو ان سے کم تر
عبادت کو اپنے لئے پسند نہ کرو، اور عبادت میں سبقت اختیار کرو اس لئے کہ عوام جب کسی
عبادت کو بکثرت کر رہے ہوں گے اور پھر وہ دیکھیں گے کہ تمہاری اس قدر توجہ اس عبادت پر
نہیں ہے تو وہ تمہارے اندر قلتِ رغبت کا گمان کریں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ تمہارے علم نے
تمہیں نفع نہیں پہنچایا مگر وہی نفع جو ان کو جہالت نے بخشا ہے جس میں وہ پڑے ہوتے ہیں:
وَلَا تَرْضَ لِنَفْسِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ إِلَّا بِأَكْثَرِ مِمَّا يَفْعَلُهُ غَيْرُكَ
وَيَتَعَاظَاهَا فَالْعَامَّةُ إِذَا لَمْ يَرَوْا مِنْكَ الْإِقْبَالَ عَلَيْهَا بِأَكْثَرِ مِمَّا يَفْعَلُونَ
اعْتَقَدُوا فِيكَ قِلَّةَ الرَّغْبَةِ، وَاعْتَقَدُوا أَنَّ عِلْمَكَ لَا يَنْفَعُكَ إِلَّا مَا نَفَعَهُمُ
الْجَهْلُ الَّذِي هُمْ فِيهِ.

۲۵..... جب تم کسی ایسے شہر میں قیام کرو جس میں اہل علم بھی ہوں تو اس شہر کو تم اپنی
ذات کیلئے (کسی امتیاز کے ساتھ) اختیار نہ کرو بلکہ اس طرح رہو کہ گویا تم بھی انہی میں
سے ایک شہری ہوتا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ تمہیں ان کی جاہ و منزلت سے کوئی سروکار نہیں
ہے۔ ورنہ (اگر انہوں نے اپنی عزت کو خطرہ محسوس کیا تو) وہ سب کے سب تمہارے خلاف
خروج کریں گے اور تمہارے مسلک پر کچھڑا چھالیں گے۔ (اور ان کے اشارے پر) عوام
بھی تمہاری طرف نکل کھڑی ہوگی اور تم کو (تیز تیز) نگاہوں سے دیکھیں گے جس کی وجہ
سے تم ان کی نظر میں مورد ملامت بنو گے آخر اس سے فائدہ کیا؟ اور اگر وہ تم سے مسائل
دریافت کریں تو ان سے مناظرہ یا جلسہ گاہوں میں بحث و جلال سے باز رہو۔ اور جو بات
ان سے کرو واضح دلیل کے ساتھ کرو اور ان کے اساتذہ کے باب میں ان کو طعن نہ دو ورنہ

تمہارے اندر بھی کیڑے نکالیں گے، اور تم لوگوں سے چوکنار ہو اور تم اپنے باطنی اور پوشیدہ احوال کو خالص اللہ کیلئے ایسا بنا لو جیسا کہ تمہارا ظاہر ہے اور علم کا معاملہ صلاح پذیر نہیں ہوتا تا وقتیکہ تم اس کے باطن کو اس کے ظاہر کے مطابق نہ بنا لو:

وَإِذَا دَخَلْتَ بَلَدَةً فِيهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فَلَا تَتَّخِذْهَا لِنَفْسِكَ، بَلْ كُنْ كَوَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّكَ لَا تَقْصِدُ جَاهَهُمْ، وَإِلَّا يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ بِأَجْمَعِهِمْ وَيَطْعَنُونَ فِي مَذْهَبِكَ، وَالْعَامَّةُ يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْكَ بِأَعْيُنِهِمْ فَتَصِيرُ مَطْعُونًا عِنْدَهُمْ بِلَا فَايِدَةٍ وَإِنْ اسْتَفْتَوَكَ الْمَسَائِلَ فَلَا تُنَاقِشُهُمْ فِي الْمُنَازَرَةِ وَالْمُطَارَحَاتِ، وَلَا تَذْكَرْ لَهُمْ شَيْئًا إِلَّا عَنْ دَلِيلٍ وَاضِحٍ، وَلَا تَطْعَنْ فِي أَسَاتِدَتِهِمْ، فَإِنَّهُمْ يَطْعَنُونَ فِيكَ وَكُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَذَرٍ، وَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى فِي سِرِّكَ كَمَا أَنْتَ لَهُ فِي عِلَانِيَتِكَ، وَلَا تُصْلِحْ أَمْرَ الْعِلْمِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَجْعَلَ سِرَّهُ كَعِلَانِيَتِهِ.

۲۶..... جب سلطان وقت تمہیں کوئی ایسا منصب تفویض کرے جو تمہارے لیے مناسب نہیں ہے تو اسے اس وقت تک قبول مت کرو جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے جو منصب تمہیں سونپا ہے وہ محض تمہارے علم کی وجہ سے سونپا ہے:

وَإِذَا أَوْلَاكَ السُّلْطَانُ عَمَلًا لَا يَصْلُحُ لَكَ فَلَا تَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُؤَلِّيكَ ذَلِكَ إِلَّا لِعِلْمِكَ.

۲۷..... مجلس فکر و نظر میں ڈرتے ہوئے کلام مت کرو اس لئے کہ یہ خوفزدگی کلام میں خلل انداز ہوگی اور زبان کو ناکارہ بنا دے گی:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَجْلِسِ النَّظَرِ عَلَى خَوْفٍ، فَإِنَّ ذَلِكَ يُورِثُ الْخَلَلَ فِي الْإِحَاطَةِ وَالْكَلَّ فِي اللِّسَانِ.

۲۸..... زیادہ ہنسنے سے احتراز کرو کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور سکون و اطمینان

کے ساتھ چلو:

وَإِيَّاكَ أَنْ تُكْثِرَ الضَّحِكَ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ، وَلَا تَمْشِ إِلَّا عَلَى طَمَإِنِينَ.

۲۹..... امور زندگی میں زیادہ عجلت پسند نہ بنو اور جو تمہیں پیچھے سے آواز دے اس کا

جواب مت دو کہ پیچھے سے آواز چوپایوں کو دی جاتی ہے:

وَلَا تَكُنْ عَجُولًا فِي الْأُمُورِ، وَمَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ، فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تَنَادَى مِنْ خَلْفِهَا.

۳۰..... گفتگو کے وقت زیادہ نہ چیخو اور نہ اپنی آواز کو بلند کرو، سکون اور قلت حرکت کو اپنی

عادات میں شامل کرو تا کہ لوگوں کو تمہاری ثبات قدمی کا یقین ہو جائے، اور لوگوں کے

سامنے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ لوگ تم سے اس خوبی کو حاصل کر لیں، اور اپنے لئے نماز

کے بعد ایک وظیفہ مقرر کرو جس میں تم قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو:

وَإِذَا تَكَلَّمْتَ فَلَا تُكْثِرُ صِيَاحَكَ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَكَ وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ السُّكُونَ وَقِلَّةَ الْحَرَكَاتِ عَادَةً كَمَا يَتَحَقَّقُ عِنْدَ النَّاسِ ثَبَاتُكَ. وَأَكْثِرْ ذِكْرَ اللَّهِ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ لِيَتَعَلَّمُوا ذَلِكَ مِنْكَ، وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ وَرَدًّا خَلْفَ الصَّلَاةِ، تَقْرَأُ فِيهَا الْقُرْآنَ وَتَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى.

۳۱..... صبر و ثبات کی دولت جو حق تعالیٰ نے تم کو بخشی ہے اور دیگر نعمتیں عطا کی ہیں ان

پر اس کا شکر ادا کرو اور اپنے لئے ہر ماہ کے چند یوم روزہ کے لئے مقرر کرو تا کہ دوسرے لوگ

اس میں تمہاری اقتدا کریں:

وَتَشْكُرُهُ عَلَى مَا أَوْدَعَكَ مِنَ الصَّبْرِ وَأَوْلَاكَ مِنَ النِّعَمِ وَاتَّخِذْ

لِنَفْسِكَ أَيَّامًا مَعْدُودَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ تَصُومُ فِيهَا لِيَقْتَدِيَ بِهِ غَيْرُكَ بِكَ.
 ۳۲..... اپنے نفس کی دیکھ بھال رکھو اور دوسرے کے رویہ پر بھی نظر رکھو تا کہ تم اپنے علم کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں سے نفع اٹھاؤ اور بذات خود خرید و فرخت مت کرو بلکہ (اس کام کے لئے) ایک ایسا خدمت گار رکھو جو تمہاری ایسی حاجتوں کو بحسن و خوبی پورا کرے اور تم اس پر اپنے دنیاوی معاملات میں اعتماد کرو:

وَرَاقِبْ نَفْسَكَ وَحَافِظْ عَلَى الْغَيْرِ تَنْتَفِعْ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ
 بِعِلْمِكَ وَلَا تَشْتَرِ بِنَفْسِكَ وَلَا تَبِعْ، بَلْ اتَّخِذْ لَكَ غُلَامًا مُصْلِحًا يَقُومُ
 بِأَشْغَالِكَ وَتَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِي أُمُورِكَ.

۳۳..... اپنی دنیا اور اس صورت حال کے باب میں جس میں تم ہو بے فکر مت رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے، اپنے استاذ کے لئے جن سے تم نے علم حاصل کیا ہے استغفار کرو اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو، قبرستان، مشائخ اور بابرکت مقامات کی کثرت سے زیارت کرو، اور عامۃ المسلمین کے ان خوابوں کو جو نبی کریم اور صالحین سے متعلق تمہیں سنائی جائیں خواہ مسجد ہو یا قبرستان ہو (یعنی ہر جگہ) توجہ سے سنو اور اہل ہوا (دنیا پرستوں) میں سے کسی کے پاس نہ بیٹھو الا یہ کہ اس کو دین کی طرف بلانا ہو:

وَلَا تَطْمَئِنَّ إِلَى دُنْيَاكَ وَإِلَى مَا أَنْتَ فِيهِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَائِلُكَ عَنْ جَمِيعِ ذَلِكَ. وَاسْتَغْفِرْ لِلْأَسْتَاذِ وَمَنْ أَخَذَتْ عَنْهُمْ الْعِلْمَ وَدَاوِمُ عَلَى التَّلَاوَةِ وَأَكْثَرُ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَايِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ. وَاقْبَلْ مِنَ الْعَامَّةِ مَا يَغْرُضُونَ عَلَيْكَ مِنْ رُؤْيَاهُمْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي رُؤْيَا الصَّالِحِينَ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَنَازِلِ وَالْمَقَابِرِ، وَلَا تُجَالِسْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ

الْأَهْوَاءِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الدَّعْوَةِ إِلَى الدِّينِ.

۳۴..... زیادہ کھیل کود اور گالم گلوچ سے اجتناب کرو اور جب مؤذن اذان دے تو عوام سے قبل مسجد میں داخل ہونے کی تیاری کرو تا کہ عامۃ الناس اس میں تم سے سبقت نہ لے جائے، اور سلطان وقت کے قرب و جوار میں رہائش اختیار نہ کرو، اگر تم اپنے ہمسائے میں کوئی بات (برائی) دیکھو تو (سلطان وقت سے) پوشیدہ رکھو کہ یہ امانت داری ہے، اور لوگوں کے بھید کو ظاہر نہ کرو:

وَلَا تُكْنِرُ اللَّعِبَ وَالشَّمَمَ وَإِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَأَهَّبْ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ كَيْ لَا تَتَقَدَّمَ عَلَيْكَ الْعَامَّةُ، وَلَا تَتَّخِذُ دَارَكَ فِي جِوَارِ السُّلْطَانِ، وَمَا رَأَيْتَ عَلَى جَارِكَ فَاسْتُرَهُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَمَانَةٌ وَلَا تُظْهِرُ أَسْرَارَ النَّاسِ.

۳۵..... جو شخص تم سے کسی معاملہ میں مشورہ لے تو اس کو اپنے علم کے مطابق (صحیح) مشورہ دو کہ یہ بات تم کو اللہ سے قریب کرنے والی ہے اور میری اس وصیت کو توجہ سے یاد رکھنا کہ ان شاء اللہ یہ وصیت تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گی:

وَمَنْ اسْتَشَارَكَ فِي شَيْءٍ فَأَشْرُ عَلَيْهِ بِمَا تَعْلَمُ أَنَّهُ يُقَرِّبُكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى. وَأَقْبَلْ وَصِيَّتِي هَذِهِ؛ فَإِنَّكَ تَنْتَفِعُ بِهَا فِي أَوْلَاكَ وَآخِرِكَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

مصادر ومراجع

١... الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: إمام أبو عبد الله حسين بن ابراهيم جوزقاني (٥٣٣هـ) ناشر: دار الصميمي للنشر والتوزيع، رياض (١٣٢٢هـ)

٢... اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحلیم تيمیه حراني (٦٦١هـ - ٧٢٨هـ) ناشر: دار عالم الكتب، بيروت (١٣١٩هـ - ١٩٩٩هـ)

٣... إعلام الموقعين عن رب العالمين: إمام محمد بن أبي بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (٦٩١هـ - ٧٥١هـ) ناشر: دار الجيل، بيروت (١٣١٩هـ - ١٩٩٨هـ)

٤... الإصابة في تمييز الصحابة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٧٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (١٣١٥هـ)

٥... الإتقان في علوم القرآن: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٢٩هـ - ٩١١هـ) ناشر: الهيئة المصرية، (١٣٩٣هـ - ١٩٤٢هـ)

٦... أخبار أبي حنيفة وأصحابه: إمام أبو عبد الله حسين بن عاي صيمري (٣٥١هـ - ٤٣٦هـ) ناشر: عالم الكتب بيروت (١٣٠٥هـ - ١٩٨٥هـ)

٧... الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨هـ - ٤٦٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية.

٨... الاستيعاب في معرفة الأصحاب: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨ هـ - ٤٢٣ هـ) ناشر: دار الجيل بيروت. (١٣١٢ هـ - ١٩٩٢ ع)

٩... إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: إمام أبو العباس أحمد بن محمد بن أبي بكر قسطلاني (٨٥١ هـ - ٩٢٣ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٠٢ هـ)

١٠... الأدب المفرد: إمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري (١٩٣ هـ - ٢٥٦ هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (١٢٠٩ هـ - ١٩٨٩ ع)

١١... الانتصار والترحيح للمذهب الصحيح: إمام أبو المظفر جمال الدين يوسف بن فرغل المعروف سبط ابن جوزي (٢٥٣ هـ) ناشر: الرحيم الكيومي

١٢... الأشباه والنظائر: إمام زين الدين بن إبراهيم بن محمد المعروف ابن نجيم (٩٤٠ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢١٩ هـ - ١٩٩٩ ع) قديمي كتب خانه

١٣... إكمال تهذيب الكمال: إمام أبو عبد الله علاء الدين مغلطائي حنفي (٢٨٩ هـ - ٤٦٢ هـ) ناشر: الفاروق الحديثية، القاهرة (١٢٢٢ هـ - ٢٠٠١ ع)

١٤... الأنساب: إمام أبو سعد عبد الكريم بن محمد سمعاني (٥٠٦ هـ - ٥٦٢ هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، جيدر آباد دكن (١٣٨٢ هـ - ١٩٦٢ ع)

١٥... الإكمال في رفع الارتباب عن المؤلف والمختلف في الأسماء

- والكنى والأنساب: إمام أبو نصر علي بن هبة الله المعروف ابن ماكولا
(١٣٢١ هـ - ١٣٤٥ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١١ هـ - ١٩٩٠ ع)
- ١٦... أسد الغابة في معرفة الصحابة: أبو الحسن عز الدين ابن اثير
جزري (١١٥٥ هـ - ١٢٣٠ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٥ هـ - ١٩٩٢ ع)
- ١٧... الإمتاع بسيرة الإمامين محمد بن زياد وصاحبه محمد بن
شجاع: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (١٢٩٦ هـ - ١٣٤١ هـ)
ناشر: دار الكتب العلمية
- ١٨... إمام ابن ماجه اور علم حديث: محقق العصر علامه عبدالرشيد نعماني رحمته الله (١٣٣٣ هـ
١٣٢٠ هـ) ناشر: مير محمد كتب خانہ
- ١٩... انوار الباری شرح صحیح البخاری: افادات: امام العصر علامه انور شاه کشمیری رحمته الله
(١٢٩٢ هـ - ١٣٥٢ هـ) ناشر: اداره تالیفات اشرفیہ ملتان
- ٢٠... إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون: إسماعيل بن
محمد أمين بغدادی (١٣٣٩ هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي
- ٢١... الأعلام: خير الدين بن محمود زر كلي دمشقي (١٣١٠ هـ
١٣٩٦ هـ) ناشر: دار العلم (٢٠٠٢ ع)
- ٢٢... أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوى الرسول عليه الصلاة والسلام:
إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملاعلي قاري (١٠١٣ هـ)
ناشر: مكتبة الغرباء الأثرية (١٣١٣ هـ)
- ٢٣... الإمام الاعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيدہ: عبدالعزيز
يحيى سعدى، ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٦ هـ - ٢٠٠٥ ع)

۲۴... الإحكام في أصول الأحكام: إمام أبو محمد علي بن أحمد المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۴ھ - ۴۵۶ھ) ناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت

۲۵... أصول السرخسي: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس الائمة سرخسي (۴۸۳ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت

۲۶... أصول الكرخي: إمام أبو الحسن الكرخي عبيد الله بن الحسن بن دلال، (۲۶۰ھ - ۳۴۰ھ) ناشر: المطبع الجيد الدهلوي

۲۷... إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: إمام أبو عبد الله محمد بن ابراهيم حموي (۶۳۹ھ - ۷۳۳ھ) ناشر: دار السلام للطباعة والنشر (۱۴۰۱ھ - ۱۹۹۰ء)

۲۸... امام ابوحنيفه کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت: مولانا محمد عبدالشہید نعمانی، ناشر: الرحيم اکیڈمی

۲۹... امام ابوحنيفه اور معترضين: حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: الرحيم اکیڈمی

۳۰... امام اعظم اور علم حدیث: حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ناشر: مکتبہ الحسن

۳۱... امام ابوحنيفه کے حیرت انگیز واقعات: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، ناشر: القاسم اکیڈمی

۳۲... امام ابوحنيفه کی سیاسی زندگی: حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: نفیس اکیڈمی

٣٣... أبو حنيفة حياته، وعصره، آراؤه وفقهه: الإمام محمد أبو
زهرة، ناشر: دار الفكر العربي (١٣٢٩هـ)

٣٣... الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ: شمس الدين محمد بن عبد
الرحمان السخاوي (٨٣١هـ - ٩٠٢هـ) ناشر: مطبعة التركي لخزانة
المرحوم أحمد باشا تيمور (١٣٢٩هـ)

٣٥... الإرشاد في معرفة علماء الحديث: أبو إمام يعلى خليل بن عبد الله
بن أحمد قزويني (٣٢٤هـ - ٤٢٦هـ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض (١٢٠٩هـ)

٣٦... أقاويل الثقات في تاويل الأسماء والصفات: إمام مرعي بن
يوسف بن أبي بكر حنبلي (١٠٣٣هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٢٠٦هـ)

٣٤... البداية والنهاية: إمام أبو الفداء اسماعيل بن عمر المعروف ابن
كثير (٤٠١هـ - ٤٤٢هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (١٢٠٨هـ - ١٩٨٨هـ)

٣٨... البناية شرح الهداية: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن
موسى المعروف بدر الدين عيني (٤٢٢هـ - ٨٥٥هـ) ناشر: دار الكتب
العلمية (١٢٢٠هـ - ٢٠٠٠هـ)

٣٩... البحر الرائق شرح كنز الدقائق: إمام زين الدين بن ابراهيم بن
محمد المعروف ابن نجيم (٩٤٠هـ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي / مكتبته

رشيدية كويت

٤٠... بلوغ الأمان في سيرة محمد بن الحسن الشيباني: إمام
محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (١٢٩٦هـ - ١٣٤١هـ) ناشر:

دار الكتب العلمية

- ٣١... بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: إمام علاء الدين أبو بكر بن مسعود كاساني (٥٨٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٦هـ - ١٩٨٦هـ)
- ٣٢... بغية الطلب في تاريخ حلب: إمام عمر بن أحمد بن هبة الله المعروف ابن العديم (٥٨٨هـ - ٦٦٠هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت
- ٣٣... البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: إمام محمد بن علي بن محمد شو كاني (١١٤٣هـ - ١٢٥٠هـ) ناشر: دار المعرفة بيروت
- ٣٤... تذكرة الحفاظ: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (١٣١٩هـ - ١٩٩٨هـ)
- ٣٥... تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ، ٤٢٨هـ) ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت (١٣١٣هـ - ١٩٩٣هـ)
- ٣٦... تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: الفاروق الحديثة للطباعة والنشر (١٣٢٥هـ)
- ٣٧... التجريد في أسماء الصحابة: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت
- ٣٨... تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو الحجاج يوسف بن عبد الرحمن مزي (٦٥٢هـ - ٤٢٢هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (بيروت، ١٣٠٠هـ - ١٩٨٠هـ)

- ٣٩... تهذيب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دائرة المعارف النظامية، الهند (١٣٢٦هـ)
- ٥٠... تقريب التهذيب: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دار الرشيد، سوريا، (١٣٠٦هـ - ١٩٨٦هـ)
- ٥١... تبييض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٣٩هـ - ٩١١هـ) ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي
- ٥٢... تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (٨٣٩هـ - ٩١١هـ) ناشر: دار طيبة
- ٥٣... تانيب الخطيب على مسأقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (١٢٩٦هـ - ١٣٤١هـ) ناشر: مكتبة ادراديه ملتان
- ٥٤... التذكرة بمعرفة رجال الكتب العشرة: إمام محمد بن حسن بن حمزة المعروف أبو المحاسن حسيني (٤٦٥هـ - ٥٤٥هـ) ناشر: مكتبة النحانجي قاهرة.
- ٥٥... تبصير المنتبه بتحرير المشتبه: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: المكتبة العلمية، بيروت
- ٥٦... تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت (١٩٩٦هـ)

- ٥٧... التاريخ الكبير: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري
(١٩٣ هـ ٢٥٦ هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن
- ٥٨... التاريخ الصغير: إمام أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري
(١٩٣ هـ ٢٥٦ هـ) ناشر: دار الوعى، حلب (١٣٩٦ هـ)
- ٥٩... التحقيق في أحاديث الخلاف: إمام أبو الفرج عبدالرحمن بن
علي جوزي (٥٠٨ هـ ٥٩٤ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٤١٥ هـ)
- ٦٠... تاريخ بغداد: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن
أحمد المعروف خطيب بغدادي (٣٩٢ هـ ٤٢٣ هـ) ناشر: دار الكتب
العلمية (١٤١٤ هـ)
- ٦١... تحفة الأخوذي بشرح جامع الترمذى: إمام أبو العلاء
محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم (٢٨٣ هـ ٣٥٣ هـ) ناشر:
دار الكتب العلمية
- ٦٢... التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين:
إمام أبو المظفر طاهر بن محمد إسفرائيني (٤٠١ هـ) ناشر: عالم الكتب
(١٢٠٣ هـ ١٩٨٣ هـ)
- ٦٣... تهذيب الأسماء واللغات: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن
شرف نووي (٦٣١ هـ ٦٤٦ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
- ٦٤... التقريب واليسير: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن
شرف نووي (٦٣١ هـ ٦٤٦ هـ) ناشر: دار الكتاب العربي، بيروت
(١٢٠٥ هـ ١٩٨٥ هـ)

- ٢٥... تاريخ أسماء الثقات: إمام أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان المعروف ابن شاهين (٢٩٤هـ - ٣٨٥هـ) ناشر: الدار السلفية، كويت (١٣٠٣هـ - ١٩٨٣هـ)
- ٢٦... تاريخ مدينة دمشق: إمام أبو قاسم علي بن حسن بن هبة الله (٣٩٩هـ - ٥٤١هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣١٥هـ - ١٩٩٥هـ)
- ٢٧... التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: إمام أبو بكر محمد بن عبد الغني بغداداي حنبلي (٥٤٩هـ - ٦٢٩هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٨هـ - ١٩٨٨هـ)
- ٢٨... التمهيد لمافي الموطأ من المعاني والأسانيد: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨هـ - ٤٢٣هـ) ناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية (١٣٨٤هـ)
- ٢٩... التقرير والتحرير: إمام أبو عبد الله شمس الدين محمد بن محمد المعروف ابن أمير الحاج (٨٢٥هـ - ٨٤٩هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٣هـ - ١٩٨٣هـ)
- ٤٠... تاريخ ابن معين (رواية الدوري) إمام أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد (١٥٨هـ - ٢٣٣هـ) ناشر: مركز البحث العلمي (١٣٩٩هـ - ١٩٤٩هـ)
- ٤١... تاريخ أصبهان: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد أصبهاني (٣٣٦هـ - ٣٣٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٠هـ - ١٩٩٠هـ)
- ٤٢... التدوين في أخبار قزوين: إمام أبو القاسم عبد الكريم

بن محمد قزويني (٥٥٤هـ - ٦٢٣هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
(١٢٠٨هـ - ١٩٨٤هـ)

٤٣... توجيه النظر إلى أصول الأثر: إمام طاهر بن صالح بن أحمد
جزائري دمشقي (١٢٦٨هـ - ١٣٣٨هـ) ناشر: المطبوعات إسلامية،
حلب (١٢١٦هـ - ١٩٩٥هـ)

٤٤... تأسيس النظر: إمام أبو يزيد عبيد الله بن عمر بن عيسى
الدبوسي، (٢٣٠هـ) ناشر: مطبعة الإمام محمد، القاهرة

٤٥... تاريخ اهل حديث: مولانا محمد ابراهيم سيالكوتي رحمته الله، ناشر: اسلامي پبلشنگ
كيني لاهور

٤٦... توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار: إمام محمد بن إسماعيل
بن صلاح المعروف أمير صنعاني (١٠٩٩هـ - ١١٨٢هـ) ناشر: دار الكتب
العلمية (١٢١٤هـ - ١٩٩٤هـ)

٤٧... التعليق الممجد على موطأ محمد: إمام عبدالحى بن محمد
عبدالحليم لكهنوي (١٢٦٣هـ - ١٣٠٣هـ) ناشر: دار القلم، دمشق
(١٢٢٦هـ - ٢٠٠٥هـ)

٤٨... تجليات صفدر: حضرت مولانا محمد امين صفدر او كاڙوى، ناشر: مکتبه امداديه ملتان

٤٩... التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو الفضل
زين الدين عبد الرحيم بن حسين عراقي (٤٢٥هـ - ٨٠٦هـ) ناشر: المكتبة
السلفية، مدينه منوره (١٣٨٩هـ)

٨٠... التفسير الكبير: إمام أبو عبد الله محمد بن عمر بن حسن

المعروف إمام رازي (٥٣٣هـ - ٦٠٦هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي /
مكتبة علوم اسلامية لاهور

٨١... تاج التراجم في طبقات الحنفية: إمام أبو العدل زين الدين قاسم

بن قطلوبغا (٨٠٢هـ - ٨٤٩هـ) ناشر: دار القلم، دمشق (١٣١٣هـ - ١٩٩٢ع)

٨٢... تلقيح فهوم أهل الأثر في عيون التاريخ والسير: إمام أبو

الفرج جمال الدين عبدالرحمن ابن الجوزي (٥٠٨هـ - ٥٩٤هـ) ناشر:

دار الأرقم بن أبي الأرقم (١٩٩٤ع)

٨٣... التعليقات علي ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة

المتناسبات: الشيخ عبدالرشيد نعماني (١٣٣٣هـ - ١٣٢٠هـ) ناشر: إحياء

الأدب السندي حيدرآباد.

٨٣... التاج المكمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول: الشيخ

نواب صديق حسن خان القنوجي (١٣٠٤هـ) ناشر: المطبعة الهندية

العربية (١٣٨٣هـ - ١٩٦٣ع)

٨٥... الثقات: إمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستي (٣٥٣هـ)

ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن (١٣٩٣هـ - ١٩٤٣ع)

٨٦... الجرح والتعديل: إمام أبو محمد عبدالرحمن بن محمد

المعروف ابن أبي حاتم رازي (٢٢٠هـ - ٣٢٤هـ) ناشر: دائرة المعارف

العثمانية، حيدرآباد دكن (١٢٤١هـ)

٨٤... جامع بيان العلم وفضله: إمام أبو عمر يوسف بن عبداللّه بن

محمد المعروف ابن عبد البر (٣٦٨هـ - ٤٣٦هـ) ناشر: دار ابن جوزي
(١٣١٢هـ - ١٩٩٢هـ)

٨٨... الجواهر المضية في طبقات الحنفية: إمام عبد القادر بن محمد
بن نصر الله قرشي (٦٩٦هـ - ٤٤٥هـ) ناشر: مير محمد كتب خانة

٨٩... الجوهر النقي في الرد على البيهقي: إمام أبو الحسن علاء
الدين علي بن عثمان المعروف ابن تركماني (٦٨٣هـ - ٤٥٠هـ) الناشر:
دار الفكر / إدارة تاليفات اشرفية ملتان

٩٠... الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: إمام أبو
الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي (٨٣١هـ - ٩٠٢هـ)
ناشر: دار ابن حزم (١٣١٩هـ - ١٩٩٩هـ)

٩١... جامع الأصول في أحاديث الرسول: إمام أبو السعادات مبارك
بن محمد بن محمد شيباني جزري (٥٣٢هـ - ٦٠٦هـ) ناشر: مكتبة الحلواني.
٩٢... جلاء العينين بمحاكمة الأحمدين: إمام أبو البركات نعمان بن
محمود المعروف ابن الآلوسي بغدادي (١٢٥٢هـ - ١٣١٤هـ) ناشر:
مطبعة المدني (١٣٠١هـ - ١٩٨١هـ)

٩٣... جامع المسانيد: إمام أبو المؤيد محمد بن محمود خوارزمي
(٥٩٣هـ - ٦٦٥هـ) ناشر: مكتبة حنفية كوث

٩٤... الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: إمام أبو بكر أحمد بن
علي بن ثابت المعروف خطيب بغدادي (٣٩٢هـ - ٤٦٣هـ) ناشر: مكتبة
المعارف، رياض

- ٩٥... ؑءة الله البالعة :إمام أءمء بن عبء الرءفم المءروف شاه ولى الله ءهلوى (١١١٣هـ ١١٤٦هـ) ناشر: ءار البءل؁ بىروء (١٢٢٦هـ ٤٢٠٠٥)
- ٩٦... الءطة فى ءءر الصءاء السءة :إمام أبو الطفب مءمء صءفء ؑان بن ؑسن ؑنوءى (١٢٢٨هـ ١٣٠٤هـ) ناشر: ءار الءب العلمفة (١٢٠٥هـ ١٩٨٥هـ)
- ٩٤... ءءف اوراىل ءءفء: مولانا ءمء انوار ؑورشفء؁ ناشر: ؑمفءة اىل سنء لاهور
- ٩٨... ؑفاة الءفوان: مءمء بن موسى بن عفسى ءمفرى (٤٢٢هـ؁ ٨٠٨هـ) ناشر: ءار الءب العلمفة؁ (١٢٢٢هـ)
- ٩٩... ؑلفة الأولفااء وطبءاء الأصففااء: إمام أبو نعفم أءمء بن عبء الله بن أءمء أصبهانف (٣٣٦هـ ٣٣٠هـ) ناشر: ءار الءاب العربف (١٣٩٢هـ)
- ١٠٠... ؑسن ءقاضف فى سفرة أبو فوسف القاضف: إمام مءمء زاهء بن ؑسن بن علف ؑوئرف (١٢٩٦هـ ١٣٤١هـ) ناشر: ءار الءب العلمفة
- ١٠١... ؑلاصة الأءر فى أءفان القرن الءاءى عشر: إمام مءمء امفن بن فضل الله ءمشفى (١٠٦١هـ ١١١١هـ) ناشر: ءار صاءر؁ بىروء
- ١٠٢... الءفراء الءسان فى مناقب الإمام الأعظم أبو ؑنففة النعمان: إمام شهاب ءءن أءمء بن ؑءر هفءمف مكف (٩٠٩هـ ٩٤٣هـ) ناشر: ءار الءب العلمفة (١٢٠٣هـ)
- ١٠٣... ءول الإسلام: إمام أبو عبء الله شمس مءمء بن أءمء بن عثمان ءهبف (٦٤٣هـ ٤٢٨هـ) ناشر: ءار الءب العلمفة؁ بىروء

١٠٢... دلائل النبوة: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن علي المعروف

إمام بيهقي (٣٨٢هـ - ٤٥٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٠٥هـ)

١٠٥... ديوان الإسلام: أبو المعالي شمس الدين محمد بن عبد

الرحمن الغزي (١٠٩٦هـ - ١١٦٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٣١١هـ - ١٩٩٠هـ)

١٠٦... الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة: إمام أبو الفضل أحمد

بن علي بن محمد عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دائرة المعارف

العثمانية (١٣٩٢هـ - ١٩٤٢هـ)

١٠٧... ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: إمام أبو عبد الله

شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر:

دار البشائر، بيروت (١٣١٠هـ - ١٩٩٠هـ)

١٠٨... رد المحتار على الدر المختار: إمام محمد امين بن عمر بن

عبد العزيز المعروف علامة شامي (١١٩٨هـ - ١٢٥٢هـ) ناشر: دار الفكر

بيروت (١٣١٢هـ - ١٩٩٢هـ)

١٠٩... روح المعاني في تفسير القرآن العظيم: إمام شهاب الدين

محمود آلوسي بغداددي (١٢١٤هـ - ١٢٤٠هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٣١٥هـ)

١١٠... الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: إمام

أبو عبد الله محمد بن أبي الفيض المعروف كتاني (١٢٤٣هـ - ١٣٢٥هـ)

ناشر: دار البشائر الإسلامية

- ١١١... الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إمام عبدالحى بن محمد عبد الحلیم لكهنوي (١٢٦٣هـ - ١٣٠٢هـ) ناشر: قديمى كتب خانه
- ١١٢... الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: إمام محمد بن ابراهيم المعروف ابن وزير صنعاني (٨٣٠هـ) ناشر: مكتبه عباس أحمد باز
- ١١٣... زاد المعاد في هدى خير العباد: إمام محمد بن أبى بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (٦٩١هـ - ٧٥١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣١٥هـ - ١٩٩٢هـ)
- ١١٤... سير أعلام النبلاء: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ - ٧٢٨هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٣٠٥هـ - ١٩٨٥هـ)
- ١١٥... سيرة النعمان: حضرت مولانا شبلى نعمانى رحمته الله عليه، ناشر: دار الاشاعت كراچى
- ١١٦... سنن الترمذي: إمام محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (٢٠٩هـ - ٢٤٩هـ) ناشر: مصطفى البابي حلبى، (١٢٩٥هـ - ١٩٤٥هـ)
- ١١٧... سنن أبى داود: إمام أبو داود سليمان بن أشعث سجستاني (٢٠٢هـ - ٢٤٥هـ) ناشر: المكتبة العصرية، بيروت
- ١١٨... سنن نسائي: إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب نسائي (٢١٥هـ - ٣٠٣هـ) ناشر: المطبوعات الإسلامية، حلب (١٣٠٢هـ - ١٩٨٦هـ)
- ١١٩... سنن ابن ماجه: إمام أبو عبد الله محمد بن يزيد قزويني (٢٠٩هـ - ٢٤٣هـ) ناشر: دار إحياء الكتب العربية
- ١٢٠... سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: إمام أبو عبد الله

محمد بن يوسف صالحى (٩٢٢هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٣هـ
(١٩٩٣ع)

١٢١... السنن الكبرى: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بيهقي
(٣٨٢هـ - ٤٥٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٣هـ - ٢٠٠٣ع)

١٢٢... سنن الدارقطني: إمام أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد
المعروف دارقطني (٣٠٦هـ - ٣٨٥هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت
(١٣٢٣هـ - ٢٠٠٢ع)

١٢٣... سؤالات السلمى للدارقطني: إمام محمد بن حسين بن
محمد المعروف أبو عبدالرحمن سلمى (٣٢٥هـ - ٤١٢هـ) ناشر:
دار العلم (١٣٢٤هـ)

١٢٤... سؤالات حمزة بن يوسف السهمي: إمام أبو القاسم حمزة بن
يوسف سهمي جرجاني (٣٢٤هـ) ناشر: مكتبة المعارف، رياض
(١٣٠٣هـ - ١٩٨٢ع)

١٢٥... سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: إمام محمد خليل
بن علي بن محمد حسيني (١١٤٣هـ - ١٢٠٦هـ) ناشر: دار البشائر
الإسلامية (١٣٠٨هـ - ١٩٨٨ع)

١٢٦... السنة ومكانتها في التشريع الإسلامى: الدكتور مصطفى
السباعي الشامي، ناشر: المكتب الإسلامى

١٢٧... شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: إمام أبو القاسم هبة
الله بن حسن اللالكائى (٢١٨هـ) ناشر: دار طيبة (١٣٢٣هـ - ٢٠٠٣ع)

- ١٢٨... شرح مسند أبي حنيفة: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملاعلي قاري (١٠١٣ هـ) ناشر: دارالكتب العلمية (١٣٠٥ هـ ١٩٨٥ ع)
- ١٢٩... شرح الفقه الأكبر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملاعلي قاري (١٠١٣ هـ) ناشر: قدي كتب خانة
- ١٣٠... شرح معاني الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي (٢٣٨ هـ ٣٢١ هـ) ناشر: عالم الكتب (١٣١٣ هـ ١٩٩٢ ع)
- ١٣١... شرح الشرح لنخبة الفكر في مصطلحات الأثر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملاعلي قاري (١٠١٣ هـ) ناشر: دار أرقم، لبنان / قدي كتب خانة
- ١٣٢... شذرات الذهب في أخبار من ذهب: إمام عبدالحى بن أحمد بن محمد المعروف ابن العماد حنبلي (١٠٣٢ هـ ١٠٨٩ هـ) ناشر: دار ابن كثير، دمشق (١٣٠٦ هـ ١٩٨٦ ع)
- ١٣٣... شرح العقيدة الطحاوية: إمام محمد بن علاء الدين المعروف ابن أبي العز (٤٣١ هـ ٤٩٢ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣١٤ هـ ١٩٩٤ ع)
- ١٣٤... صحيح البخاري: إمام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (١٩٣ هـ ٢٥٦ هـ) ناشر: دار طوق النجاة، (١٣٢٢ هـ)
- ١٣٥... صفة الصفوة: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨ هـ ٥٩٤ هـ) ناشر: دار الحديث، القاهرة، (١٣٢١ هـ ٢٠٠٠ ع)
- ١٣٦... صحيح مسلم: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري

(٢٠٠٢ هـ - ٢٠١١ هـ) ناشر: دار احياء التراث العربي

١٣٤... صحيح ابن حبان: إمام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد

البستي (٣٥٢ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، (١٢١٣ هـ - ١٩٩٣ ع)

١٣٨... الصحاح: إمام أبو نصر اسماعيل بن حماد جوهري فارابي

(٣٩٣ هـ) ناشر: دار العلم، بيروت (١٢٠٤ هـ - ١٩٨٤ ع)

١٣٩... الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: إمام أبو الخير شمس الدين

محمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوي (٨٣١ هـ -

٩٠٢ هـ) ناشر: دار مكتبة الحياة، بيروت

١٤٠... الضعفاء والمتروكون: إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب

نسائي (٢١٥ هـ - ٣٠٣ هـ) ناشر: دار الوعي، حلب (١٣٩٦ هـ)

١٤١... طبقات الحفاظ: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر

المعروف جلال الدين سيوطي (٨٢٩ هـ - ٩١١ هـ) ناشر: دار الكتب

العلمية (١٢٠٣ هـ)

١٤٢... طبقات الشافعية الكبرى: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن

تقي الدين سبكي (٤٢٤ هـ - ٤٤١ هـ) ناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع

(١٢١٣ هـ)

١٤٣... الطبقات الكبرى: إمام أبو عبد الله محمد بن سعد بن منيع

(٢٣٠ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)

١٤٤... طبقات الفقهاء: إمام أبو اسحاق إبراهيم بن علي شيرازي

(٣٩٣ هـ - ٤٤٦ هـ) ناشر: دار الرائد العربي، بيروت (١٩٤٠ ع)

١٢٥... طبقات المحدثين بأصبهان والواردين عليها: إمام أبو محمد عبد الله بن محمد المعروف أبو شيخ أصبهاني (٢٤٣هـ - ٣٦٩هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٢١هـ - ١٩٩٢هـ)

١٢٦... طبقات الشافعيين: إمام أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي (٤٠٠هـ - ٤٤٢هـ) ناشر: مكتبة الثقافة الدينية (١٣١٣هـ - ١٩٩٣هـ)

١٢٧... العبر في تاريخ من غير: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٢٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

١٢٨... عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: إمام أبو عبد الله محمد بن يوسف صالح (٩٢٢هـ) ناشر: مكتبة الإيمان/مكتبة الشيخ

١٢٩... عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: إمام أبو الفيض محمد بن محمد المعروف مرتضى زبيدي (١٢٠٥هـ) ناشر: الشيخ إمام سعيد

١٥٠... العلل الصغير: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى الترمذي، ناشر: دار إحياء التراث العربي (٢٠٩هـ - ٢٤٩هـ)

١٥١... عقليات ابن تيمية: مولانا محمد حنيف ندوي، ناشر: علم و عرفان پبلشرز

١٥٢... العقيدة وعلم الكلام: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثر (١٢٩٦هـ - ١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٥٣... عمدة القاري شرح صحيح البخاري: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بدر الدين عيني (٤٦٢هـ - ٨٥٥هـ) ناشر:

دار إحياء التراث العربى

١٥٢... فتح البارى بشرح صحيح البخارى: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣٤٩هـ)

١٥٥... الفصل في الملل والأهواء والنحل: إمام أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد المعروف ابن حزم ظاهري (٣٨٢هـ - ٤٥٦هـ) ناشر: مكتبة الخانجي، القاهرة

١٥٦... فيض القدير شرح الجامع الصغير: إمام عبدالرؤوف بن تاج العارفين بن علي مناوي (٩٥٢هـ - ١٠٣١هـ) ناشر: المكتبة التجارية الكبرى (١٣٥٦هـ)

١٥٤... فتح المغيـث بشرح ألفية الحديث: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبدالرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوي (٨٣١هـ - ٩٠٢هـ) ناشر: مكتبة السنة، مصر (١٣٢٢هـ - ٢٠٠٣هـ)

١٥٨... الفتاوى الهندية: جماعة من علماء الهند الأعلام، ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣١٠هـ)

١٥٩... فتح القدير: إمام كمال الدين محمد بن عبدالواحد المعروف ابن همام (٤٩٠هـ - ٨٦١هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت

١٦٠... الفهرست: إمام أبو الفرج محمد بن اسحاق بن محمد النديم (٣٣٨هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٣١٤هـ - ١٩٩٤هـ)

١٦١... فضائل الصحابة: إمام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل

- شيباني (١٦٣هـ - ٢٢١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٠٣هـ - ١٩٨٣ع)
- ١٦٢... الفوائد البهية في تراجم الحنفية: إمام أبو الحسنات محمد عبد الحي بن محمد عبد الحلیم لكهنوي (١٢٦٣هـ - ١٣٠٣هـ) ناشر: دار ارقم بن أبي ارقم (١٢١٨هـ - ١٩٩٨ع)
- ١٦٣... فيض الباری علي صحیح البخاری: إمام العصر انور شاه كشميري (١٢٩٢هـ - ١٣٥٢هـ) ناشر: مكتبة رشيدية كويت
- ١٦٣... فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم: إمام عبد الحي بن عبد الكبير المعروف كتاني (١٣٠٥هـ - ١٣٨٢هـ) ناشر: دار الغرب الإسلامي (١٩٨٢ع)
- ١٦٥... الفصول في الأصول: إمام أبو بكر أحمد بن علي الجصاص (٣٠٥هـ - ٣٤٠هـ) ناشر: وزارة الأوقاف الكويت (١٢١٣هـ - ١٩٩٢ع)
- ١٦٦... فتوح البلدان: إمام أحمد بن يحيى بن جابر بلاذري (٢٤٩هـ) ناشر: مكتبة الهلال بيروت، (١٩٨٨ع)
- ١٦٤... قاموس الفقه: حضرت مولانا خالد سيف الله رحمانى، ناشر: زمزم پبلشرز
- ١٦٨... قواعد في علوم الحديث: الشيخ ظفر أحمد ١١ (١٣٠١هـ - ١٣٩٢هـ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.
- ١٦٩... القاموس المحيط: إمام مجد الدين محمد بن يعقوب فيرر آبادي (٨١٤هـ - ٨١٤هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (٢٢٦هـ - ٢٠٠٥ع)
- ١٤٠... قاعدة في الجرح والتعديل: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن تقى الدين سبكي (٤٢٤هـ - ٤٤١هـ) ناشر: دار البشائر، بيروت

(١٢١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)

١٤١... كتاب الآثار: إمام أبو عبد الله محمد بن حسن شيباني
(١٣١ هـ - ١٨٩ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٤٢... كتاب الآثار: إمام أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن حبيب
(١١٣ هـ - ١٨٢ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

١٤٣... الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: إمام
أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣ هـ - ٤٢٨ هـ)
ناشر: دار القبلة للثقافة الإسلامية (١٢١٣ هـ - ١٩٩٢ ع)

١٤٤... الكنى والأسماء: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري
(٢٠٢ هـ - ٢٦١ هـ) ناشر: البحث العلمي جامعه إسلاميه (١٢٠٢ هـ - ١٩٨٢ ع)

١٤٥... الكفاية في علم الرواية: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن
أحمد المعروف خطيب بغدادى (٣٩٢ هـ - ٢٦٣ هـ) ناشر: المكتبة
العلمية، مدينة منورة

١٤٦... كتاب القراءة خلف الإمام: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن
علي بيهقي (٣٨٢ هـ - ٢٥٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢٠٥ هـ)

١٤٧... كتاب الأم: إمام أبو عبد الله محمد بن إدريس شافعي (١٥٠ هـ -
٢٠٢ هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٢١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)

١٤٨... الكشف المبدي لتمويه أبي الحسن السبكي: إمام محمد
بن حسين سليمان (١٣٠٢ هـ - ١٣٥٥ هـ) ناشر: دار الفضيلة، رياض
(١٢٢٢ هـ - ٢٠٠٢ ع)

- ١٧٩... الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل: إمام أبو القاسم محمود بن عمرو المعروف جار الله زمخشري (٢٦٤هـ - ٥٣٨هـ) ناشر: دار الكتاب العربي (١٣٠٤هـ)
- ١٨٠... كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبد الله المعروف حاجي خليفه چلبي (١٠٠٣هـ - ١٠٦٤هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (١٩٣١هـ)
- ١٨١... كشف الأسرار شرح أصول البزدوي: إمام عبد العزيز بن أحمد بخاري (٤٣٠هـ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي.
- ١٨٢... الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة: إمام نجم الدين محمد بن محمد الغزي (٩٤٤هـ - ١٠٦١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣١٨هـ - ١٩٩٤هـ)
- ١٨٣... كلمات طبيات: إمام أحمد بن عبد الرحيم المعروف شاه ولي الله دهلوي (١١١٣هـ - ١١٤٦هـ) ناشر: مجتبائي دهلي
- ١٨٣... الكامل في ضعفاء الرجال: إمام أبو أحمد بن عدى جرجاني (٢٤٤هـ - ٣٦٥هـ) ناشر: المكتب العلمية (١٣١٨هـ - ١٩٩٤هـ)
- ١٨٥... لسان الميزان: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣هـ - ٨٥٢هـ) ناشر: مؤسسة الاعلمي مطبوعات، بيروت (١٣٩٠هـ - ١٩٤١هـ)
- ١٨٦... لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: إمام محمد بن أحمد بن سالم سفاريني (١١١٣هـ - ١١٨٨هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٣٠٢هـ - ١٩٨٢هـ)

- ١٨٤... لامع الدراري: الإمام المحدث الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي،
(١٣٢٣هـ) ناشر: المكتبة اليعقوبية مظاهر العلوم سهار نفور الهند
- ١٨٨... اللباب في تهذيب الأنساب: أبو الحسن عز الدين ابن أثير
جزري (٥٥٥هـ - ٦٣٠هـ) ناشر: دار صادر بيروت.
- ١٨٩... لسان العرب: إمام أبو الفضل محمد بن مكرم جمال الدين ابن
منظور افريقي (٦٣٠هـ - ٧١١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت (١٢١٢هـ)
- ١٩٠... لمحات النظر في سيرة الإمام زفر: إمام محمد زاهد بن
حسن بن علي كوثيري (١٢٩٦هـ - ١٣٤١هـ) ناشر: دار الكتب العلمية.
- ١٩١... اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: إمام أبو محمد جمال
الدين علي بن أبي يحيى خزر جي المنبجي (٦٨٦هـ) ناشر: دار القلم،
دمشق (١٢١٢هـ - ١٩٩٢هـ)
- ١٩٢... المنظومة البيقونية: عمر بن محمد بن فتوح البيقوني
الدمشقي (١٠٨٠هـ) ناشر: دار المغني للنشر والتوزيع (١٢٠٢هـ - ١٩٩٩هـ)
- ١٩٣... المعين في طبقات المحدثين: إمام أبو عبد الله شمس محمد
بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار الفرقان، عمان
(١٢٠٢هـ)
- ١٩٣... ميزان الاعتدال في نقد الرجال: إمام أبو عبد الله شمس محمد
بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت
(١٣٨٢هـ - ١٩٦٣هـ)
- ١٩٥... المغني في الضعفاء: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد

بن عثمان ذهبي (٢٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

١٩٦... المنتقى من منهاج الاعتدال: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن

أحمد بن عثمان ذهبي (٢٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: وزارة الشؤون الإسلامية
المملكة العربية السعودية

١٩٤... منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: إمام

أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحلیم تیمیة حرانی (٢٦١هـ -

٤٢٨هـ) ناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود (٢٠٦هـ - ١٩٨٦هـ)

١٩٨... مجموع الفتاوى: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن

عبد الحلیم تیمیة حرانی (٢٦١هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: مجمع الملك فهد،

مدينة منوره (١٢١٦هـ - ١٩٩٥هـ)

١٩٩... المبسوط: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس

الائمة سرخسي (٢٨٣هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٢١٢هـ - ١٩٩٣هـ)

٢٠٠... مسند أحمد: إمام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل

(١٦٣هـ - ٢٢١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، (١٢٢١هـ - ٢٠٠١هـ)

٢٠١... المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: إمام أبو الفرج عبد

الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨هـ - ٥٩٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٢١٢هـ - ١٩٩٢هـ)

٢٠٢... المستدرک علی الصحیحین: إمام أبو عبد الله محمد بن

عبد الله بن محمد المعروف إمام حاكم (٣٢١هـ - ٤٠٥هـ) ناشر: دار

الكتب العلمية (١٢١١هـ - ١٩٩٠هـ)

٢٠٣... معرفة علوم الحديث: إمام أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد المعروف إمام حاكم (٣٢١ هـ - ٤٠٥ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٩٤ هـ - ١٩٤٤ ع)

٢٠٤... موضح أوهام الجمع والتفريق: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادي (٣٩٢ هـ - ٤٦٣ هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٤٠٤ هـ)

٢٠٥... مصنف ابن أبي شيبة: إمام أبو بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم المعروف ابن أبي شيبة (١٥٩ هـ - ٢٣٥ هـ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض (١٤٠٩ هـ)

٢٠٦... المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي، (٦٣١ هـ - ٦٤٦ هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (١٣٩٢ هـ)

٢٠٧... مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح (٥٤٤ هـ - ٦٢٣ هـ) ناشر: دار الفكر، سوريا (١٣٠٦ هـ - ١٩٨٦ ع)

٢٠٨... المعجم الكبير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠ هـ - ٣٦٠ هـ) ناشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة، (١٤١٥ هـ - ١٩٩٢ ع)

٢٠٩... المعجم الصغير: إمام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (٢٦٠ هـ - ٣٦٠ هـ) ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت (١٤٠٥ هـ - ١٩٨٥ ع)

٢١٠... المعجم المفهرس: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد

عسقلاني (٤٤٤٣ هـ - ٨٥٢ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (١٢١٨ هـ
١٩٩٨ ع)

٢١١... مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر: إمام أبو الفضل محمد بن
مكرم المعروف ابن منظور (٦٣٠ هـ - ٤١١ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت
(١٢٠٢ هـ - ١٩٨٢ ع)

٢١٢... مناقب أبي حنيفة: إمام محمد بن شهاب ابن بزار الكردي
(٨٢٤ هـ) ناشر: دار الكتاب العربي، (١٢٠١ هـ)

٢١٣... مناقب أبي حنيفة: إمام ابن أحمد بن محمد المكي (٢٨٣ هـ
٥٦٨ هـ) ناشر: دار الكتاب العربي (١٢٠١ هـ)

٢١٣... مشكل الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة
طحاوي (٢٢٩ هـ - ٣٢١ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة (١٢١٥ هـ)

٢١٥... الميزان الكبرى: إمام عبد الوهاب أحمد بن علي شعراني
(٨٩٨ هـ - ٩٤٣ هـ) ناشر: مصطفى البابي الحلبي (١٣٩٥ هـ - ١٩٢٠ ع)

٢١٦... الملل والنحل: إمام أبو الفتح محمد بن عبد الكريم شهرستاني
(٣٤٩ هـ - ٥٢٨ هـ) ناشر: مؤسسة الحلبي.

٢١٤... مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: إمام أبو الحسن علي
بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (١٠١٣ هـ) ناشر: دار الفكر،
بيروت (١٢٢٢ هـ - ٢٠٠٢ ع)

٢١٨... المقصد الأرشدي ذكر أصحاب الإمام أحمد: إمام برهان
الدين ابراهيم بن محمد بن عبد الله (٨٨٣ هـ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض
(١٢١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)

- ٢١٩... موطا مالك: إمام مالك بن انس بن مالك مدني (٩٣هـ
 ٤٣هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي، (١٣٠٦هـ ١٩٨٥هـ)
- ٢٢٠... موطا إمام محمد: إمام أبو عبد الله محمد بن حسن شيباني
 (١٣١هـ ١٨٩هـ) ناشر: دار الكتب العلمية.
- ٢٢١... مسند الإمام الأعظم: إمام صدر الدين موسى بن زكريا
 حصكفي (٦٥٠هـ) ناشر: ميزان كتب خانة لاهور
- ٢٢٢... مرآة الجنان وعبرة اليقظان: إمام أبو محمد عبد الله بن
 أسعد بن علي المعروف يافعي (٢٩٨هـ ٤٦٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية
 (١٣١٤هـ ١٩٩٤هـ)
- ٢٢٣... معجم البلدان: إمام أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله
 حموي (٥٤٣هـ ٦٢٦هـ) ناشر: دار صادر بيروت (١٩٩٥هـ)
- ٢٢٤... مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: إمام
 أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بدر الدين عيني (٤٦٢هـ
 ٨٥٥هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٤هـ ٢٠٠٦هـ)
- ٢٢٥... معرفة الصحابة: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد
 أصبهاني (٣٣٦هـ ٤٣٠هـ) ناشر: دار الوطن، رياض (١٣١٩هـ ١٩٩٨هـ)
- ٢٢٦... مسند الإمام أبي حنيفة: (رواية أبي نعيم) إمام أبو نعيم أحمد بن
 عبد الله بن أحمد أصبهاني (٣٣٦هـ ٤٣٠هـ) ناشر: مكتبة الكوثر،
 رياض (١٣١٥هـ)
- ٢٢٧... مجموعة رسائل ابن عابدين: إمام محمد أمين بن عمر بن

- عبد العزيز المعروف علامه شامي (١١٩٨ هـ - ١٢٥٢ هـ) ناشر: مكتبة عثمانية كوكبة
- ٢٢٨... مجموعة رسائل اللكهنوي: إمام أبو الحسنات محمد عبد
- الحي بن محمد عبد الحليم لكهنوي (١٢٦٢ هـ - ١٣٠٢ هـ) ناشر: إدارة
- القرآن والعلوم الإسلامية.
- ٢٢٩... الموافقات: ابراهيم بن موسى بن محمد غرناطي شاطبي
- (٤٩٠ هـ) ناشر: دار ابن عفان (١٢١٤ هـ - ١٩٩٤ هـ)
- ٢٣٠... معجم المؤلفين: عمر بن رضا بن محمد كحاله دمشقي
- (١٢٠٨ هـ) ناشر: مكتبة المثنى، بيروت
- ٢٣١... مقدمة ابن خلدون: إمام عبد الرحمن بن محمد بن محمد
- المعروف ابن خلدون (٤٣٢ هـ - ٨٠٨ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت
- (١٢٠٨ هـ - ١٩٨٤ هـ)
- ٢٣٢... المعجم الوسيط: ابراهيم مصطفى، أحمد زيات، محمد
- نجار، حامد عبد القادر، ناشر: دار الدعوة
- ٢٣٣... مختصر قيام الليل: إمام أبو عبد الله محمد بن نصر مروزي
- (٢٠٢ هـ - ٢٩٣ هـ) ناشر: حديث الكيومي فيصل آباد
- ٢٣٤... المجموع شرح المذهب: إمام أبو زكريا يحيى بن شرف
- نووي (٦٣١ هـ - ٦٤٦ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت
- ٢٣٥... مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: العلامة المحقق
- عبد الرشيد النعماني (١٣٣٣ هـ - ١٢٢٠ هـ) ناشر: مكتبة الشيخ
- ٢٣٦... مقدمة كتاب التعليم: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني

- (١٣٣٣ هـ - ١٣٢٠ هـ) ناشر: إحياء الأدب السندي حيدرآباد
- ٢٣٤... ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: العلامة
المحقق عبدالرشيد النعماني (١٣٣٣ هـ - ١٣٢٠ هـ) ناشر: قديمي كتب خانہ
- ٢٣٨... معارف السنن شرح سنن الترمذي: الإفادات: إمام العصر
العلامة المحدث انور شاه كشميري (١٢٩٢ هـ - ١٣٥٢ هـ) ناشر: مجلس
الدعوة والتحقيق الإسلامي
- ٢٣٩... مقام أبي حنيفة: امام اہلسنت محقق العصر مولانا سرفراز خان صفدر رحمته الله، ناشر:
مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ
- ٢٤٠... مقالات الكوثري: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري
(١٢٩٦ هـ - ١٣٤١ هـ) ناشر: ايچ ايم سعيد كراچی
- ٢٤١... مفتاح السعادة ومصباح السيادة: إمام أحمد بن مصطفى المعروف
طاش كبرى زاده، ناشر: دار الكتب العلمية (١٣٢٢ هـ - ٢٠٠٢ ع)
- ٢٤٢... مكانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين: محمد قاسم حارثي،
ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
- ٢٤٣... المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: أبو محمد حسن بن
عبد الرحمن رامهرمزي (٣٦٠ هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت (١٣٠٢ هـ)
- ٢٤٤... المتكلمون في الرجال: إمام أبو الخير شمس الدين محمد
بن عبد الرحمن سخاوي (٨٣١ هـ - ٩٠٢ هـ) ناشر: دار البشائر الإسلامية
(١٣١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)
- ٢٤٥... المعارف: إمام أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة دينوري

(٢١٣ هـ - ٢٤٦ هـ) ناشر: الهيئة المصرية، قاهره (١٩٩٢ ع).

٢٣٦... منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد:

إمام أبوزكريا يحيى بن ابراهيم أزدي سلماسي (٥٥٠ هـ) ناشر: مكتبة

الملك فهد (١٢٢٢ هـ - ٢٠٠٢ ع)

٢٣٧... النكت على كتاب ابن الصلاح: إمام أبو الفضل أحمد بن علي

محمد عسقلاني (٤٤٣ هـ - ٨٥٢ هـ) ناشر: عمادة البحث العلمي، مدينة

منوره (١٢٠٣ هـ - ١٩٨٣ ع)

٢٣٨... نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر: إمام أبو الفضل أحمد بن

علي بن حجر عسقلاني (٤٤٣ هـ - ٨٥٢ هـ) ناشر: مكتبة رحمانية لاهور

٢٣٩... النشر في القراءات العشر: إمام أبو الخير محمد بن محمد

دمشقي المعروف ابن جزري (٤٥١ هـ - ٨٣٣ هـ) ناشر: المطبعة التجارية

الكبرى.

٢٥٠... النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي

حنيفة: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (٢٩٦ هـ - ١٣٤١ هـ)

ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

٢٥١... نفع الطيب من الأندلس الرطيب: إمام شهاب الدين أحمد

بن محمد تلسماني (٩٩٢ هـ - ١٠٣١ هـ) ناشر: دار صادر بيروت

٢٥٢... نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية: إمام جمال الدين

عبدالله بن يوسف زيلعي (٤٢٦ هـ) ناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر

(١٢٨١ هـ - ١٩٩٤ ع)

٢٥٣... النور السافر عن أخبار القرن العاشر: محي الدين عبدالقادر بن شيخ عيدروس (٩٤٨هـ - ١٠٣٨هـ) ناشر: دارالكتب العلمية (١٢٠٥هـ) ٢٥٣... النجوم الظاهرة في ملوك مصر والقاهرة: إمام أبو المحاسن يوسف بن تغري بردي (٨١٣هـ - ٨٤٢هـ) ناشر: وزارة الثقافة والإرشاد، مصر

٢٥٥... نيل الأوطار: إمام محمد بن علي بن محمد شو كاني (١١٤٣هـ - ١٢٥٠هـ) ناشر: دارالحديث مصر (١٢١٣هـ - ١٩٩٣هـ) ٢٥٥... وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: إمام أبو العباس شمس الدين أحمد بن محمد المعروف ابن خلكان (٦٠٨هـ - ٦٨١هـ) ناشر: دار صادر، بيروت

٢٥٦... الوافي بالوفيات: إمام صلاح الدين خليل ابن ايبيك صفدي (٤٦٣هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (١٢٢٠هـ - ٢٠٠٠هـ) ٢٥٤... الوردة الحافرة في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث العلماء الأحناف الجامع الصحيح للإمام البخاري: محمد مفيض الرحمان بن أحمد حسين، ناشر: زمزم پبلشرز